

عمران میرزہ

# ونڈر پلان

منظہر کلیم ایم۔ اے۔

پاکستانی پوائنٹ ڈاٹ کام



# چند باتیں

معزز قارئین! — سلام مسنون!

نیا ناول "ونڈر پلان" حاضر ہے۔ یہ ناول اپنے نام کی طرح ہی ونڈر ٹل ہے۔ ایکشن اور سپنس اپنے پورے عروج پر ہونے کے ساتھ ساتھ اس ناول کی کہانی بھی انتہائی منفرد اور دلچسپ ہے۔ یہ ایک ایسے مشن کی کہانی ہے جس میں عمران اور اس کے ساتھیوں کی بے پناہ صلاحیتوں کو اجاگر ہونے کا پورا پورا موقع ملا ہے۔ پلان، سچو شٹر، ایکشن، سپنس اور ٹمپو کے لحاظ سے یہ کہانی آپ کو جاسوسی ادب کی منفرد اور نئی جہت سے روشناس کرائے گی۔

موجودہ دور ذہانت کا دور ہے۔ اس دور میں مشن کا پلان بھی انتہائی ذہانت سے تیار کیا جاتا ہے اور جب یہ مشن کسی ملک کی طرف سے دوسرے ملک کی سلامتی کے خلاف بنایا جاتا ہو تو ظاہر ہے کہ بہترین دماغ اس مشن کو کامیاب بنانے کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں اور حتی الوسع یہ کوشش کی جاتی ہے کہ مشن میں کوئی خامی یا کمی نہ رہ جائے۔

ونڈر پلان بھی ایک ایسا ہی مشن ہے۔ یہ مشن کافرستان کے بہترین فوجیوں نے پاکیشٹا کی سلامتی کے خلاف تیار کیا اور ان کی کوششیں یہ تھیں



کہ اس میں کوئی غامی نہ رہے۔ کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ پاکیشا عمران اور اس کے ساتھیوں کا ملک ہے۔ لیکن یہ وڈر پلان بہر حال عمران کے ملک کی سلامتی کے خلاف بنایا گیا تھا۔ چنانچہ عمران اور سیکرٹ سروس حرکت میں آگئی اور پھر ذہانت کا ایک ایسا مقابلہ شروع ہوا کہ ذہانت کو بھی اپنے آپ پر رشک آنے لگا۔

وڈر پلان کا انجام کیا ہوا —؟ اور کیسے ہوا —؟ اس کی تفصیلات سے یقیناً آپ پوری طرح لطف اندوز ہوں گے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ناول جاسوسی ادب میں ایک یادگار اور لافانی اضافہ ثابت ہوگا۔

اجازت دیجئے۔

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

عمران نے بڑے اطمینان سے اپنی ٹانگ آگے بڑھا دی۔ اور مچھوئی کوتاؤ دیتے ہوئے آکر کچلنے والا لیمس شیم آدمی یوں اچھل کر منہ کے بل فرش پر گر گیا کہ اس کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے پہلے اس کے گرنے کے دھماکے سے کیفے کا ہال گونج اٹھا۔ اور ہال میں بیٹھ ہوئے مرد اور عورتیں دھماکہ اور چیخ سن کر بڑی طرح چونک پڑیں۔

”ہاں تو میں جا رہا۔ پھر آپ کی والدہ محترمہ نے آپ کے قبضہ و قبضہ والد محترم کے کال پر پتھر مار دیا۔“ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں سامنے بیٹھی ہوئی جولی سے مخاطب ہو کر کہا۔ لیکن جولی اس کی بات سننے کی بجائے اس گرنے والے کی طرف متوجہ تھی جو دانستہ پڑ پڑتے ہوئے اب فرش سے اٹھ رہا تھا۔ اس کی ناک تھوڑی سی پچک خمی تھی اور اس سے خون نکل کر اس کی گردن تک پہنچ گیا تھا۔ اکوٹھی ہوئی



تو دنا ہوا فرشتہ پر جاگرا۔

ارے ارے پھر میرے گھٹن میں درد — ارے قسم ہے میں نے جان کر نہیں کیا — عمران نے اور زیادہ خوفزدہ ہو کر کہا۔ اس کا انداز اتنا معصومانہ تھا کہ لوگوں کے چہروں پر بے اختیار مسکراہٹ رہنے لگی۔ ہاشم خان ایک بار پھر غصے سے چیخا ہوا اٹھا اور اس بار اس کے ہاتھ میں ایک تیز دھار خنجر تھا۔ اور چہرہ غصے کی شدت سے سرخ ہو چکا تھا۔

”کیا ہو رہا ہے یہاں —“ اجانک ایک دھاڑی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور خنجر ہاتھ میں پکڑے ہوئے خزانہ فروشوں سے عمران کو گھورتا ہوا ہاشم خان کی محنت چوک پڑا۔

”جج — جج — جناب — مم — مم —“ میرا کوئی قصور نہیں ہے۔ میرے گھٹن میں درد تھا۔ میں نے ٹانگ سیدھی کی اور اس کی مونچھیں ٹک گئیں۔“ عمران نے تیزی سے مڑ کر بڑے مسکے اپنے میں کہا۔

کیفے کے گیٹ پر ایک دیو قامت آدمی کھڑا تھا جس کے ہرے پر ضرروں کے بے بناہ نشانات تھے یہ دارالحکومت کا مشہور بگنڈہ جابر تھا۔ یہ کیفے شاید اسی کی ملکیت تھی۔ لیکن اس وقت وہ کہیں باہر سے آ رہا تھا۔ کیونکہ وہ کسی اندرونی دروازے کی بجائے مین گیٹ کے سامنے کھڑا تھا۔

”ب — باس — اس چڑیا کے بچے نے دانستہ ٹانگ اڑائی تھی۔ میں اس کی بوٹیاں اڑا دوں گا۔“ ہاشم خان نے بیڑی

مونچھیں شکست خوردہ انداز میں ٹک رہی تھیں۔ لیکن اس کی آنکھوں کا رنگ اس کے خون سے زیادہ سرخ نظر آ رہا تھا۔ اسی لمحے ایک بیرے نے اس کے قریب آ کر اُسے سنبھالنے کی کوشش کی۔ لیکن اس نے اُسے بازو سے جھٹکے ہوئے چیخ کر کہا۔

”ہٹ جاؤ — میں اسے کسی موت ماروں گا۔ جس نے ٹانگ اڑائی ہے۔“ یحیٰی شیخم نو جوان کی آوازیں بے پناہ غصہ تھا۔ اور پھر اس کی سرخ آنکھیں عمران پر جھڑپیں جو بڑے معصوم سے انداز میں بیٹھا بار بار جویلا کو مخاطب کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

جویلا کے علاوہ اس میز پر صفد بھی موجود تھا۔ وہ بس ویسے ہی جائے بیٹنے کیفے میں آگئے تھے۔ اور بیٹھے ہلکی پھلکی گپ شپ لگا رہے تھے کہ یہ واقعہ پیش آ گیا۔

”تم — تم چڑیا کے بچے۔ تم نے ہاشم خان کو ٹانگ اڑانے کی جرأت کی ہے۔“ نو جوان تیزی سے عمران کی طرف جھپٹا۔

”ارے ارے بچاؤ بچاؤ۔ اسے میں نے تو گھٹن میں درد کی وجہ سے ٹانگ سیدھی کی تھی۔“ عمران نے یک لمحہ اٹھ کر بڑے خوفزدہ انداز میں پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

عمران نے واضح طور پر اعتراض کر لیا تھا۔ اس لئے ہاشم خان کا غصہ اور زیادہ عروج پر پہنچ گیا۔ وہ کبھی کسی تیزی سے اچھل کر عمران پر جھپٹا۔ مگر عمران اس بات کبھی کسی تیزی سے گھوٹا اور اس کی لات آگے نکل آنے والے ہاشم خان کی ٹانگوں میں پھنسی اور ہاشم خان ایک بار پھر چیخا ہوا سامنے دالی میز سے ٹکرایا۔ اور پھر میز سمیت اُسے



نے انتہائی غصیلے انداز میں دھاڑتے ہوئے ہاشم خان سے کہا۔

ہاشم خان چند لمحے تذبذب کے عالم میں کھڑا رہا۔

”جانتے ہو یا.....“ اچانک جابر نے دوبارہ دھاڑتے ہوئے کہا اور اس کے ہاتھ میں ریلواری نظر آنے لگا۔

اور ہاشم خان سر جھکائے خاموشی سے اندرونی جھٹکے کی طرف بڑھنے لگا۔ لیکن جاتے جاتے اس نے عمران کو اس طرح کیکنڈ توڑ نظروں سے دیکھا جیسے کہہ رہا ہو کہ آج میرے ہاتھ سے بچ گئے ہو۔ پھر یہی۔

”عمران صاحب۔ میرا دفتر حاضر ہے۔“ جابر نے آگے بڑھ کر عمران سے کہا جو اب واپس کرسی پر بیٹھنے لگا تھا۔

”سوری مسٹر جابر۔“ میرے پاس حاضری رجسٹر اس وقت نہیں ہے۔ پھر کبھی آجانا۔“ عمران نے بڑے بے نیازانہ لہجے میں کہا۔ اور جابر ایک جھٹکے سے واپس مر گیا۔

”یہ کیا حرکت تھی.....“ جویلا نے ہنسنے کے بجائے کہنے کے غصیلے لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”دفاعی برہمی غلط حرکت تھی۔ اب دیکھو۔ مونچھوں کو تالاؤ دینا۔ شرفا کے نزدیک اچھی حرکت نہیں جو سکتی۔“ عمران نے سمر ہلاتے ہوئے کہا۔

”چھوڑ دو جویلا۔“ عمران صاحب ایسی حرکتیں ان غنڈوں پر اپنا رعب جملنے کے لئے اکثر کرتے رہتے ہیں۔“ صفدہ نے کہا وہ اب تک خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے اس جھگڑے میں اٹھنے

طرح و انتہا پستے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب آپ۔۔۔ کم از کم میرے آدمیوں کو تو تنگ نہ کیا کیجیے۔ میں تو آپ کا پرانا شیواؤ مند ہوں۔“ جابر نے بڑے منت بھرے لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور ہال میں موجود افراد جن میں سے زیادہ کا تعلق زیر زمین دنیا سے تھا۔ جابر جیسے ہتھ جھٹ اور سر بھرے غنڈے کو عمران کی اس طرح منت کرتے دیکھ کر آنکھیں بھاڑنے رہ گئے۔ جب کہ ہاشم خان کے غصے سے بگڑے ہوئے چہرے پر بھی اپنے باس کا اہوس کمر حیرت کی جھلکیاں نمودار ہو گئیں۔

”تنگ۔۔۔ اے اگر میں تنگ کرتا تو یہ اتنے پھیلے ہوئے کیسے ہوتے۔ اور تم بھی تو ذرا انہیں کہہ دیا کرو کہ ہم جیسے کمزور آدمیوں کے سامنے یہ مونچھوں پر تالاؤ دیتے ہوئے اکڑا کر کڑک نہ چلا کریں۔ ورنہ میرے گھٹنے میں درد ہو جاتا ہے۔“ عمران نے بڑے مصحوم سے لہجے میں کہا۔

”باس۔۔۔ میں اس کا لہجہ جواؤں گا۔ یہ جڑیا کا کچھ.....“ ہاشم خان نے ایک بار پھر غصیلے انداز میں احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

”اے احمق گھامٹر۔۔۔ مجھے تو حیرت ہے کہ تو اب تک زندہ کیسے بچا ہوا ہے۔ ورنہ عمران پونچر اٹھانے والے چند لمحوں بعد خنجر اپنے دل میں گھستا ہوا دیکھتے ہیں۔“ جاؤ دفع ہو جاؤ۔ مونچھوں کو تالاؤ ویسے ہی سے آدمی کی شان نہیں بڑھتی۔ جاؤ.....“ جابر



کی بھی تکلیف گوارا نہ کی تھی۔

”کمال بے یار۔ عورتوں کی اس قدر گہری نفیسات جلتے ہو۔ پر سچ بتانا کہیں مرد کا میک اپ تو نہیں کر دکھا۔ مسٹر اور مس میں صرف ٹر کا ہی اضافہ ہے۔“ — عمران نے حیرت سے آنکھیں پچلتے ہوئے کہا اور صفدر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

کینے کے باہر جو دنیا کی کار غائب تھی وہ جا چکی تھی۔ البتہ بارکنگ میں صفدر کی کار موجود تھی۔ عمران صفدر کے ساتھ ہی آیا تھا۔ ڈرائیونگ سیٹ صفدر نے سنبھالی اور ساتھ والی سیٹ پر عمران براجمان ہو گیا۔ اور پھر جیسے ہی صفدر نے انکیش میں چابی گھما کر انجن سٹارٹ کیا ایک خوف ناک دھماکہ ہوا — اور صفدر اور عمران دونوں کو یوں محسوس ہوا جیسے کائنات ہی الٹ گئی ہو۔

”لیکن یہ خواہ مخواہ اپنے ساتھ ہمیں بھی تماشا بنا دیتا ہے۔ یہ ہاشم کسی روز اچانک خنجر عمران کے سینے میں پیوست کر دے گا۔ اس کی نظریں بتا رہی تھیں“ — جو لیانے منہ بنا تے ہوئے کہا۔

”یاں تو مس جادو۔ آپ کی والدہ محترمہ.....“ — عمران نے جواب دینے کی بجائے دوبارہ اپنی بھیر دیں شروع کرتے ہوئے کہا۔

”بس بند کرو اپنی یہ چوڑی۔ سارا موڈ آف کر دیا۔ میں جا رہی ہوں“ جو لیانے ایک جھٹکے سے آنکھ کو کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

”میں ابھی آن کر دیتا ہوں۔ غلطی سے آف والا بٹن دب گیا ہو گا۔“ عمران نے محسوس سے بچہ میں کہا۔

اور صفدر تو ہنس پڑا۔ جب کہ جو لیانے غصے سے لال پیلی ہوتی بھکی سے مڑی اور میں گیٹ کی طرف بڑھ گئی۔

”آؤ بھی دفتر صاحب۔ میری تو قسمت ہی ایسی ہے۔ جہاں میں کسی حسینہ کا دل جیتنے کے لئے اس کے سامنے اپنی بہادری کا مظاہرہ کرتا ہوں اس کا موڈ آف ہو جاتا ہے۔ یہ نہیں یہ آج کل کی حسینائیں بہادر۔ دل کی بجائے بڑبڑوں کو کیوں پسند کرتی ہیں۔“ — عمران نے گیٹ کی طرف بڑھتے ہوئے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”اس لئے کہ اب بہادر نہ صرف دہن ہوتے ہیں۔ اب عورتوں کو جسمانی بہادری کی بجائے بیٹیک سینیٹس۔ لمبی اور جدید ماڈل کی کاریں۔ فرنیچر کوٹھیاں۔ فائو سٹار ہوٹل ٹائپ کی بہادری پسند ہے۔“ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران اُسے حیران ہو کر دیکھنے لگا۔



وزیر دفاع نے اس کے بیٹھے ہی میز کے اوپر رکھے ہوئے ڈبے پر نظر  
کئے والا سفید رنگ کا بیٹن دبا دیا۔ اور اس کے ساتھ کمرے کے  
دروازوں کے اوپر لگے ہوئے سرخ رنگ کے بلب جل اٹھے۔ اس کا  
مطلب تھا کہ اب ہال میں ہونے والی گفتگو کو کسی طرح بھی باہر سے  
چیک نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی کوئی غیر متعلقہ شخص ہال میں داخل ہو  
سکتا ہے۔

”ہال کمرل سنڈاری۔ اب آپ بتائیے کہ اس میٹنگ میں  
کیلے کیا جاتا ہے۔“ وزیر دفاع نے سنجیدہ لہجے میں طرہی  
سیکڑٹ سروس کے چیف کمرل سنڈاری سے مخاطب ہو کر کہا۔  
اور کمرل سنڈاری نے اپنے سامنے رکھی ہوئی ایک سرخ رنگ کی  
فائل کھول لی۔

”سر۔ کافرستان اور پاکیشیا کی سرحدیں ملتی ہیں۔ اور  
کافرستان اور پاکیشیا کے درمیان تعلقات بظاہر بہتر اور اچھے  
ہیں۔ لیکن دراصل اندر سے سرد جنگ جاری ہے۔ دونوں ملکوں کے  
درمیان پہلے بھی دو جنگیں ہو چکی ہیں۔ اور کچھ کہا نہیں جاسکتا کہ کسی  
بھی وقت پھر کسی بھی محاذ پر جنگ شروع ہو جائے۔ اس لئے دونوں  
ممالک اپنے اپنے دفاع کو ناقابلِ تسخیر بنانے کی جدوجہد میں مسلسل  
مہموں میں مصروف ہیں۔ کافرستان کے جنگی ماہرین نے دو سال  
قبل حکومت کو ایک تجویز بھیجی تھی۔ جسے طویل عرصہ تو حق کے بعد منظور  
کر لیا تھا۔ اس تجویز کے مطابق پاکیشیا کا ایک ڈیم اس کی معیشت  
میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اگر دورانِ جنگ اس ڈیم کو تباہ

ایک خاصے بڑے ہال بنا کمرے کے درمیان موجود بھینوی  
میز کے گرد اس وقت کافرستان کے چند چوٹی کے حکام بڑے  
سنجیدہ انداز میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں کافرستان کا  
وزیر دفاع نمایاں تھا اس کے ساتھ مدنی امیل جنس کا چیف کمرل  
سنڈاری اور چند اور اعلیٰ فوجی عہدے دار بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک  
کرسی خالی پڑی تھی۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبا رنگ  
اور سڈول اور مضبوط جسم کا مالک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے  
جسم پر بھی فوجی یونیفارم تھی۔ لیکن کاندھوں پر کوئی شمار وغیرہ نظر نہ  
آ رہا تھا اور نہ فوجی۔ درودی پر کسی قسم کا کوئی نشان تھا۔ بس عام  
اور سادہ سی فوجی یونیفارم تھی۔ لیکن اس یونیفارم میں بھی وہ خاص  
دجیمہ اور خوب صورت رنگ ملا تھا۔ اندر آ کر اس نے سر کو ہلاتے ہوئے  
پہلے سے بیٹھے ہوئے افراد کو سلام کیا اور پھر خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔



کر دیا جائے تو پاکیشیا کی مین سیلائی لائن کو فوری طور پر کاٹا جاسکتا ہے۔ اس طرح اس ڈیم کی جنگی اہمیت بھی ہے۔ زیادہ تفصیلات میں جانے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اس کا موجودہ میننگ سے کوئی براہ راست تعلق نہیں۔ بہر حال اس ڈیم کی جنگی اہمیت کے پیش نظر ہمارے جنگی نقشے میں اس کو بے حد اہمیت دی گئی اور پاکیشیا والے بھی اس کی اہمیت کو سمجھتے تھے۔ اس لئے انہوں نے اس ڈیم کو جنگ کی صورت میں بچانے کے لئے سب حفاظتی اقدامات کئے۔ ڈیم پر بظاہر صرف دو طریقوں سے حملہ کیا جاسکتا تھا۔ فضائی حملہ یا پھر دروازہ توپوں کی مدد سے۔ کیونکہ یہ ڈیم کافرستان اور پاکیشیا کی سرحد پر واقع ہے۔ اور ان دونوں حملوں سے بچاؤ کے لئے پاکیشیا نے حکام نے اس ڈیم کے گرد انتہائی جدید پیادہ شکن توپیں نصب کی ہوئی ہیں جو کمپیوٹر کنٹرول ہیں۔ اس طرح اس پر فضائی حملے کو ناممکن بنا دیا گیا ہے۔ اور مار توپوں سے اسے بچانے کے لئے ڈیم کے پیچھے ایک قدرتی پہاڑی مورچے پر ایسی توپیں ڈٹ کی گئی ہیں جو جاسے تو بھلنے پر کاوی ضرب لگا کر اسے مفلوج کر سکتی ہیں۔ اور اس ڈیم کو سیکرٹ ایجنٹوں سے بچانے کے لئے ڈیم کے گرد خاص ٹریننگ یافتہ ڈی ایجنٹوں کی چوکیاں بنائی گئی ہیں۔ جو کسی بھی مشکوک آدمی کو ڈیم کے مخصوص علاقے میں کسی صورت بھی داخل نہیں ہونے دیتے۔ اس طرح بظاہر انہوں نے اس ڈیم کو ہر حالت میں ناقابل تسخیر بنا دیا ہے ہمارے جنگی ماہرین نے جنگ کے دوران اس ڈیم کو تباہ کرنے پر طویل عرصہ و خواص کیا۔ اور آخر کار ایک ایسی تجویز کا خاکہ ان کے

ذہن میں آیا۔ جس سے آسانی سے اس ڈیم کو کسی بھی وقت تباہ کیا جاسکتا ہے۔ اگر اس تجویز پر صحیح عمل درآمد ہو جائے تو یہ ڈیم ہمارے لئے انتہائی آسان بہن بن سکتا ہے۔ چنانچہ حکومت نے اس تجویز کو منظور کر لیا۔ تجویز کے مطابق ڈیم سے چالیس کلومیٹر دور کافرستان کی سرحد میں پہاڑیوں کے درمیان ایک ایسے درے کو تلاش کیا گیا جو ناقابل عبور تھا۔ اور جو کسی بھی صورت میں پاکیشیا سے نظر نہ آتا تھا۔ اس طرح ان کے توپ خانے اور فضائی مارگٹ سے ہر صورت میں چھپا ہوا تھا۔ یہ درہ اس لئے ناقابل عبور ہے کہ اس کے سامنے کے رخ پر پریس کلومیٹر کی جوڑائی لمبائی میں ایک خوف ناک قدرتی دلدل موجود ہے جس میں چلنے کی آمیزش زیادہ ہے۔ چنانچہ اس سے ایسی گیس ہر وقت نکلتی رہتی ہے۔ کہ اندر گرد کے علاقے میں کوئی جاندار سانس نہیں لے سکتا۔ حتیٰ کہ اس کے اوپر سے گزرنے والے پرندے بھی مر جاتے ہیں۔ اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہ دلدل بذات خود کیسی ہوگی۔ سائینڈوں میں پہاڑیاں بالکل سیدھی ہیں سچاٹ دیواروں کی طرح۔ اور درے کے پیچھے ایک خوف ناک گھرائی ہے۔ ایسی گھرائی جو شاید پاتال سے بھی نیچی ہو۔ بس درمیان میں یہ قدرتی درہ ہے۔ جو محراب منا ہے۔ اس سے درمیان کی جگہ تقریباً چار ہزار مربع میٹر ہے۔ اس درے سے ڈیم براہ راست ذو میں نہیں آتا۔ کیونکہ اس کا رخ کافرستان کی اندر کی جانب ہے۔ اس تجویز کے مطابق اس درے کے اندر ایک ایسی کمپیوٹر کنٹرول دروازہ لگ کر تنصیب کی جائے گی۔ جس سے فائر ہونے والے راکٹ اس ڈیم کو ایک لمحے میں ٹکڑوں کی



طرح بکیر سکتے ہیں۔ کرنل سنڈاری نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ اور میٹنگ میں موجود باقی افراد سحر زدہ انداز میں یہ باتیں سن رہے تھے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے بچے کوئی دلچسپ اور انوکھی کہانی سن رہے ہوں۔

”آپ شاید یہ سوچ رہے ہوں کہ جب اس درے کا رخ ڈیم کی طرف نہیں تو پھر گن سے ڈیم پر فائر کیسے کئے جاسکتے ہیں۔ یہی اس تجویز کا اصل راز ہے۔ اور اس راز کی وجہ سے یہ گن اور درہ بھی پاکشیا کی نظروں سے اوجھل ہے۔ بہر حال اصل سلسلہ یوں ہے کہ یہ راکٹ گن جو بہت مہموزی ہے۔ اس کو ایک ایسی پٹری پر نصب کیا گیا ہے جو ضرورت کے وقت تیزی سے درہ سے نکل کر اس دلدل کے اوپر سے ہوتی ہوئی دوبارہ جاسکتی ہے۔ اور یہ گن اس پٹری پر چلتی ہوئی درے سے باہر دلدل کے اوپر پہنچتی سی تیزی سے ٹھوٹے گی اور پھر وہ ڈیم اس کی زد میں ہوگا۔ یہ سب کچھ کمپیوٹر کنٹرول ہے۔ اس لئے ایک لمحے کے ہزاروں حصے میں یہ گن باہر جا کر فائر کر کے واپس درے میں پہنچ سکتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ کہ فائر کرنے کے بعد وجود یہ گن انھوں سے اوجھل رہے گی۔ کرنل سنڈاری نے جواب دیا۔ اور میٹنگ میں موجود سب افراد کے منہ حیرت سے کھلے کھلے رہ گئے۔ واقعی عجیب و غریب آئیڈیا تھا۔

”لیکن کرنل۔ اس میٹنگ کا مقصد کیا ہے۔ یہ تو بتائیے۔“

وزیر دفاع نے قدرے بے چین لہجے میں پوچھا۔ وہ حال ہی میں وزیر دفاع مقرر ہوئے تھے۔ اس لئے یہ تجویز ان کے سامنے بھی پہلی بار آئی

اور یہ میٹنگ بھی کرنل سنڈاری کی طلب کردہ تھی۔

”سرد میں اسی طرف آ رہا ہوں۔ میں نے سوچا کہ مکمل میں منظر میٹنگ بہتر کا کے سامنے آجائے۔ تاکہ فیصلے کرتے وقت آسانی ہو۔

تجویز کی منظوری کے بعد اس پر کام شروع ہو گیا۔ انتہائی خفیہ تھے۔ اور چھ ماہ کی مسلسل کوششوں کے بعد یہ تجویز مکمل ہو چکی۔ درہ سے کو ڈیم کر یک بجتے ہیں۔ اس میں گن نصب ہو جی۔

گو یہ انتہائی کٹھن کام تھا۔ اور پھر اسے ہر صورت میں پاکشیا جاسوسوں سے بھی اوجھل رکھنا تھا۔ اس لئے بے حد احتیاط سے

ایا گیا۔ بہر حال کام مکمل ہو گیا۔ اس کا تجربہ بھی کر لیا گیا ہے۔ یعنی تجربہ نہیں بلکہ تصوراتی تجربہ۔ اور ماہرین کے نزدیک یہ

قطعاً کامیاب ہے۔ اب یہ گن کر یک میں موجود ہے۔ اور ہم مکمل معلومات بھی حاصل کر لی ہیں۔ پاکشیا کو اس گن کا قطعی علم

ہے۔ لیکن اب ایک مسئلہ ایسا سامنے آیا ہے۔ جس کے یہ میٹنگ بلائی گئی ہے۔ اور وہ مسئلہ یہ ہے کہ اس جگہ سے

ب دو سری سائیڈ میں شوگر ان حکومت کی سرحد بھی ہمارے ملک ملتی ہے۔ شوگر ان کا سرحدی علاقہ ہم سے ملندہ ہی رہے۔

اطلاعات ملی ہیں کہ شوگر ان حکومت اپنے سرحدی علاقے میں پہاڑی کے اوپر ایک ایسا موسمیاتی سنٹر بنا مورچہ تعمیر کر رہی

ہے۔ کہ جہاں سے اس درے کا عقبی علاقہ صاف نظر آجائے۔ وہ ایک مستقل نگران کی چوکی تیار کر رہے ہیں۔ حالانکہ اس سے

یہ علاقہ سسنان تھا۔ اب اگر وہاں مستقل چوکی قائم ہوگی تو ہمارا



کے اپنے علاقے میں کسی موسمیاتی سنٹر یا جنگی مورچہ قائم کرنے سے کسی طور بھی نہیں روک سکتے۔" کرنل سنڈاری نے کہا۔  
 "اس سنٹر کو تباہ تو کرایا جاسکتا ہے۔" ایک اعلیٰ آفیسر نے کہا۔

"ہاں کرایا جاسکتا ہے۔ لیکن وہ پھر بھی بنائیں گے اور اس کے ساتھ ہی وہ چونک بھی بیٹھیں گے۔ کیونکہ اس کی تباہی کا مقصد یہ ہے کہ اس کی ہمارے لئے کوئی خاص اسبٹ ہے۔ حالانکہ جفرانیائی طور پر دیکھا جائے تو اس کے بننے یا نہ بننے سے ہم کسی طور متاثر نہیں ہوتے۔" کرنل سنڈاری نے جواب دیا۔

"پھر آپ نے کیا سوچا ہے۔" وزیر دفاع سادا زور کرنل سنڈاری پر سی ڈال رہا تھا۔

"میں نے سوچا ہے کہ بجائے اس سنٹر کو تباہ کرنے کے ہم اس میں موجود افراد کو اس طرح دہشت زدہ کر دیں کہ وہ اس جگہ سنٹر کی تعمیر کا ارادہ ہی از خود ترک کر دیں۔" کرنل سنڈاری نے کہا۔  
 "کیسے دہشت زدہ کیا جائے گا۔ کیا وہاں جن بھوت بھیجے جائیں گے۔" ایک فوجی نے مضحکہ اڑانے کے سے انداز میں کہا۔

"آپ نے تو بات طنزیہ انداز میں کی ہے۔ لیکن دراصل ہمارے تجویز ایسی ہی ہے۔ ہم نے تحقیقات کی۔ تو ہمارے علم میں آیا ہے کہ جس علاقے میں یہ سنٹر تعمیر کیا جا رہا ہے۔ کسی زمانے میں یہاں برافانی انسانوں کا بڑا چرچا رہا تھا۔ ایسے برافانی انسان جو دیوؤں کی طرح طاقتور ہوتے ہیں اور انسان کی طرح خوف ناک۔

یہ منصوبہ کسی بھی وقت ان کی نظروں میں آسکتا ہے۔ کیونکہ اس گن کے لئے بجلی کا خصوصی جبرٹ لگایا گیا ہے۔ جس کے چلنے سے ایسی لہریں پیدا ہو سکتی ہیں جنہیں یہ موسمیاتی سنٹر آسانی سے پکچ کر کے اس کی موجودگی سے آگاہ ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ اس درے میں گن کی نگرانی، حفاظت اور دیکھ بھال کے لئے بھی عملہ موجود ہے۔ جو ایک خصوصی طریقے سے درے تک آجاسکتا ہے۔ چنانچہ اس موسمیاتی سنٹر نما مورچہ کے بننے سے ہمارا یہ منصوبہ جس پر ابوں ڈال رہے ہیں۔ اور جواب ہمارے دفاعی نظام کا ایک بنیاد؟ حصہ ہے شدید خطرے میں ہے۔ حکومت شوگر ان اور حکومت پاکیش کے درمیان ایسے تعلقات ہیں کہ جیسے ہی حکومت شوگر ان کو اس کا علم ہوا اس نے پاکیشیا کو اس کے متعلق لازماً آگاہ کر دینا ہے۔ اور اس کے بعد نہ صرف اس کا راز ایک آؤٹ کا بلکہ حملہ ہو سکتا ہے۔ اس درے اور اس گن کو تباہ کرنے کے لئے پاکیشیا والے کسی منصوبے پر عمل شروع کر دیں۔ اس خطرے کے مستقل سدباب پر غور کرنے کے لئے یہ میٹنگ بلائی گئی ہے۔" کرنل سنڈاری نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

اور اس کے ساتھ ہی میٹنگ میں موجود ہر شخص کے چہرے کے عضلات کچھ گئے۔ کیونکہ واقعی مسکد انتہائی نازک اور احم تھا۔  
 "آپ کے ذہن میں کوئی تجویز ہو تو بتائیے۔" چند لمحوں کے خاموشی کے بعد وزیر دفاع نے ہونٹ بیچتے ہوئے کہا۔

"ہم نے اس پر خاصا غور کیا ہے۔ ہم حکومت شوگر ان کو اور



اگر اس سٹرو کو تعمیر کرنے والوں کی لاشیں ایسی صورت میں ملیں کہ جیسے انہیں دیوؤں جیسی طاقت اور وحیانہ انداز میں مارا گیا ہو اور اگر وہ برفانی انسانوں کے پیروں کے بڑے بڑے نشانات بھی ہوں۔ تو مجھے یقین ہے کہ دو چار کوششوں کے بعد اس سٹرو کی تعمیر رک جائے گی۔ کرنل سنڈارمی نے سر بلائے ہوئے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”لیکن یہ برفانی انسان آئیں گے کہاں سے۔ ایسے انسانوں کا ذکر تو بس قصے کہانیوں تک ہی محدود ہے۔ ایک دوسرے فوجی افسر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اگر آپ یہ تجویز منظور کر لیں تو اس کا بندوبست بھی ہو جائے گا۔ اس وقت میٹنگ میں مطہری انیشی جنس کے پیش ڈی ایجنٹ کیپٹن شرما موجود ہیں۔ ان سے اس مسئلے پر تفصیلی بات چیت ہو چکی ہے۔ کرنل سنڈارمی نے بغیر اشارے کے خاکی وردی پہنے ہوئے وجہ آدمی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”تجویز تو اچھی ہے بشرطیکہ قابل عمل ہو۔ اور اگر اس میں ذرا بھی ناٹائی بن کا ثبوت دیا گیا تو شوگر ان والے الٹا ہمارے گھے لگ جائیں گے۔ وہ انتہائی ذہین لوگ ہیں۔ وزیر دفاع نے سر بلائے ہوئے کہا۔

”میر میں نے اس سلسلے میں سارے بندوبست مکمل کر لئے ہیں۔ بلکہ کرنل سنڈارمی صاحب کے کہنے پر اس کا اپنے کیمپ میں عملی مظاہرہ بھی ہو چکا ہے۔ جو لوگ دہان جا کر قتل و غارتگری

کے وہ پیروں میں مخصوص جوتے پہنیں گے۔ ایسے جوتے جن کی مدد سے برف پر ایسے چوڑے اور گہرے نشانات بنائے جاسکیں کہ وہ برفانی دیوتا قاتل انسانوں کے پیروں کے نشانات لگیں۔ پھر ان لوگوں کے پاس ایسے ہتھیار ہوں گے جن کی مدد سے قتل ہونے والے افراد کسی وحشی دیوؤں کے ہاتھوں مارے جانے کا ظہر ہوں۔ کیپٹن شرما نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”اگر ایسا ہے تو پھر ٹھیک ہے۔ اس کے سوا اور کوئی تجویز بھی سامنے نہیں آئی۔ اس لئے میرا خیال ہے اس پر عمل کر کے دیکھ لیا جائے۔ اگر یہ کامیاب رہی تو ٹھیک ورنہ پھر جنگ میٹنگ کر کے ہم کوئی اور تجویز سوچ لیں گے۔“ وزیر دفاع نے جلدی سے کہا۔ وہ شاید جلد از جلد اس میٹنگ سے جان چھڑانا چاہتا تھا۔ وزیر دفاع کی بات پر باقی سب نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا تو کرنل سنڈارمی نے فائل وزیر دفاع کے سامنے رکھ دی۔

”اس تجویز پر دستخط فرمادیکھئے تاکہ اس پر کام شروع کیا جاسکے۔“ کرنل سنڈارمی نے کہا اور وزیر دفاع نے اپنا قلم کھول کر دستخط کر دیئے۔ کرنل سنڈارمی نے میٹنگ میں موجود باقی ستر کا کے سوائے کیپٹن شرما کے فائل پر اصولی رضا مندی کے دستخط کرائے اور اس کے ساتھ ہی میٹنگ برخاست ہو گئی۔



جی ہوئی تھیں۔ صفدر نے اس کی نظروں کا تعاقب کیا۔ اور اسی لمحے اس نے کھڑکی کے پٹ بند ہوتے دیکھے۔  
 ”آؤ صفدر“ — عمران نے کہا اور پھر تیزی سے بھاگتا ہوا شرک کی طرف بڑھنے لگا۔

پولیس کا درں کے سائرنوں کی آوازیں ددر سے سنائی دینے لگی تھیں۔ وہ دونوں بھی اذرا تفری اور بھاگ دوڑ میں مصروف لوگوں میں شامل ہو کر شرک پر پہنچے۔ اور پھر عمران سامنے والی عمارت کے صدر دروازے میں داخل ہو گیا۔ یہ ایک بحر شل سنٹر تھا جس کے گرد اوڈیٹ فلور پر بڑے بڑے شور و مزے ہوئے تھے۔ جب کہ اوپر والی چار منزلوں میں مختلف بزنس کمپنیوں کے دفاتر تھے۔ عمران صدر دروازے میں داخل ہو کر سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر کو جانے لگا۔ لیکن ابھی وہ دوسری منزل پر پہنچے ہی تھے کہ نیلے رنگ کا سوٹ پہنے ایک اوسط قد کا آدمی اوپر والی منزل کی سیڑھیاں اتر کر دوسری منزل پر آیا۔ اور پھر تیزی سے گرد اوڈیٹ فلور کی طرف جانے والی سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔

”آؤ صفدر۔ یہ آدمی ہے۔“ عمران نے صفدر کو سرگوشیاں انداز میں نیچے جاتے ہوئے ہلکے نیلے سوٹ میں ملبوس آدمی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور وہ دونوں اس وقت سیڑھیاں اترنے لگے جب وہ آدمی صدر دروازے پر پہنچ گیا۔

”یہ چکر کیا ہے۔“ صفدر نے پوچھا۔  
 ”اس کے ہاتھ میں دائرہ پولیس آپریشن تھا۔ ہم بھاڑنے والا میں نے

خوف ناک دھماکہ ہوتے ہی صفدر اور عمران کو ایک لمحے کے لیے یوں محسوس ہوا جیسے کائنات ہی الٹ گئی ہو۔ دھماکہ اس قدر شدید تھا کہ ان کے ذہن گھوم گئے تھے۔ لیکن دھماکے کا فوری رد عمل ختم ہوتے ہی وہ دونوں بجلی کی سی تیزی سے کار سے نیچے اترے۔ کیف کا مال اس خوف ناک دھماکے سے بڑی طرح تباہ ہو چکا تھا اور آگ۔ بجری اور دھوئیں نے سارے ماحول کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ ہر طرف چیخ و پکار سی پڑ گئی تھی۔ اور لوگ جان بچانے کے لئے ادھر ادھر دوڑ رہے تھے۔ پارکنگ چونکہ ایک سائیڈ پر تھی اس لئے عمارت کا طبقہ ادھر نہ گر تھا۔

”یہ کیا ہو گیا۔ کسی نے بم چلا کر عمارت ہی تباہ کر دی ہے۔“ صفدر کے منہ سے نکلا۔ لیکن عمران جو خاموش کھڑا تھا۔ اس کی نظریں بائیں طرف شرک کی دوسری طرف موجود بلڈنگ کی ایک کھڑکی پر



دیکھ لیا تھا۔۔۔۔۔ عمران نے اسی طرح سرگوشیا نہ انداز میں کہا اور  
صفر نے سر ہلادیا۔

جب وہ دونوں صدر دروازے سے باہر آئے تو ہلکے نیلے  
سوٹ میں بسوس آدمی ایک طرف کھڑی سفید رنگ کی کاریں بیٹھ  
رہا تھا اور ان کے دیکھتے ہی دیکھتے کاریزری سے مرکزہ بائیں طرف  
بجھوڑھ گئی۔

"تم جاکر اپنی کاریں آؤ۔ پولیس والے پوچھیں تو کہہ دینا کہ تم  
ساحنے والی عمارت میں تھے۔" عمران نے صفر سے کہا۔ کیونکہ  
اب کیفے کے گرد پولیس سی پولیس پھیلی ہوئی نظر آ رہی تھی اور فائر بریگیڈ  
کی بے شمار گاڑیاں آگ بجھانے اور ملبہ ہٹانے میں مصروف تھیں۔  
ایسوسیئس کاریں بھی وہاں پہنچ چکی تھیں۔

لیکن یہ کاریں تو کھل جائے گی۔" صفر نے کہا۔  
"نہیں۔۔۔۔۔ جس طرف یہ گئی ہے ادھر دوسرے چوک پر پیشل  
چیکنگ جو رہی ہے۔ ہم اسے پکڑ لیں گے۔ تم کاریں آؤ جلدی"  
عمران نے کہا۔ اور صفر جلدی سے کیفے کی طرف بڑھ گیا۔  
اور پھر شوخی دیر بعد اس کی کاریں ایک اور راستے سے گھوم کر  
سرک پر پہنچی اور صفر نے عمران کے قریب لاکھو کاریں روک دی۔  
"کوئی پریشانی تو نہیں ہوئی۔" عمران نے دروازہ کھول  
کر سیٹ پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں۔۔۔۔۔ انچارج انسپکٹر میرا قاف تھا۔" صفر نے  
سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور عمران نے سر ہلادیا۔ صفر نے

ایک جھکے سے کاریں آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"یہ چکر کیا ہے عمران صاحب۔" صفر نے کاریں چلاتے  
ہوئے پوچھا۔

"چکر کی انگریزی تو مجھے نہیں آتی۔ البتہ ہندی میں اسے گھن چکر  
کہتے ہیں۔" عمران نے بات ٹالتے ہوئے کہا۔ اور صفر بھی  
خاموش ہو گیا۔ اُسے بھی اپنے بے تکی سوال کا احساس ہو گیا تھا۔  
ظاہر ہے عمران بخومی تو نہ تھا کہ زانچہ بنا کر سارے حالات بتا دیتا۔  
جو کچھ ہوا ساتھ ہی ہوا تھا۔ اور اس کیفے میں وہ لوگ صرف اس  
لئے آ گئے تھے کہ جولیا کے فلیٹ کے نزدیک ہی کیفے پڑتا تھا۔  
اور اس کیفے میں بیٹھنے کی تجویز بھی جولیا کی ہی تھی۔ ورنہ اگر عمران  
انہیں یہاں لے آتا تو شاید وہ یہی سمجھتا کہ عمران انہیں جان بوجھ  
کہ یہاں لے آیا ہے۔

دوسرے چوک پر واقعی چیکنگ ہو رہی تھی۔ اور جس وقت وہ  
وہاں پہنچے وہی سفید کاریں چیکنگ کے مراحل سے گزر رہی تھی۔  
اور اس کے پیچھے تقریباً دس کاریں انتظار میں تھیں۔ صفر نے  
اپنی کاریں اس قطار کے پیچھے لگا دی۔  
"جب تک ہمارا نمبر آئے گا یہ سفید کاریں نکل جائے گی۔"  
صفر نے کہا۔

"اسے نکلے تو دو۔" عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔  
پھر سفید کاریں صیغے ہی اور کے چوک آگے بڑھی۔ عمران نے  
صفر کو قطار سے نکل کر آگے بڑھنے کا اشارہ کیا۔ اور صفر



طرف بڑھ گیا۔

غیر کے کمرے کے باہر بیٹھی لیڈی سیکرٹری نے چونک کر لُٹے دیکھا اور پھر شناسائی کے انداز میں سر ہجکایا۔ اور وہ آدمی غیر کے کمرے میں داخل ہو گیا۔

عمران باہر برآمدے میں ہی رک گیا۔ چند لمحوں بعد صفدر بھی اس کے پاس پہنچ گیا۔

"تم جا کر اپنی کار میں بیٹھو۔ اور اس کے باہر آنے پر مکمل نگرانی کرنا میں یہاں ٹھہروں گا۔" عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

لیکن اس نگرانی کی رپورٹ۔۔۔ صفدر نے پوچھا۔  
"ظاہر ہے اُسے جو اطمینان سے بیٹھا ہے۔ اور ہنسی دھکے کھانے کے لئے رہ گئے ہیں۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور صفدر مسکراتا ہوا واپس چلا گیا۔

سوٹ میں ملبوس آدمی کافی دیر تک غیر کے کمرے میں رہا۔ اور عمران دیسے ہی رادھو اور ہر ہٹا رہا۔ تھوڑی دیر بعد وہ آدمی نکل کر واپس صفدر دروازے کی طرف گیا تو عمران نے جان بوجھ کر اس کی طرف سے پشت کر لی تاکہ اُسے شک نہ ہو سکے۔ جب وہ آدمی صفدر دروازہ پر پہنچا تو عمران مڑا اور پھر بڑے باوقار انداز میں قدم اٹھاتا غیر کے کمرے کی طرف بڑھا۔

ایس بیگز۔۔۔ لیڈی سیکرٹری نے چونک کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"غیر صحت سے ملتا ہے۔ مجھے پرنس کہتے ہیں۔ آرٹ فو رسنز

کا آگے بڑھا لے گیا۔ چیکنگ سچاٹ پر سپاہی نے اُسے اشارے سے رکنے کا اشارہ کیا۔

"سار جنٹ کو کہو پرنس آف ڈھمپ کی کار ہے۔" عمران نے سپاہی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ارے جانے دو پرنس کی کار کو"۔ اُسی لمحے چیکنگ کرتے ہوئے سار جنٹ کی نظریں عمران پر پڑ گئیں تو اس نے دوسرے ہی کہا اور سپاہی ایک طرف ہٹ گیا۔ صفدر نے کار آگے بڑھا دی۔  
"کمال ہے۔ بڑا رعب ہے پرنس کا۔" صفدر نے

مسکراتے ہوئے کہا۔  
"اگر پرنس کا رعب اتنا بھی نہ ہو تو پھر پرنس بننے کا فائدہ۔ اس کی جگہ آدمی سپرنٹنڈنٹ انٹیلی جنس نہ بن جائے کہ ہر وقت ڈائریکٹر جنرل کی جھاڑیں ہی کھاتا رہے۔" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

سفید رنگ کی کار اب دراب روڈ کی طرف مڑ گئی تھی۔  
صفدر غاصفا صلد دے کر اس کا تعاقب کر رہا تھا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد سفید رنگ کی کار ایک اور کمرشل سٹر کے سامنے جا کر رک گئی۔ اور وہ سوٹ والا شخص کار سے اتر کر سٹریٹ میں داخل ہوا گیا۔ صفدر نے جیسے ہی کار کی رفتار آہستہ کی عمران نے دروازہ کھول کر نیچے چھلانگ لگا دی۔ اور صفدر کے کار روکنے تک وہ اس آدمی کے پیچھے سٹریٹ پہنچ چکا تھا۔ وہ آدمی ایک گولڈن کمرشل کمپنی کے دفتر میں داخل ہوا۔ اور سیدھا غیر کے کمرے کی



خشک لہجے میں کہا۔

”میرے سر پر مالش کر دیجیے تاکہ آپ کے لہجے کی خشکی تو دور ہو سکے۔“ عمران نے بڑے سنجیدہ سے لہجے میں کہا۔

ادب اب غیر اُسے یوں دیکھنے لگا جیسے اُسے عمران کی ذہنی حالت پر خشک گزرنے لگا ہو۔

”آپ نے آرٹ فورسز کا حوالہ دیا تھا۔ اس لئے میں نے آپ کو وقت دے دیا تھا۔ ورنہ میرا وقت بے حد قیمتی ہے۔“ غیر کا جھج پھلے سے زیادہ خشک ہو گیا۔

وہی عمران نے محسوس کر لیا تھا کہ غیر خالصتاً کاروباری آدمی ہے۔ اس لئے وہ عمران کی مالش والی بات کو مفہم کرنے میں اہیاب ہو گیا تھا ورنہ عام آدمی تو لازماً اٹھ جاتا۔

”کیا قیمت ہے آپ کے وقت کی؟“ عمران نے منہ بند لئے جواب دیا۔

غیر پہلے تو چند لمحے گھور کر عمران کو دیکھتا رہا جیسے فیصلہ نہ کر پا رہا ہو کہ اس کی بات کا کیا جواب دے یا کیا وہ عمل ظاہر کرے۔ وہ بے اختیار ہنس پڑا۔

”آپ واقعی دلچسپ آدمی ہیں۔ مجھے آپ سے مل کر بے حد خوشی ملی ہے۔ فرمائیے کیا پیسے گئے جائے یا کوئی ٹھنڈا مشروب“ رلے انتہائی دوستانہ لہجے میں کہا۔

ادب عمران نے ایک طویل سانس لیا۔ وہ اب غیر کی ٹاپ کو ابھی سمجھ گیا تھا کہ اُسے نہ صرف اپنے اعصاب پر غیر معمولی کنٹرول

سے میرا تعلق ہے۔ عمران نے جان بوجھ کر آرٹ فورسز کا ذکر کیا کیونکہ اس نے لیڈی سیکرٹری کے پاس رکھی ہوئی فائلوں پر آرٹ فورسز کے مخصوص لیڈر دیکھ لئے تھے۔

”ایک منٹ سہ۔ میں اطلاع دے دوں۔“ لیڈی سیکرٹری نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور انٹرکام کا رسیڈور اٹھا کر عمران کے متعلق اندر غیر سے بات کرنے میں مہر دے ہو گئی۔

”شیک ہے سر۔ آپ تشریف لے جائیں۔“ غیر صاحب آپ کے منتظر ہیں۔“ لیڈی سیکرٹری نے انٹرکام کا رسیڈور رکھتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

ادب عمران سر ہلاتا ہوا غیر کے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا۔ جس میں خاصا قیمتی فرنیچر نظر آرہا تھا بڑی سی میز کے پیچھے ایک پھیلے ہوئے جسم کا مالک ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ جس کے چہرے پر موجود ناک طوطے کی طرح آگے کو مڑی ہوئی تھی۔ میز پر ایک نام کی پلیٹ موجود تھی۔ خوش آمدید۔ مسٹر برنس۔ غیر نے اٹھنے کی تکلیف کرنے کی بجائے کرسی پر بیٹھ بیٹھ کہا اس کا لہجہ کاروباری تھا۔

”دیکھم خوش آمدید مسٹر عالیہ سلام غیر گولڈن عمرش کمپنی“ عمران نے بھی سپاٹ لہجے میں کہا اور ایک کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔ غیر کے چہرے پر ہلکے سے غصے کے تاثرات ابھرے لیکن اس نے انہیں پوری طرح ظاہر کرنے سے پہلے ہی کنٹرول کر لیا تھا۔

”فرمائیے۔ میں کیا خدمت کر سکتا ہوں۔“ غیر نے



جلد تسلیم نے کہا۔

”اوہ — پھر تو مجھے خبر ارشد سے بات کرنا پڑے گی۔ وہ کہاں رہتے ہیں —“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”وہ گیارہ صدق کا لونی میں رہتے ہیں۔ لیکن بات کی وضاحت تو کریں۔“ منیجر نے انہیں بھاڑتے ہوئے کہا۔

”جس سے بات کروں گا اُسی کو وضاحت بھی کروں گا۔ میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ میں غیر متعلق آدمیوں پر اسے ضائع کرنا دوں خدا حافظ۔“ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور پھر تیزی سے مڑ کر دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا دفتر سے باہر آ گیا۔ لیکن باہر آنے کے بعد وہ گھوما اور وہیں دروازے کے قریب ہی رگ گیا۔ اُسے یقین تھا کہ منیجر اب نیڈی سیکرٹری کو کہہ کر ارشد سے بات کرے گا۔ وہ اندھیرے میں تیر بھینک آیا تھا۔ اور اب اس تیر کا نشانہ دیکھنا چاہتا تھا۔ اس کے اندازے کے عین مطابق نیڈی سیکرٹری نے گھسیٹنے پر انٹرکام کا رسیور اٹھا لیا۔ اور پھر اس نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا اور منیجر سے بات کرنے لگی۔ اس کی آواز آہستہ تھی اس لئے اتنی دور سے سنائی نہ دے رہی تھی عمران سمجھ گیا کہ منیجر نے اس کے متعلق پوچھا ہو گا۔ اس لئے نیڈی سیکرٹری نے چونک کر ہال اور دروازے کی طرف دیکھا تھا۔ پھر نیڈی سیکرٹری نے جیسے ہی انٹرکام کا رسیور رکھ کر ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا۔ عمران واپس کمرے میں داخل ہوا اور آہستہ سے آگے بڑھ کر نیڈی سیکرٹری کی میز کی سائیڈ میں کھڑا ہو گیا۔ ہال میں چونکہ آنے جانے والوں اور

حاصل ہے بلکہ وہ خاصا گھرا آدمی ہے۔

”میرا تعلق طرہی آڈٹ سے ہے۔ میں آڈٹ کی پیشین گوئی کا انچارج ہوں۔ اس لئے پیسے پلانے والی بات تو رہنے دیجئے۔ یہ فرمائیے کہ آپ نے طرہی اکاؤنٹس میں اس قدر غیر معمولی کارکردگی کن لوگوں کی شہ پر کی ہے۔“ پہلے ہمارا خیال تھا کہ کس طرہی انیشی جنس کے حوالے کر دیا جائے۔ لیکن پھر میں نے سوچا کہ آپ سے براہ راست بات بھی کر لی جائے۔“ عمران نے نیک نحت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔ اب اس کے چہرے پر موجود حماقت کی نقاب یک نحت غائب ہو گئی تھی۔ اور منیجر یوں اچھل پڑا جیسے اس کے پیر میں کچھونے کاٹ

لیا ہو۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ ہماری فرم کو طرہی کے ساتھ کاروبار کرتے ہوئے بیس سال ہو گئے ہیں۔ ہم نے آج تک ایک پیسے کی ہیرا پھیری نہیں کی۔“ منیجر نے انتہائی خشک لبی لہجے میں کہا۔ میں نے ہیرا پھیری کے الفاظ کب استعمال کئے ہیں“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تو پھر آپ کا مطلب کیا ہوا۔“ منیجر نے جھٹکا کھاتے ہوئے پوچھا۔

”یہ ہم سے زیادہ آپ بہتر جانتے ہیں۔ آپ کو یہاں منیجر لگے کتنا عرصہ ہوا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”مجھے چھ ماہ ہوئے ہیں۔ پہلے میں اسسٹنٹ منیجر تھا۔ منیجر ارشد کے ریٹائر ہونے پر میں منیجر تعینات ہوا ہوں۔“



کھوکوں کا خا صا ر ش تھا۔ اس لئے کوئی اس کی طرف متوجہ نہ ہوا۔  
لیڈی سیکرٹری ممبر خانے میں مصروف تھی اور عمران کی نظریں  
ان ممبروں پر تھیں۔

”ہیلو ارسلان صاحب۔ منیجر صاحب سے بات کیجئے“

لیڈی سیکرٹری نے کہا۔ اور منیجر کی لائن آن کر کے اس نے رسیور  
رکھ دیا اور عمران تیزی سے واپس مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کمرشل سنٹر  
کی عمارت سے باہر آ گیا۔ اب ایک فون ممبر اور ایک نیا نام اسے  
معلوم ہو گیا تھا۔ صفدر کی رپورٹ بھی یقیناً اب تک دانش منزل پہنچ  
چکی ہوگی۔ اس لئے چند لمحوں بعد اس کی ٹیکسی دانش منزل کی طرف  
بڑھی جا رہی تھی۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی کرسی پر بیٹھ ہوئے ادھیڑ عمر  
آدمی نے رسیور اٹھالیا۔

”یس۔ کرنل جیاد سپیکنگ۔“ ادھیڑ عمر نے کرنٹ اور  
نکھانہ ہلچے میں کہا۔ اس ادھیڑ عمر کے جسم پر فوجی یونیفارم تھی۔ اور  
گاندھوں پر لگے ہوئے سٹارٹ سے کرنل ظاہر کر رہے تھے۔ کمرہ بھی  
فوجی انداز میں سجا ہوا دفتر تھا۔

”کیپٹن ساجد بول رہا ہوں جناب۔ ایک اہم اطلاع ہے۔“  
دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔  
”بولو۔ کیا اطلاع ہے جس کے لئے مجھے براہ راست فون کیلے  
تھیں۔“ کرنل جیاد نے سخت اور ناخوشگوار لہجے میں کہا۔  
”سہ۔ پیدل ایجنٹ حاتم ہلاک ہو چکا ہے۔“ دوسری  
طرف سے کہا گیا۔



میں لئے سر۔ میرا خیال ہے کہ یہ کسی اور چکر میں واردات ہوئی ہے۔  
 اتفاق ہے کہ حاتم صاحب اس وقت وہاں موجود تھے اس لئے وہ  
 بھی لمبیٹ میں آ گئے۔ درنہ میں بھی تو حاتم صاحب کے ساتھ تھا۔  
 اور سب جانتے ہیں کہ میں ان کا اسسٹنٹ ہوں۔ مجھے تو کچھ نہیں  
 کہا گیا حتیٰ کہ میرا تعاقب تک نہیں کیا گیا۔ ساجد نے دلائل  
 دیتے ہوئے کہا۔

”مہربانی بات میں بھی وزن ہے۔ لاشوں یا زنجیروں میں اور کوئی  
 اہم آدمی تو نہ تھا۔“ کرنل جبار نے پوچھا۔

”نوسہ۔ اس کیفے میں کسی اہم آدمی کے جلنے کا سوال ہی  
 پیدا نہیں ہوتا۔ یہ جرائم پیشہ افراد سے تعلق رکھنے والا کیفے ہے“  
 ساجد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہوں۔ ٹھیک ہے۔ تم واپس ہیڈ کوارٹر پرورٹ کر دو“  
 کرنل جبار نے منکا دا بھرتے ہوئے کہا۔ اور ہاتھ بڑھا کر سیور رکھ  
 دیا۔ اس کے چہرے پر شکنوں کا جال سا پھیلا ہوا تھا۔ وہ کافی دیر  
 بیٹھا سوچتا رہا۔ پھر اس نے انٹر کام کا سیور اٹھا کر ایک بیٹن  
 دیا۔

”میں سر۔“ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی  
 دی۔

”میجر ارسلان کو بھیج دو۔“ کرنل جبار نے کہا اور انٹر کام کا  
 سیور رکھ دیا۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک دبلا پیلا نوجوان اندر داخل ہوا

”کیا کہہ رہے ہو۔ پیش ایجنٹ حاتم ہلاک ہو چکا ہے۔ کہیں نہیں  
 تو نہیں ہو۔“ کرنل جبار نے چونک کر پوچھا۔

”سر۔ پیش ایجنٹ حاتم یہاں کیفے ہنی مون میں ایک مقامی بد معاش  
 جابر سے ملنے گیا تھا۔ تاکہ جابر سے مل کر مشن کے لئے جعلی کاغذات  
 وغیرہ تیار کر سکے۔ اس نے بتایا تھا کہ جابر ایسے معاملات میں  
 بے حد مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔ جابر کیفے میں موجود نہ تھا۔ اس لئے  
 حاتم صاحب ان کے دفتر میں ان کا انتظار کرنے لگے۔ مجھے انہوں نے  
 اس سلسلے میں ایک اور کام سے بھیج دیا۔ میں جب واپس آیا تو  
 دیکھا کہ پورا کیفے تباہ ہو چکا تھا۔ اُسے خوف ناک بم کی مد سے اڑا  
 دیا گیا تھا۔ جابر اور حاتم کی لاشیں دفتر سے مل گئی ہیں۔ اس دھماکے کی  
 وجہ سے چالیس افراد ہلاک اور پچیس شدید زخمی ہوئے ہیں۔ پولیس  
 تحقیق کر رہی ہے۔ بہر حال میں نے حاتم صاحب کی لاش اپنی آنکھوں  
 سے دیکھی ہے۔ اس لئے میں نے آپ کو فون کیا ہے۔“ ساجد نے  
 تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ادہ۔ اس کا مطلب ہے کہ حاتم کو خاص طور پر ہلاک کرنے کے  
 لئے یہ واردات کی گئی ہے۔ لیکن کون لوگ ایسا کر سکتے ہیں۔ اس  
 مشن کے بارے میں سوائے خاص افراد کے اور تو کسی کو علم نہیں  
 ہے۔“ کرنل جبار نے پریشان بلجے میں کہا۔

”جناب اس بات پر تو مجھے حیرت ہے۔ ویسے سر اگر مقصد صرف  
 حاتم کو ہی ہلاک کرنا تھا تو اُس اکیلے کو بھی گولی ماری جاسکتی تھی۔ اس  
 کے لئے پورے کیفے کو تباہ کرنے کی کیا ضرورت ہو سکتی ہے۔“



وہ بھی فوجی یونیفارم میں تھا۔

کرنل جبار نے کہا۔

”آؤ میجر بیٹھو۔“ کرنل نے اس کے سلام کا جواب دیتے ہوئے کسی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ اور میجر اسلان میز کے سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔

”ابھی ابھی کیپٹن ساجد نے اطلاع دی ہے کہ سپیشل ایجنٹ حاتم کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔“ کرنل جبار نے میجر اسلان سے مخاطب ہو کر کہا۔

”حاتم کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔“ کیا مطلب سر۔

میجر اسلان نے بڑی طرح چونکتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں شبہ حیرت کے آثار ابھر آئے تھے۔ اور کرنل جبار نے اسے تمام تفصیل بتا دی۔

”اوہ سر۔ یہ تو بہت بُرا ہوا۔ حاتم غیر معمولی صلاحیتوں کا مالک تھا۔“ میجر اسلان نے متاسف لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ وہ تو تھا۔ لیکن اب اس مشن کا کیا ہوگا۔ اب تمسے اس مشن پر بھیجا جائے۔“ کرنل جبار نے کہا۔

”سر۔ کیپٹن ساجد کی بات درست ہے۔ حاتم صرف اس لئے مارا گیا ہے کہ وہ اس وقت کیفے میں موجود تھا۔ ورنہ ظاہر ہے اس مشن کے سلسلے میں تو کسی کو علم ہی نہیں۔ یہ کوئی اور چکر ہوگا۔ اس لئے ہمارا مشن محفوظ ہے۔ آپ مجھے مناسب سمجھیں بھیج دیں۔“

میجر اسلان نے کہا۔ حاتم کے بعد سینئر تو تم ہو۔ کیا تم یہ ذمہ داری اٹھاؤ گے۔

”بڑی خوشی سے جناب۔ میرا تو فرض ہے۔ کہ ملک دشمنوں کے خلاف کام کروں۔ لیکن سچی بات تو یہ ہے کہ مجھے اس مشن کی کوئی شک سمجھ میں نہیں آتی۔“ جبار شوگران کے موسمی سنٹر پر انگریز برطانوی انسانوں نے حملہ کر دیا ہے۔ اور شوگران کے مطابق یہ واردات کا فرستان دالوں کی ہے۔ وہ اس موسمی سنٹر کی تعمیر روکنا چاہتے ہیں۔ تو اس سے ہمارا براہ راست کیا تعلق ہو سکتا ہے کہ ہم کا فرستان جکڑتے کریں کہ کا فرستان والے ایسا کیوں کرنا چاہتے ہیں۔“

میجر اسلان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ بات یہ ہے کہ شوگران کا یہ موسمی سنٹر ہمارے ملک اور شوگران کے درمیان ایک خفیہ معاہدے کے تحت تعمیر کیا جا رہا ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ کا فرستانی سرحد کے قریب ہمارا ڈیم انتہائی نازک دفاعی پوزیشن کا حامل ہے۔ ہم نے اس ڈیم کی حفاظت کا بندوبست کر رکھا ہے لیکن ایسا ہو سکتا ہے کہ کسی ایسی دہرائی سے جسے ہم اپنے حلقے سے چیک نہ کر سکیں اس ڈیم کو اڑایا جاسکتا ہے۔ اس لئے حکومت پاکستان اور حکومت شوگران کے درمیان ایک معاہدے کے تحت شوگران اپنے علاقے میں ایک ایسی جگہ موسمی سنٹر اور مستقل چوکی تعمیر کرے گا۔ جہاں سے اس سارے علاقے کو اچھی طرح کوڑیا جاسکے۔ اگر کا فرستان کوئی ایسی ٹوپ یا گن کہیں دور نصب کرے۔ جس سے ڈیم کو خطرہ لاحق ہو سکے تو اس سنٹر کی مدد سے ہمیں اس کے متعلق تفصیلات حاصل ہو سکیں۔ حکومت شوگران نے اس



کے پے درپے حملوں کی وجہ سے ان کے فوجیوں میں خوف و ہراس پیدا ہو گیا ہے۔ اور وہ اس بات کو مزید نہیں پھیلانا چاہتے۔ اس طرح ان کے اپنے فوجیوں کا نقصان ہوتا ہے۔ اس وجہ سے ملٹری انٹیلی جنس کے چیف نے یہ مشن ہمارے سیکشن کو سونپا ہے۔ اور میں نے حاکم کو اس کام پر لگایا تھا کیونکہ حاکم انتہائی ذہین ایکٹو ہے اور کافرستان کے اعلیٰ فوجی حلقوں میں اس کا خاص اثر و رسوخ ہے۔ وہ بحیثیت ایک تاجروں کا خاص کام کر چکا ہے۔ لیکن حاکم کی اس اچانک ہلاکت کے بعد میرا خیال ہے کہ تم یہ کام آسانی سے کر سکتے ہو۔ تم ایسا کرو کہ کافرستان جا کر وہاں کے اعلیٰ فوجی حلقوں میں گھس کر اس بات کا پتہ چلاؤ کہ کیا واقعی یہ کام کافرستان والوں کا ہے۔ اگر ہے تو اس کا مقصد کیا ہے۔ ”کرل جبار نے کہا۔

”سہ۔ اس وقت آپ نے حاکم کے ذمہ یہ مشن لگا دیا تھا۔ اور آپ جانتے ہیں کہ حاکم اور مجھ میں کبھی ذہنی ہم آہنگی نہیں رہی۔ اس لئے میں خاموش رہا۔ حالانکہ اگر میں چاہوں تو یہیں بیٹھ بیٹھ اس مشن کو مکمل کیا جا سکتا ہے۔ ”مبجر اسلان نے بڑے با اعتماد لہجے میں کہا۔

”یہیں بیٹھ بیٹھ۔ وہ کیسے کیا کہہ رہے ہو“ کرل جبار نے بڑی طرح چونکتے ہوئے کہا۔

”جناب۔ حاکم کی عادت تھی کہ وہ اپنے کاموں کا پورے پکینڈ کر لے دیتا تھا۔ جب کہ میری ایسی عادت نہیں ہے۔ اس لئے آپ یہ سمجھتے ہیں کہ میرے کافرستان کے فوجی حلقوں میں ردِ اہم نہیں ہیں۔ حالانکہ

معاہدے کے تحت وہاں سنٹر کی تعمیر شروع کی تو وہاں پے درپے ایسے واقعات ہوئے جس سے سنٹر کی تعمیر رک گئی۔ لہذا ہر برافانی انسانوں کے جملے کی بات تھی۔ اور اس علاقے میں ایسی کہانیاں عام ہیں۔ کہ وہاں برافانی انسانوں کا وجود پایا جاتا ہے۔ لیکن حکومت شوگران کی ملٹری سیکرٹ سروس کے نزدیک یہ معاملہ انتہائی مشکوک ہے۔ ان کہانیاں ہے کہ یہ کافرستان والوں کی شرارت ہے۔ وہ اس سنٹر کی تعمیر کو روکنا چاہتے ہیں۔ کیوں کہ وہاں چاہتے ہیں جب کہ لفظ ہمہ کافرستان والوں کو اس سنٹر سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اس کا پتہ لگانے کے لئے حکومت شوگران نے ہمیں کہا ہے کہ ہم اس سلسلہ میں چھان بین کریں۔ اس کی دو وجوہات ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس سنٹر سے فائدہ ہمیں پہنچنا ہے حکومت شوگران کو اس سے کوئی فائدہ نہیں۔ اس لئے یہ کام ہمیں کرنا ہے۔ کہ اگر اس کی تہہ میں کوئی خصوصی بات ہے تو ہم اس کا پتہ چلائیں۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ حکومت شوگران اور حکومت کافرستان کے درمیان ابھی حال ہی میں بہتر تعلقات کا نیا معاہدہ ہوا ہے۔ اس لئے وہ اس سلسلہ میں اپنی کوئی ٹیم وہاں نہیں بھیجنا چاہتے۔ تاکہ ان کے اس نئے معاہدے پر کوئی خدشہ نہ آئے۔ چنانچہ انہوں نے ہمیں کہا ہے کہ وہ فی الحال اس سنٹر کی تعمیر کو معطل کر رہے ہیں۔ اب یہ ہمارا کام ہے کہ ہم اصل بات کا سراغ لگائیں۔ کہ کیا واقعی اس سنٹر کی تعمیر کو روکنے میں کافرستان کا ہاتھ ہے۔ تو اس کا مقصد معلوم کریں۔ اور اگر نہیں تو پھر اس سنٹر کی تعمیر کا معاہدہ منسوخ کر دیا جائے گا۔ کیونکہ برافانی انسانوں



آپ کو معلوم ہے کہ بعض انتہائی پیچیدہ - نازک اور اہم معاملات میں نے انتہائی آسانی سے سمرانجام دے دیئے۔ اس لئے کہ میرے ایسے آدمی دیل موجود ہیں جن کی رسائی انتہائی اعلیٰ سطح کے معاملات میں ہے۔ اور آپ حیران ہوں گے کہ میں یہیں سے انہیں کوڈ پر کہہ دوں تو مجھے مکمل تفصیلات یہیں بیٹھ مل جائیں گی۔" میجر ارسلان نے کہا۔

"اوہ کمال ہے۔ تم اس قدر تیز ثابت ہو سکتے ہو۔ مجھے کم از کم اس کا اندازہ نہ تھا۔ بہر حال حاتم کی موت کا مجھے دلی افسوس ہوا تھا کہ وہ میرے خیال میں ہمارے سکیشن کا بہترین ایجنٹ تھا۔ لیکن اس کی موت سے تمہاری صلاحیتیں سامنے آئی ہیں۔ اس کی مجھے بے حد خوشی ہے۔" تم اب اس مشن کے سلسلہ میں جس قدر جلد ہو مجھے تفصیلی رپورٹ دو تاکہ میں اس رپورٹ کو چیف کے پاس فخریہ انداز میں بھیج سکوں۔ کرنل جبار نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ مجھے سرکاری طور پر مشن دیں میں ایک ہفتے کے اندر اس کی مکمل چھان بین کر کے رپورٹ دے دوں گا" میجر ارسلان نے اٹھتے ہوئے کہا اور کرنل جبار نے سر ہلادیا۔ اور میجر ارسلان کرنل کو سیلوٹ مار کر واپس مڑ گیا۔

"صَفَدَر نے کوئی رپورٹ دی ہے۔" عمران نے دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوتے ہی اپنے استقبال کے لئے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جی ہاں۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے اس نے رپورٹ دی ہے۔ اس نے ساری صورت حال بتائی ہے اور کہا ہے کہ سفید کار والا آدمی کمرشل سنٹر کی عمارت سے نکل کر آسٹریا میں گیا ہے۔ صفدر نے اس کے متعلق مزید چھان بین کی ہے تو پتہ چلا کہ اس آدمی کا نام راسکل ہے۔ اور وہ آسٹرگودپ کا نمبر ٹو ہے۔ وہیں آسٹریا میں لمبی رہتا ہے۔" بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم سے اڑانے کے لئے آسٹرگودپ کی خدمات حاصل کی گئی ہیں۔" عمران نے



اٹھا کہ منبر گھمانے شروع کر دیئے۔

”یس جولیاسپیکنگ“ — دوسری طرف سے جولیاس کی آواز سنائی دی۔

”ایکسو“ — بلیک زیرو نے مخصوص پہلے میں کہا۔

ادراؤسی لمحے عمران نے یا تھ بڑھا کر سیور بلیک زیرو کے ہاتھ سے لے لیا۔

”جولیاس۔ صفر نے تمہیں کیسے ہنی مون کے متعلق کچھ بتایا ہے“ عمران نے پوچھا۔

”یس۔ سر۔۔۔ ابھی چند لمحے پہلے ہی اس کا فون آیا تھا۔ اس نے بتایا تھا کہ کیسے کو بم مار کر تباہ کر دیا گیا ہے۔“ جولیاس نے جواب دیا۔

”اس کیسے میں متباہ رہے۔ صفر اور عمران کے جانے کی تجویز کس نے دی تھی“ — عمران نے سخت لہجے میں پوچھا۔

”اوہ سر۔۔۔ یہ تجویز میری تھی۔ لیکن سر میں نے صرف اس لئے کہہ دیا تھا کہ یہ میرے غلط سے زیادہ قریب تھا۔ اس کے علاوہ اور کوئی وجہ نہ تھی سر۔“ جولیاس نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ہوں۔۔۔ اب تم ایسا کر دو کہ کیسے کے بدلے سے ایک ایسی فٹن ملی ہے۔ جو کہ کیسے کے مالک جابر کے ساتھ اس کے دفتر سے بہانہ ہوئی ہے۔ زخمی کاؤنٹرین نے بتایا ہے کہ اس کا نام حاتم ہے۔“

”اوہ کبھی کبھار جابر سے ملنے آتا رہتا ہے۔ تم اس کے متعلق مزید

کرسی پر بیٹھے ہوئے کہا۔

”لیکن عمران صاحب۔ اس واردات کا مقصد سمجھ میں نہیں آیا۔ صفر کی رپورٹ ملنے پر میں نے کیسے سے ملنے والی لاشوں اور زخمیوں کے متعلق معلومات حاصل کی تھیں۔ میں نے سوچا کہ شاید کوئی اہم آدمی ان میں شامل ہو۔ جس کی وجہ سے کیسے کو بم سے اڑایا گیا ہو۔ لیکن ایسا کوئی آدمی نہ ملا۔ سب عام جرائم پیشہ افراد تھے۔“

بلیک زیرو نے کہا۔

”عام آدمیوں کے قتل کے لئے تو آسٹریگوپ کی خدمات حاصل کرنے اور اس قدر خوف ناک واردات کرنے کی عیاشی نہیں کی جا سکتی۔ کوئی ایسی لاش ملی ہو جس کی شناخت نہ ہو سکی ہو۔“ عمران نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

”جی ہاں۔ ایک لاش ایسی ملی ہے۔ وہ کیسے کے مالک اور مشہور غنڈے جابر کی لاش کے ساتھ اس کے دفتر سے ملی ہے۔ اُسے بھی حکم شناخت نہیں کیا جاسکا۔ البتہ زخمی کاؤنٹرین کا بیان ہے۔ کہ اس آدمی نے اپنا نام حاتم بتایا تھا۔ اور اس نے جابر سے ملنے کی خواہش ظاہر کی تھی۔ وہ جابر سے کبھی کبھار ملنے آتا رہتا تھا۔ اس لئے اُسے جابر کے دفتر میں بٹھا دیا گیا۔ بس اس سے زیادہ اس کے متعلق معلومات نہیں مل سکیں۔“ بلیک زیرو نے کہا۔

”حاتم۔ اس کا حلیہ اور قد قدامت۔“ عمران نے پوچھا۔

”یہ تو میں نے معلوم نہیں کیا۔ اب معلوم کر لیتا ہوں۔“

بلیک زیرو نے کہا۔ اور عمران نے سر ہلا دیا۔ بلیک زیرو نے ریو



معلومات حاصل کرو۔ کہ ڈائری میں سے تم اس کا حلیہ اور قد و قامت بھی معلوم کرو۔ اور یہ بھی کہ یہ کون تھا۔ اور مجھے فوراً پورٹ کرو۔  
عمران نے سخت ہنسنے میں کہا۔

”میں باس۔ میں معلوم کر کے آپ کو پورٹ دیتی ہوں“  
جولینے جواب دیا۔ اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور رکھ دیا۔  
”بلیک زیرو۔ اس ٹیلی فون ڈائری میں سے جس میں نمبروں کے مطابق نام دیتے درج ہیں۔ نکالو اور ایک نمبر کا پتہ کرو کہ یہ نمبر کس کا ہے۔ ون۔ تھری۔ زیرو۔ ٹو۔ کس زیرو وکس۔“ عمران نے رسیور رکھ کر بلیک زیرو دے کہا۔

اور بلیک زیرو نے اٹھ کر پشت کی دیوار میں نصب الماری سے پیشین نیو مرکین ڈائری نکالی اور اس نمبر کو چیک کرنے میں مصروف ہو گیا۔ جب کہ عمران آنکھیں بند کر کے کسی گہری سوچ میں ڈوب گیا۔

”سہ۔ یہ نمبر اس ڈائری میں نہیں ہے۔“ تھوڑی دیر بعد بلیک زیرو نے کہا۔ اور عمران اس کی بات سن کر چونک پڑا۔  
”کیا کہہ رہے ہو نمبر نہیں ہے۔ میرے سامنے اس نمبر پر بات کی گئی ہے اور تم کہہ رہے ہو نمبر نہیں ہے۔“ عمران کے ہنسنے میں حیرت تھی۔

”آپ خود چیک کریں۔ میں نے تو بہت دیکھا ہے۔“  
بلیک زیرو نے ڈائری عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔  
اور عمران اُسے کھول کر چیکنگ میں مصروف ہو گیا۔ لیکن واقعہ

ایسا کوئی نمبر ڈائری میں موجود نہ تھا۔

عمران نے ڈائری بند کر کے واپس میز پر رکھی اور رسیور اٹھا کر ایس پیچ کے نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔

”ایس۔ اگوائی پلیز۔“ جلد ہی دوسری طرف سے آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

”سردھان ڈائریٹر جنرل سنٹرل انٹیلی جنس سپیکٹگ۔ عمران نے اپنے باپ کے ہنسنے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”ایس۔ ایس۔ حکم سہ۔“ دوسری طرف سے آپریٹر نے بڑی طرح گھرائے ہوئے ہنسنے میں کہا۔

”ایک نمبر نوٹ کرو۔ اور مجھے بتاؤ کہ یہ نمبر کس کا ہے اور کہاں کا ہے۔“ عمران نے اُسی طرح حکمانہ ہنسنے میں کہا۔

”ایس۔ سہ۔ فرمایئے۔“ آپریٹر نے کہا۔

اور عمران نے وہی نمبر دہرایا۔

”ادہ سہ۔ یہ خصوصی نمبر ہے ملٹری انٹیلی جنس کا۔“ آپریٹر نے فوراً ہی جواب دیا۔

”ملٹری انٹیلی جنس کا۔ لیکن اس کا نمبر تو اور ہے۔“ عمران نے حیرت بھرے انداز میں کہا۔ اور ساتھ ہی ملٹری انٹیلی جنس کا نمبر بھی دہرایا۔

”ایس۔ سہ۔ یہ نمبر جو آپ نے اب فرمایا ہے یہ ملٹری انٹیلی جنس کا ہے۔ جب کہ پہلا نمبر ان کے کسی سیکشن کا ہے سہ۔“ اس سے زیادہ ہمیں معلومات نہیں ہیں۔“ آپریٹر نے



لمبا سا نشان تھا۔ اور جناب میں نے جو معلومات حاصل کی ہیں اس سے ابھی اتنا پتہ چلا ہے کہ حاتم کا تعلق فوج کے کسی محکمے سے تھا۔ صفدر نے کہا۔

”فوج سے — یہ کیسے معلوم ہوا“ — عمران نے چونک کر پوچھا۔

”سر۔ کیسے جابر کے ایک بیرے سے معلومات ملی ہیں اس کی ڈیوٹی دھاکے سے تھوڑی دیر پہلے آف ہوئی تھی۔ وہ جابر کے دفتر کے لئے مخصوص تھا۔ میں نے اُسے تلاش کیا۔ اس سے معلوم ہوا ہے کہ حاتم پہلے بھی اکثر جابر سے ملنے آتا رہتا تھا۔ اور جابر نے ہی اُسے بتایا تھا کہ اس کا تعلق فوج سے ہے۔“

صفدر نے کہا۔

”جابر اور حاتم کے درمیان ہونے والی بات چیت کا کچھ پتہ چلا۔ شاید اس بیرے کے کچھ سنا ہو۔“ عمران نے پوچھا۔

”میں نے پوچھا تھا۔“ لیکن وہ نہیں بتا سکا۔ کیونکہ جابر نے فرمے کے اندر ایسا حفاظتی سسٹم لگا رکھا تھا کہ اس کے آن کرے کے بعد باہر سے کچھ نہ سنا جاسکتا تھا۔ اور جابر نے حاتم سے ملنے کا یہ نظام آن کر دیا تھا۔“

صفدر نے جواب دیا۔

”او۔ کے ٹھیک ہے۔ بس اتنی معلومات کافی ہیں۔“

عمران نے کہا۔ اور بلیک زیرو

جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ لیکن یہ کہنے کی تو ضرورت نہیں کہ یہ بات چیت سیکرٹ رہے گی۔“

عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

”ادہ۔ سر۔ میں سمجھتا ہوں۔ یہ بھی میں نے آپ کی شخصیت کو بتا دیا ہے۔ ورنہ ہمیں تو سختی سے منع کیا گیا ہے کہ اس نمبر کے متعلق کسی کو کچھ نہ بتایا جائے۔“

آپریر نے کہا۔

”او۔ کے۔“ عمران نے کہا اور سیور رکھ دیا۔

”واقعی انتہائی خفیہ نمبر ہے۔ مجھے بھی اب تک اس نمبر کا علم نہ تھا۔ لیکن ملٹری انٹیلی جنس کا یہاں کیا کام بنتا ہے۔“

عمران نے انتہائی الجھے ہوئے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس نے دوبارہ سیور کی طرف ہاتھ بڑھایا جی تھا کہ

ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے چونک کر سیور اٹھا لیا۔

”ایکسٹ۔“ عمران نے سیور اٹھا کر کہا۔

”صفدر بول رہا ہوں جناب۔“

مس جولیا نے مجھے ہدایت کی تھی کہ میں حاتم کے متعلق مزید معلومات حاصل کروں۔ میں نے مس

جولیا کو فون کیا لیکن وہ موجود نہیں ہیں۔ اس لئے میں براؤناست

آپ کو فون کر رہا ہوں۔“

دوسری طرف سے صفدر نے کہا۔

”تمہید مدت باندھا کرو۔ رپورٹ دو۔“

عمران نے انتہائی

کریخت لہجے میں کہا۔

”یس۔ سر۔“

حاتم کا قد چھ فٹ دو انچ تھا۔ انتہائی سٹور

اور مضبوط جسم۔ چہرہ بڑا تھا۔ اس کے دائیں گال پر زخم کا ایک



نے سر ملا دیا۔

”کہیں فوج کے اندر تو کسی بغاوت کا چکر نہیں چل رہا۔“

بلیک زیرو نے کہا۔

”نہیں۔ اسی صورت میں اس کیفے کو اڑانے کے لئے کسی مقامی مجرم سے رابطہ نہ قائم کیا جاتا۔ یہ کوئی ادبھی چکر معلوم ہوتا ہے۔“ — عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر رسیو راٹھا کہ اس نے نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔

”یس۔ ملٹری انٹیلی جنس ہیڈ کوارٹر۔“ — دوسری طرف سے ایک کرنل آواز سنائی دی۔

”ایکسٹو۔ چیف سے بات کراؤ۔“ — عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ یس سر۔ ہولڈ کیجیے سر۔“ — دوسری طرف سے کہا گیا۔

اور پھر چند لمحوں بعد ٹھکاک کی آواز کے ساتھ ہی ملٹری سیکورٹ سروس کے چیف کی آواز سنائی دی۔

”یس۔ کرنل حسن پکینگ۔“ — ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل حسن کی آواز سنائی دی۔

”ایکسٹو۔ کرنل حسن۔ پہلے تو یہ بتائیے کہ یہ نمبر آپ کے کس سیکشن کا ہے۔“ — عمران نے دسی نمبر دہرا دیا۔

”یہ نمبر ہمارے کافرستان ڈیسک کے لئے مخصوص ہے جناب کیوں خیریت ہے۔“ — دوسری طرف سے حیرت بھرے

لہجے میں پوچھا گیا۔

”کافرستان ڈیسک میں کون کون شامل ہے۔“ — عمران

نے پوچھا۔

”پورا شعبہ ہے۔ تقریباً بیس بچپن افراد ہیں۔ سر کوئی خاص بات ہوگی ہے تو مجھے بتائیے۔“ — کرنل حسن نے اٹھتے ہوئے مگر مودبانہ انداز میں پوچھا۔

”یہ بعد میں بتاؤں گا۔ پہلے یہ بتائیے کہ حاتم نام کا کوئی آدمی بھی ملٹری انٹیلی جنس میں شامل ہے۔“ — عمران نے کہا۔

”حاتم۔ ہاں۔ میجر حاتم پنیشل ایجنٹ ہے۔ اور کافرستان شعبے سے متعلق ہیں۔“ — چیف نے جواب دیا۔ لیکن اب اس کے لہجے سے بے پناہ حیرت کا اظہار ہو رہا تھا۔

”میجر حاتم کے متعلق آپ کو کوئی رپورٹ دی گئی ہے۔“ — عمران نے پوچھا۔

”ہاں۔ ابھی کرنل جبار نے جو کافرستان ڈیسک کے انچارج ہیں۔ انہوں نے رپورٹ دی ہے کہ دارالحکومت میں ایک کیفے کو

بم سے اڑا دیا گیا ہے۔ اور اتفاق سے میجر حاتم بھی وہاں کسی سے ملے گیا ہوا تھا وہ ہلاک ہو گیا ہے۔ لیکن آپ کو یہ سب معلومات

اتنی جلدی کیسے حاصل ہو گئیں سر۔“ — چیف نے حیران ہو کر پوچھا۔

”آج کل کافرستان ڈیسک کے پاس کوئی خصوصی مشن ہے۔“ — عمران نے اس کا جواب دینے کی بجائے سوال کر دیا۔



ٹھیک ہے جناب۔ فیصلے پر مجھے آپ کے ماتحتوں کی کاہلی پریشانی ہے۔ کہ وہ کس قدر تیزی سے کام کرتے ہیں کہ حاتم کے مرنے کی رپورٹ مجھے ابھی چند لمحوں پہلے ملی ہے جب کہ آپ کو اس قدر تفصیلی معلومات حاصل ہو گئی ہیں۔ چیف نے بڑے تعریفی اور مطمئن لہجے میں بت کرتے ہوئے کہا۔

”تھینک یو۔“ عمران نے مختصر سا جواب دیا اور رسیور مکھ دیا۔

”آپ نے چیف کو مطمئن کرنے کی پوری کوشش کی ہے۔“ میک زیدو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں یہ ضروری تھا۔ اب یہ بات تو ظاہر ہو گئی ہے کہ حاتم کا فرستان کے سلسلے میں کسی خصوصی مشن پر کام کر رہا تھا۔ اور اسی سلسلے میں وہ چارلس ملا ہوگا۔ اور ہم مادرہ پورے کیسے کوئی اڑا دیا گیا۔ اس بم مارنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ مجرموں نے انتہائی نگہری چال چلی ہے۔ مردہ براہ راست حاتم کو گولی مار دیتے تو لازماً ملٹری انٹیلی جنس چونک جاتی۔ اس طرح وہ یہی سمجھ رہے ہیں کہ حاتم بس کیسے میں موجود تھا۔ اس لئے مارا گیا ہے۔ اگر میں چیف کو مطمئن نہ کرتا تو وہ لازماً کرنل جبار سے بات کرتا اور مجرم جو اب مجھے یقین ہے کہ ملٹری سیکورٹ سروس کے اس شعبے میں گھسے ہوئے ہیں بڑی طرح چونک پڑتے۔ اس طرح اصل صورت حال جبار کے سامنے نہ آتی۔“ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”لیکن اب بھی اصل صورت حال تو سامنے نہیں آتی۔“ بلیک زیدو

چونکہ ملٹری سیکورٹ سروس کا چیف بھی ایک ٹو سے قانونی طور پر تعاون کرنے کا پابند تھا اور دینک میں اس سے کم تر تھا۔ اس لئے وہ بے چارہ بس حیرت کا ہی اظہار کر سکتا تھا۔

”نہیں۔ کوئی خاص مشن تو نہیں ہے۔ البتہ عام کام کا ج تو بہر حال جیتا ہی رہتا ہے۔“ چیف نے جواب دیا۔

”اور کے۔ کوئی خاص بات نہ تھی۔ مجھے سیکورٹ سروس کی طرف سے رپورٹ ملی تھی کہ ایک آدمی حادثہ جس کا تعلق فوج سے ہے۔ کیسے ہنی مون میں بم کے دھماکے سے ہلاک ہو گیا ہے۔ اس وقت وہ کیسے ہنی مون کے مالک اور شہر کے مشہور غنڈے جابر کے دفتر میں اس کے ساتھ موجود تھا۔ چونکہ ہم ایسے جرائم پیشہ افراد کی مستقل نگرانی کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے حاتم کے متعلق اطلاع ملی اور پھر مزید تحقیقات سے پتہ چلا کہ اس کے پاس سے یہ فون نمبر جو میں نے پہلے پوچھا ہے ملا ہے۔ چونکہ یہ فون نمبر ملٹری انٹیلی جنس کا خفیہ نمبر تھا۔ اس سے میں سمجھ گیا کہ حاتم کا تعلق ملٹری سیکورٹ سروس سے تھا۔ چنانچہ میں نے کنفرینس کے لئے آپ کو فون کیا تھا۔ مجھے دراصل یہ فکر تھی کہ کہیں حاتم کسی سرکاری مشن کے سلسلے میں تو نہیں مارا گیا۔ لیکن اب آپ بتا رہے ہیں کہ کوئی خصوصی مشن درپیش نہ تھا۔ تو اس کا یہی مطلب ہوا کہ وہ اپنے کسی پرائیویٹ کام سے واپس آیا ہوگا۔“ عمران نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔ لیکن اصل بات وہ گول ہی کر گیا۔ اس کا مقصد صرف اتنا تھا کہ چیف مطمئن ہو جائے۔



نے کہا۔

”نہیں۔ اب مجھے کچھ اندازہ ہو گیا ہے۔ غیر نے جسے دھماکے کے متعلق آسٹر گروپ کے آدمی راسکل نے رپورٹ دی تھی۔ میرے مٹنے کے بعد اس نمبر پر کسی ارسالان سے بات کی تھی۔ حالانکہ میرا خیال تھا کہ وہ سابقہ غیر ارشد سے بات کرے گا۔ اور اس نمبر پر براہ راست ارسالان کے فون اسٹڈ کرنے کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ ارسالان ملٹری سیکورٹس کے کافرستانی ڈیپارٹمنٹ سے متعلق ہے اور یقیناً وہ کافرستانی ایجنٹ ہے یا ان کے مفادات کے لئے کام کر رہا ہے۔ بہر حال کرنل جبار میرا ذاتی طور پر واقف ہے۔ میں اس سے براہ راست بات کر کے اصل صورت حال معلوم کر لوں گا۔ اس کے بعد اگر ہمارے کرنے کا کوئی کیس ہو تو پھر اس کیس کو بلا ہسی بلا ٹرانسفر کرایا جائے گا۔ عمران نے کہا۔ اور پھر اٹھ کر بیردنی دودانے کی طرف بڑھ گیا۔

”میٹنگ کی کارروائی شروع کی جائے۔“ کافرستانی غیر دفاع نے ساتھ بیٹھے ہوئے کافرستانی ملٹری انشٹیبل جنس کے چیف کوئی سندھانی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جناب جیسا کہ گزشتہ میٹنگ میں طے کیا گیا تھا کہ شوگرمان علاقے میں تعمیر ہونے والے سنٹر کی تعمیر رکوانے کے لئے برفانی انسانوں والی ترکیب استعمال کی جائے تو جناب اسی سلسلے میں یہ میٹنگ بلائی گئی ہے تاکہ اس کے متعلق رپورٹ پیش کی جاسکے۔ اس مشن کے انجام پر پیش قدمی ایجنٹ کیپٹن شہرما موجود ہیں وہ تفصیل بتائیں گے۔ کوئی سندھانی نے بغیر شازدہ کے فوجی یونیفارم پہنے ہوئے خوبصورت دھڑکیہ نوجوان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”جناب جیسا کہ گزشتہ میٹنگ میں فیصلہ کیا گیا تھا۔“



تعلقات بنائے ہوئے تھے کہ اگر وہ آتا تو لازماً اصل بات کا پتہ چلا لیتا چنانچہ چیف صاحب نے وہاں موجود اپنے ایکنٹ سے حاتم کو اس طرح روکنے کے لئے کہا کہ پاکیشیا کی ملٹری انٹیلی جنس بھی نہ چونکے اور حاتم بھی رک جائے۔ اس پر اس ایکنٹ نے بظاہر خوب صورت طریقہ استعمال کیا۔ اس نے وہاں کے ایک مقامی گردپ کے ذریعے ایک کیفے کو کم سے اڑا دیا۔ جس میں حاتم ویسے ہی بیٹھا ہوا تھا۔ اس طرح حاتم کی موت اتفاقیہ سمجھی گئی۔ اس کے بعد ایک اور اچھا کام ہوا کہ پاکیشیا ملٹری انٹیلی جنس کے کافرستانی ڈیسک کے چیف نے یہ مشن ہمارے ہی ایکنٹ کے سپرد کر دیا۔ اس طرح اب ہم اپنے ایکنٹ کے ذریعے یہ رپورٹ بھجوا دیں گے کہ کافرستان اس میں کسی طور پر ملوث نہیں ہے۔ چنانچہ یہ منصوبہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا۔ کیپٹن شرمائے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”گٹ۔ یہ تو بہت اچھا ہوا۔ اس کا مطلب ہے۔ اب وہ گن اور قہ پوری طرح محفوظ ہو گیا ہے۔“ وزیر دفاع نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں۔ اب ہمیں کوئی فکر نہیں رہا۔“ کرنل سنڈا ہی نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”جناب ایک ادب پلوا ایسا ہے جسے ہمیں کسی صورت بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔“ میٹنگ میں موجود دیگر کڑی دفاع اچانک بول پڑا۔

”ادہ کون سا پہلو مسٹر بھنڈاری۔“ وزیر دفاع نے چونک

میں نے برفانی انسانوں والی ترکیب استعمال کی۔ اور جناب ہم نے وقتاً فوقتاً حملے کے سنٹر کو تعمیر کرائے والے تقریباً پچاس افراد کو بڑے وحشیانہ انداز میں ہلاک کر دیا اور دس افراد شدید زخمی ہوئے۔ انہیں ہلاک اس لئے نہ کیا گیا تاکہ وہ برفانی انسانوں کے حملے کے بارے میں بت سکیں۔ دد تین حملوں تک تو شوگرمان والے خاموش رہے۔ لیکن پھر ان کا پیمانہ صبر لبریز ہو گیا اور انہوں نے فوری طور پر یہ منصوبہ ختم کر دیا۔ ہم اس سلسلے میں تحقیقات کرتے رہے۔ پاکیشیا کی ملٹری انٹیلی جنس میں ہمارے ایک ایکنٹ نے اب ہمیں اطلاع دی ہے کہ یہ سنٹر حجاز علاقے پر نگاہ رکھنے کے لئے حکومت پاکیشیا اور حکومت شوگرمان کے درمیان ایک خفیہ معاہدے کے تحت تعمیر کیا جا رہا تھا۔ حکومت شوگرمان کو اس سے براہ راست کوئی فائدہ نہ تھا۔ حکومت شوگرمان نے اپنے آدمیوں کی اس طرح ہلاکت کے بعد اس سنٹر کی تعمیر غیر ضروری اور اپنے لئے نقصان دہ سمجھ کر معطل کر دی اور حکومت پاکیشیا کو اس معاملے سے آگاہ کر دیا۔ حکومت پاکیشیا کی ملٹری انٹیلی جنس کے کافرستانی ڈیسک کے چیف نے اپنے طور پر تحقیقات کی ہیں کہ کیا اس سنٹر کی تعمیر رکولنے میں کافرستان تو دلچسپی نہیں لے رہا۔ ملٹری انٹیلی جنس کے ایک پیشل ایکنٹ حاتم کو مقرر کیا تاکہ وہ ہمارے اعلیٰ فوجی حلقوں میں آکر یہ سن گن لے کہ کیا ہم اس میں ملوث ہیں یا نہیں اگر ملوث ہیں تو کیوں۔ اس طرح ہمارا ایک مشن سامنے آ جاتا ہے جسے چھپانے کے لئے یہ ساری کارروائی کی جا رہی تھی۔ حاتم انتہائی محب وطن۔ ذہین اور تیز ترین ایکنٹ ہے۔ اس نے یہاں ایسے



رہنا ہوگا۔ میرے ذہن میں پہلے سے ہی اس بات کا خیال تھا۔ چنانچہ میں نے کریمک کی خفیہ حفاظت کے لئے ایک خصوصی سیل تشکیل دیا ہے۔ جس کا انچارج کیپٹن شرمہ کو سنا دیا گیا ہے۔ کیپٹن شرمہ کا سیل اس گن اور درے کی حفاظت کے لئے مشغل بنیادوں پر کام کرے گا۔ اور یہ بھی ٹھیک ہے۔ میں کا فرستانی سیکرٹ سروس کے چیف مرٹن شاگل کو بھی الارم کر دیتا ہوں کہ وہ پاکیشیا کی سیکرٹ سروس کی کادر دہ کی پر نگاہ رکھیں۔ کرنل سنڈاری نے کہا۔

”گٹ۔ آپ ذاتی بے حدود اندیش اور عقلمندی ہیں اور کیپٹن شرمہ کی تعیناتی بالکل درست ہے۔ مجھے یقین ہے کہ کیپٹن شرمہ ہر قسم کی صورت حال سے منٹ لیں گے۔“ وزیر دفاع نے تعریفی انداز میں کہا۔

”آپ بے فکر ہیں سر۔ میں کریمک کی حفاظت کے لئے ایسا انتظام کر دوں گا کہ یہ ہر لحاظ سے ناقابل تسخیر ہو جائے گا۔“ کیپٹن شرمہ نے اٹھ کر کہا۔

”او۔ کے۔ بات مکمل ہو گئی۔ اب میرے خیال میں اس مسئلے میں مزید کسی مینٹنگ کی ضرورت نہیں۔“ وزیر دفاع نے کہا۔

”یہ سن۔“ فائل میں مکمل کر کے دستخطوں کے لئے جھجھو ادوں گا۔“ کرنل سنڈاری نے کہا۔

اور وزیر دفاع سر ملاتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور اس کے ساتھ ہی مینٹنگ برخواست ہو گئی۔

کریمک ٹرپی دفاع کی طرف دیکھا۔ مینٹنگ کے باقی شرکاء بھی اُس کی طرف دیکھنے لگے۔

”جناب حاتم کے ایک پورے کیفے کے تباہ ہونے سے مر جلتے پر طرپی انٹیلی جنس کو مطمئن ہو جائے گی۔ لیکن پاکیشیا کی سیکرٹ سروس کا چیف مطمئن نہیں ہوگا۔ وہ لازماً اس کیفے کے اس طرح ہم سے اڑنے اور پھر حاتم جیسے طرپی انٹیلی جنس کے پیشل ایجنٹ کے مرنے پر لانا چاہئے گا۔ اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ذرہ برابر بھی اصل بات کا شک ہو گیا تو پھر وہ لازماً بات کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش کریں گے اور ہو سکتا ہے کہ اس گن کے متعلق انہیں معلومات حاصل ہو جائیں۔ تو وہ اس گن کو ہی تباہ کرنے کا منصوبہ بنالیں۔“ سیکرٹری دفاع نے کہا۔

”یہ کیا بات ہوئی رطرپی انٹیلی جنس کے کاموں سے سیکرٹ سروس کا کیا تعلق۔ اور پھر آپ کی بات مکمل طور پر مفرد مضامین ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ ایسا نہیں ہوگا۔“ مل ایسا ہو سکتا ہے کہ ہم اس کریمک کی حفاظت کے لئے کوئی خفیہ انتظام کر دیں۔ اور کا فرستان کی سیکرٹ سروس کو چونکا کر دیں کہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس کوئی گڑبڑ کرے تو وہ اُسے سنبھال لے۔“ وزیر دفاع نے کہا۔

”یہ سن۔ میں بھی یہی چاہتا تھا کہ ہم بہر حال ہوشیار رہیں۔“ سیکرٹری دفاع نے سر ملاتے ہوئے کہا۔

”جناب بھنڈاری کی بات بالکل درست ہے۔ ہمیں بہر حال چوک



پکڑ کر اس سے تفصیلات حاصل کر سکتے تھے۔" — بلیک زیدو نے متنبہ بناتے ہوئے کہا۔

"اس طرح نہیں۔ فی الحال تو کافرستان والے مطمئن ہیں کہ ہمیں کچھ پتہ نہیں۔ لیکن میجر ارسلان پر ہاتھ ڈالنے کا مطلب یہ ہوتا کہ وہ ایک نکتہ جو کئے ہو جاتے۔ اس لئے میں نے تو کمر نل جبار پر بھی میجر ارسلان کے بارے میں کوئی شبہ دانی بات نہیں کی اور نہ ہی اس کیس کو ٹرانسفر کر دیا ہے۔ کیونکہ اس طرح کافرستان والے جو کئے ہو جاتے۔ میں چاہتا ہوں پہلے اپنے طور پر اصل بات کا پتہ چلایا جائے۔ اس کے بعد کوئی ایکشن لیا جائے۔" — عمران نے سوچنے والے انداز میں کہا۔

"لیکن اب اصل بات کا کس طرح پتہ چلے گا۔ اس کا بھی کوئی منصوبہ آپ کے ذہن میں ہے۔" — بلیک زیدو نے کہا۔

"میرا خیال ہے۔" — سیکورٹ سروس کے ممبران کا کافی عرصے سے کسی تفریحی مشن پر نہیں گئے۔ کہیں پکنک منانے۔ بس مسلسل کام ہی کام ہوتا رہا ہے۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تفریحی مشن۔ پکنک۔ کیا مطلب میں سمجھا نہیں۔"

بلیک زیدو نے کہا۔

اب پہلے نہیں مشن کی قسمیں سمجھاؤں کہ ایک ہوتا ہے۔ سفادتی مشن۔ ایک سیاسی مشن۔ ایک فوجی مشن۔ اسی طرح تفریحی مشن بھی ہوتا ہے۔ یعنی تفریح کے لئے نہیں جانا۔ اگر مجھے اس طرح پڑھانا ہی تھا تو پھر کسی یونیورسٹی میں لیکچرار ہی بن جاتا۔ کم از کم ہر ماہ

"عمر ایضاً صاحب یہ تو بہت پیچیدہ مسئلہ ہے۔ کافرستان والے آخر کیوں شوگران کی پہاڑی پر تعمیر ہونے والے سنٹر کو کوٹا نا چاہتے ہیں۔" — بلیک زیدو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"دیکھو ظاہر۔ اس کی بہر حال کوئی نہ کوئی خاص وجہ ضرور ہے۔ حالانکہ ہر دماغ ایسی کوئی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ میں نے ان علاقوں کا نقشہ دیکھا ہے۔ وہاں سنٹر تعمیر ہونے سے کافرستان کو کوئی فرق نہ پڑتا۔ کیونکہ وہ علاقہ انتہائی دشوار گزار پہاڑی علاقہ ہے۔ وہاں کوئی فوجی چھاؤنی نہیں ہے۔ البتہ ایک معمولی سی دیکھ بھال کی فوجی چوکی موجود ہے۔ کمر نل جبار سے ڈسکس کے بعد مجھے یقین ہے کہ اس سنٹر کو کوٹا نا کا پائیمشیا کے اس سرحدی ڈیم سے کوئی نہ کوئی تعلق ضرور ہے۔" — عمران نے کہا۔

"اگر ایسی بات تھی تو آپ اس کافرستانی ایجنٹ میجر ارسلان



لیکن عمران صاحب کوئی ایسی صورت نہیں ہو سکتی کہ اس تفریح میں میری بھی شمولیت ہو جائے۔ میں بھی اب یہاں کسی پر بیٹھے بیٹھے اٹا گیا ہوں۔ بلیک زیدو نے کہا۔

”کیوں نہیں ہو سکتی۔ ہم سلیمان کو ایک ڈبہ بنا دیتے ہیں۔ اور سیکرٹ سروس میں ٹائیگر۔ جوانا اور جوزف شامل کر دیتے ہیں۔ اگرچہ مجھ کو تو وہ سنہال لے گا۔ اور تم سیکرٹ سروس سمیت تفریح کرتے رہو۔ البتہ ایک بات ہے تنخواہ نہیں ملے گی۔“ عمران نے کہا اور بلیک زیدو ہنس پڑا۔

”میں آپ کا مطلب سمجھ گیا کہ سیکرٹ سروس کے ہیڈ کو اگر ڈھالی نہیں چھوڑا جاسکتا۔ ٹھیک ہے جناب میری قسمت۔ آپ میں تفریح کریں۔“ بلیک زیدو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ارے ایسی کوئی بات نہیں۔ میں تو مذاق کر رہا تھا۔ اتنی مایوسی کی غی ضرورت نہیں۔ ہم نے وہاں چھ ماہ تو نہیں لگا دیئے۔ چلو تم بھی مایہ چلو۔“ عمران نے جھٹتے ہوئے کہا۔

”لیکن کس حیثیت سے۔“ بلیک زیدو نے چونک کر پوچھا۔

”ایک ٹوکی حیثیت سے۔ اور کس حیثیت سے جانا چاہتے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ کیسے ہو سکتا ہے۔“ بلیک زیدو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تقاب اتار دو اور چہرے پر کوئی بھیانک اور ظالمانہ قسم کا یغ آپ کر لو۔ بس۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”تنخواہ تو مل جایا کرتی۔ اب تو سلیمان اپنی تنخواہ میں سے مجھے کھلا رہا ہے۔“ عمران نے کہا اور بلیک زیدو بے اختیار ہنس دیا۔

”میرا مطلب تھا اس قدر سنجیدہ اور گہرے معاملے میں یہ ایک نئی سنجیدگی مشن اور پکنک کہاں سے ٹپک پڑی تھی۔“ بلیک زیدو بے اختیار ہنسنے لگا۔

میرے فلیٹ کی چھت ٹپکتی ہے۔ میں نے اس کی شکایت آدھ ٹپک سو پر فیاض کو نہیں کی۔ ورنہ وہ مرمت کے یہاں ہی مجھے بیدار کر دے گا۔ اور تم تفریح اور پکنک کے ٹپکنے سے اتنے خوفزدہ ہو گئے ہو۔ یاد اب اس قدر سخت گیر باس بھی نہ بنو۔ بیچارے سیکرٹ سروس کے ممبروں کو بھی تفریح کر لینے دیا کر دو۔ اب دیکھو اگر سیکرٹ سروس کے ممبران اس سرحدی ڈیم پر پکنک مشلے چلے بھی جائیں تو تمہاری آفیسری میں آخر کیا حرج ہوتا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”اچھا اچھا اب میں سمجھا۔ آپ تفریح اور پکنک کے یہاں اس ڈیم اور اس کے ارد گرد کے علاقے کو چیک کرنا چاہتے ہیں۔ ہاں اچھا آئیڈیا ہے۔ لیکن اس ڈیم کے گرد تو انتہائی سخت حفاظتی انتظامات ہیں۔“ بلیک زیدو نے جھٹتے ہوئے کہا۔

”تو ہم نے جا کر ڈیم میں تیراکی سکھانے کا سکول تو نہیں کھولا۔“ ہماری ڈیم سے بھٹ کر کافرستانی سرحد کے پاس ایک پہاڑی ہے۔ ٹھیک پہاڑی سنی ہے۔ بہت خوب صورت جگہ ہے۔ بڑا ہی بہترین نظارہ ہوتا ہے۔ کافرستان کا کافی علاقہ وہاں سے بغیر دینے کے نظر آتا ہے۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔



محسوس ہوتا ہے جیسے دور کہیں مندر میں کاشی کی گھنٹیاں بج رہی ہوں۔  
محسوس اور کوئل سردوں میں۔ موسم بہار میں بہتی ہوئی ندی کی رواں  
موجوں کی طرح۔۔۔ عمران نے خالصتاً عاشقوں کے سے انداز  
میں کہا۔

اور بلیک زیرو عمران جیسے آدمی کے منہ سے اس قسم کے خالصتاً  
لہجی اور دماغی فقرے سن کر آنکھیں پھاڑ کر رہ گیا۔

تم واقعی شیطان ہو عمران۔ خالصتاً شیطان۔۔۔ جویا  
جنسی اس کے دل کی گھراٹیوں سے نکلتی ہوئی محسوس ہوئی۔ جویا چاہے  
بھی ہو بہر حال عورت تھی اور عورت اس قسم کی تعریف پر جھان بوجھ  
چین کر لیتی ہے۔

محاذ سے میں تو مجسم استعمال ہوتا ہے۔ ویسے مہاراجی بات  
محسوس ہے۔ جب ہر چیز میں ملاوٹ ہو رہی ہے تو شیطان بھی  
بڑی ہو سکتا ہے۔ لیکن جویا۔ شیطان میں ملاوٹ کس چیز کی  
ہوتی ہوگی؟ عمران نے بڑے فلسفیانہ انداز میں کہا اور جویا  
بے بار پھر ہنس پڑی۔

اچھا چھوڑو۔ یہ بتاؤ فون کیسے کیا تھا۔۔۔ جویا نے ہنسنے  
لگے کہا۔

آج سلیمان پاشا سے لمبا چوڑا جھگڑا ہو گیا۔ جس کے نتیجے میں  
میں سے بتانا بڑا کمزور میں اس سے بھی بڑا باوچی ہوں۔ اس سے  
اعلیٰ قسم کے کھانے تیار کر سکتا ہوں۔ اس پر سلیمان نے  
مخفہ کی کہ اگر میں اس سے اچھے کھانے تیار کر دکھاؤں تو وہ اپنی

پھر ہو گئی سب کی تفریح۔ نہ جناب۔ میں ایسے جلنے پر  
تیار نہیں ہوں۔۔۔ بلیک زیرو نے ہنسنے ہوئے کہا۔  
ناں۔ یہ بات ہے۔ تفریح پھر پڑی ہوگی کہ جویا مہاراجے پیچھے اور  
تنویر جویا کے پیچھے۔ اور ہم سب تائیاں بجانے والے۔ اچھا ایسا کر دو  
تم علیحدہ دیاں پہنچ جانا اور بس۔ پھر تم میرے پرانے دوست ہو۔  
بڑے بے تکلف۔ باقی میں سنبھال لوں گا۔۔۔ عمران نے کہا۔  
ناں یہ ٹھیک رہے گا۔۔۔ بلیک زیرو نے خوش ہوتے  
ہوئے کہا۔

چلو پھر بنائیں پروگرام۔ اجازت ہے ناں۔ عمران نے کہا  
اور ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر جویا کے نمبر پر اٹل کرنے شروع کر دیئے۔  
جویا سپیکنگ۔۔۔ دوسری طرف سے جویا کی آواز  
سنائی دی۔

پورا نام بتایا کر دو۔ کچھ رعب تو پڑے۔ یہ ادھر اور نام سن کر  
تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے ابھی تم چار یا پانچ سال کی بچی ہو۔ جس کے  
سر پر ہاتھ پھیر کر ایک پیار سی گڑیا نکلتی ہوئی جاتی ہے۔  
عمران نے اپنی اصل آواز میں کہا۔  
ادھر عمران تم۔ کیسے فون کیا۔۔۔ جویا کے بچے سے

مکہ احٹ بنایاں تھی۔  
رسیور اٹھایا۔ مہاراجے نمبر۔ ادھر سو رہی مہاراجے فون۔  
نمبر پر اٹل گئے۔ تو مہاراجی خوب صورت معصوم۔ پیاری۔ کوئل سے  
آواز آئی شروع ہو گئی۔ یقین کر دو جویا۔ مہاراجی آواز سن کر یہ



اب تم پٹری سے نہ اترو۔ وہ چکر بتاؤ۔۔۔ جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

میں نے سوچا تنخواہ تو مجھے ملتی نہیں۔ چلو ناک کو ہاتھ لگا کر ہی پکڑ لوں۔ چنانچہ میں نے کھانوں کا سارا خرچہ تمہارے نقاب پوش باس پر ڈال دیا۔۔۔ عمران نے سامنے بیٹھے ہوئے بلیک زیرو کو اٹھارتے ہوئے کہا۔ اور بلیک زیرو مسکرا دیا۔

کیا مطلب۔ کیا کھانے کا بل ایک ٹو ادا کرے گا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ وہ تو انتہائی اصول پسند آدمی ہے۔۔۔ جولیا نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

وہ تو صرف اصول پسند ہے میں اصول گر ہوں۔ میں نے ایک چکر چلا دیا۔ میں نے سیکرٹ سروس کی طرف سے نمائندگی کرتے ہوئے ایک ٹو سے کہا۔ کہ سیکرٹ سروس کے سارے ممبران ہم کو کر کے اکتا گئے ہیں۔ اور وہ دارا ٹھکومت سے دور کسی خوب صورت پریکٹک منانا چاہتے ہیں۔ لیکن وہ اس ڈر سے کہ کہیں باس ہمیں نہ ہو جائے براہ راست بات نہیں کرتے۔ اس لئے میں ان کی نمائندگی کر رہا ہوں پہلے تو تمہارا جو باس بڑا اٹھلایا۔ لیکن میں نے اس وقت تک اس کی جان نہ چھوڑی جب تک اس سے ملان لگالی۔۔۔ یقین کرو جولیا بڑا لمبا چکر چلانا پڑا۔ میں نے اُسے بتایا مسلسل کام کرتے کرتے انسان پر ذہنی دباؤ پڑتا ہے۔ مانی بلڈ پریشر بڑھتا ہے۔ دل کا دورہ پڑ جاتا ہے دیگر وغیرہ۔ حکمت میں جتنی یادیاں مجھے یاد تھیں میں نے ساری کا حوالہ دیا۔ تب وہ مانا۔

سابقہ دو سال کی تنخواہ معاف کر دے گا۔ اور جج بن گئے تم سب لوگ۔ چنانچہ اب مہربانی کرنا۔ اور میرے کھانوں کی اس طرح تعریف کر دینا جس طرح میں نے تمہاری آواز کی کی ہے۔۔۔ عمران نے کہا۔

”اچھا تو مطلب ہے۔ میری آواز اس طرح خراب ہے جس طرح کے کھانے تم پکاؤ گے۔۔۔ جولیا نے مصنوعی غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

”ارے ارے ابھی سے ناراض نہ ہو جاؤ۔ پلیز ورنہ سیلوان نے میرا ناطقہ بند کر دینا ست۔ اور میرا ناطقہ بند ہو گیا تو سمجھو کہ سب کچھ ہی بند۔۔۔ عمران نے گھبرائے ہوئے انداز میں کہا اور جولیا کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

”بھئی ہم تو انصاف کریں گے۔ اچھا بتاؤ کب پکارا ہے ہو کھانے۔۔۔ جولیا نے انتہائی دلچسپی سے پوچھا۔

”ہی تو مسکدان پڑا ہے۔ کہ جس طرح کے کھانے میں پکا سکتا ہوں اس کے لئے لمبی رقم چاہیے۔ اور تم جانتی ہو کہ چیل کے گھوٹلے یو تو ماس ہو سکتا ہے۔ بے چارے علی عمران کی جیب میں رقم نہیں سکتی۔ اس لئے میں نے ادھر ہی چکر چلا دیا۔۔۔ عمران نے کہا۔

”ظاہر ہے۔ تم چکر چلانا تو خوب جانتے ہو۔۔۔ جولیا اب پورا طرح اس کی باتوں میں دلچسپی لے رہی تھی۔

”میں اس معاملے میں صنف ناک کو سی استادانتا ہوں“ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں طنز کرتے ہوئے کہا۔ اور جو ہنس پڑی۔







سے کہا۔

”نہیں۔ بھگت کیسی۔ البتہ میں اس اچانک کال کی وجہ نہیں سمجھ سکا۔“  
 اس نے کرنل سنڈاری سے مصافحہ کرتے ہوئے سپاٹ ہلچے  
 لیا کہا۔

”وہ جیسی ہے کہ فون پر نہیں بتائی جاسکتی تھی۔ تشریف رکھیں۔ ہم  
 کیپٹن شرمہ۔“ کرنل سنڈاری نے کہا اور شاگل کے  
 ہاتھ کھڑے ہوئے کیپٹن شرمہ کو بھی بیٹھے کا اشارہ کیا۔  
 ان کے بیٹھے کے بعد کرنل سنڈاری نے میز کے کنارے پر  
 لئے ہوئے مختلف بٹن دبا کر کمرے کا حفاظتی نظام آن کر دیا۔

اور اس کے بعد اس نے کریک اس میں موجود گن اور پھر شوگران  
 ایلون سے موسمی سنڈر کی تعمیر اور بر فانی انسانوں کے حملوں سے لے  
 لیا کیشیا ملٹری انٹیلی جنس کے پیشہ لی اکینٹ قائم کی موت اور اپنے  
 بھی آدمی کو رپورٹ تک تمام باتیں تفصیل سے شاگل کو بتا دیں۔

”اودہ ویرجی گڈ۔ بڑی عجیب ترکیب استعمال کی آپ نے۔ بہر حال  
 اسی دلچسپ اور انوکھی ترکیب تھی۔ لیکن اب مزید کیا براہ عمل پیش آگیا  
 ہے جس کے لئے مجھے بلوایا گیا ہے۔“ شاگل نے مسکراتے  
 ہوئے کہا۔

اور کرنل سنڈاری نے خصوصی میٹنگ میں سیکرٹری دفاع کے  
 ہٹے اور پھر میٹنگ کے فیصلے کی تفصیلات بتا دیں۔

”ہمارا مقصد یہ تھا کہ آپ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی کارگزاری  
 عاجزہ لیتے رہیں۔ ادل تو مجھے یقین ہے کہ انہیں پتہ ہی نہ چلے

دَر وَا زَمے پر دستک کی آواز ابھرتے ہی کمرے کے  
 اندر موجود کافرستان ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل سنڈاری  
 نے چونک کر سر اٹھایا۔ اور پھر میز کے کنارے پر لگا ہوا بٹن د  
 دیا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور کیپٹن شرمہ اندر داخل ہوا۔

”سہ۔ سیکرٹ سروس کے چیف جناب شاگل تشریف  
 لائے ہیں۔“ کیپٹن شرمہ نے مودبانہ ہلچے میں کہا۔  
 ”اودہ اچھا ٹھیک ہے ملاؤ۔“ کرنل سنڈاری نے کہا  
 کیپٹن شرمہ ماسر بلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

چند لمحوں بعد کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف شاگل اندر  
 ہوا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ سنجیدگی تھی۔

”خوش آمدید مسٹر شاگل۔ آپ کو یہاں تک پہنچنے میں کوئی تکلیف  
 تو نہیں ہوئی۔“ کرنل سنڈاری نے اٹھ کر شاگل کا استقبال کیا



اس کی آپ فکر نہ کریں سر۔ اگر وہ یہاں آئے تو ان کی لاشیں چیل  
تھے کھائیں گے وہ زندہ واپس نہیں جاسکتے۔ کیپٹن شرما کا سیل  
میں کریم کی حفاظت کر رہا ہے۔ کرنل سنڈاوی نے  
کیپٹن شرما کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

آپ لوگ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو نہیں جانتے۔ وہ مجسم  
فیضان ہیں۔ میں خود کیپٹن شرما کے حفاظتی انتظامات دیکھنا چاہتا ہوں۔  
مجھے پھر یہ تسلی ہو سکتی ہے۔ شاگل نے کہا۔

اور کے۔ کیپٹن شرما آپ چیف شاگل کو اپنے ہمراہ لے  
جائیں اور ان کی تسلی کریں۔ یہ ضروری ہے۔ کرنل سنڈاوی  
نے سر ملاتے ہوئے کہا۔

یہ سر آئیے۔ کیپٹن شرما نے کسی سے اٹھتے  
ہوئے کہا۔ اور شاگل بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ کرنل سنڈاوی بھی اٹھا اور پھر  
دونوں نے آپس میں بڑے بے جوش انداز میں مصافحہ کیا۔ اور شاگل  
کیپٹن شرما کے ہمراہ دفتر سے باہر گیا۔

تھوڑی دیر بعد ان کی جیب اونچی نیچی پہاڑیوں پر دوڑ رہی تھی۔  
ایوننگ سیٹ پر کیپٹن شرما تھا۔ جب کہ شاگل اس کے ساتھ  
بیٹھا بغور اور دگر کے علاقے کو دیکھ رہا تھا۔

خاصا دشوار گزار اور دیران علاقہ ہے۔ تھوڑی دیر بعد  
شاگل نے کہا۔

یہ سر۔ یہ علاقہ بے حد دشوار گزار ہے۔ اس لئے یہاں  
بسی بھی نہیں ہے۔ کیپٹن شرما نے کہا۔

گا۔ لیکن پھر بھی ہمیں ہر طرف سے محتاط رہنا ہوگا۔ کرنل سنڈاوی  
نے کہا۔

سیکرٹری دفاع صاحب کی بات سو فیصد درست ہے۔  
پورے کیف کو اڈا دینا بہت بڑی حاکمیت تھی۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس  
اس معاملے میں بال کی کھال اتار لینے میں ماہر ہے۔ وہ لازماً اس کا  
تحقیق کرے گی۔ اور پھر آپ کا سارا پروگرام دھرا کا دھرا رد  
جائے گا۔ میں ان لوگوں کی کارگزاری جانتا ہوں۔ اگر وہ بے بس  
ہوتے ہیں تو صرف میرے سامنے۔ میں نے سمجھی کافرستان یہ  
انہیں کامیاب نہیں ہونے دیا۔ دیے آپ بے فکر ہیں آپ  
نے اچھا کیا کہ مجھے سب کچھ بتا دیا۔ اب اگر وہ چاہیں بھی تو کچھ  
کر سکیں گے۔ شاگل ان کے سامنے ایسی دیوار ہوگا جس سے وہ سر  
کھرا کر مروتو سکتے ہیں اسے عبور نہیں کر سکتے۔ شاگل نے  
بڑے فخریہ انداز میں باقاعدہ اپنی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

ہمیں معلوم ہے کہ آپ سے وہ ڈرتے ہیں۔ بہر حال اب  
آپ کا کام ہے کہ اگر وہ یہاں اس مشن کے لئے آئیں تو آپ انہیں  
روکیں۔ کرنل سنڈاوی نے سر ملاتے ہوئے کہا۔

آپ مجھے اصل سائنٹ دیکھا دیں۔ کیونکہ مجھے خدشہ ہے کہ  
پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اصل واقعات کا علم ہو گیا تو ہو سکتا ہے  
وہ پیراشوٹوں کے ذریعے براہ راست یہیں پہنچا دیں یہی نہ تو بڑا  
اور میں ان کا وہاں شہر میں انفطار کتارہ جاؤں۔ شاگل  
نے کہا۔



شاگل نے کہا۔

”ادہ یس سر۔ ویسے سر آپ نے اس کا نام کن کر یک خوب رکھا ہے۔ اچھا نام ہے۔“ کیپٹن شرمانے مسکراتے ہوئے کہا اور شاگل ہنس پڑا۔

ادہ کیپٹن شرمانے چوکی سے ایک طاقتور دوربین اٹھائی اور شاگل کو لے کر ایک اونچی پہاڑی کی طرف چل پڑا۔

”یہاں آپ بڑے اطمینان سے تفصیلی معائنہ کر سکتے ہیں۔“ کیپٹن شرمانے پہاڑی کی چوٹی پر پہنچ کر دوربین شاگل کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔

اور شاگل نے دوربین آنکھوں سے لگا کر ڈیم کا معائنہ شروع کر دیا۔ وہ کافی دیر تک ڈیم کو دیکھتا رہا۔

”ڈیم کی حفاظت کے لئے بڑے انتظامات کر رکھے ہیں ان لوگوں نے۔“ لہذا ان کے فرشتوں کو بھی علم نہیں کہ ہم جب چاہیں کن کر یک کے بیچے ایک لمحے میں ڈیم کو اڑا دیں۔ ان کے سارے انتظامات ہمارے دھڑے رہ جائیں۔ بہت خوب۔ واقعی اس ڈیم کی ایسی ہیئت ہے کہ اسے توڑنے کے لئے اس قسم کے انتظامات ضروری تھے۔“ شاگل نے دوربین سے ڈیم کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اور کیپٹن شرمانے سر ملادیا۔

شاگل نے ڈیم کو دیکھتے دیکھتے دوربین کو اورد گرد کے علاقے جائزہ لینے کے لئے گھمایا یہ تھا کہ وہ بے اختیار اچس پڑا۔ اور سر ملے لمحے اس کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ وہ جس جگہ کھڑا تھا۔ وہ

تقریباً تین گھنٹے تک مسلسل سفر کرنے کے بعد آخر کار وہ اس چوکی تک پہنچ گئے جو کیپٹن شرمانے کر یک کی حفاظت کے لئے قائم کی تھی۔ یہ اس دور سے ذرا ہٹ کر ایک بہت بڑی قدرتی غار تھی۔ جو پاکیشیائی علاقے سے تو نظر نہ آتی تھی۔ جب کہ شوگر ان علاقے سے صاف نظر آتی تھی۔ پھر کیپٹن شرما اُسے کر یک میں لے گیا۔ اس کے لئے نائکون کی بنی ہوئی خصوصی میٹھی استعمال کی گئی۔ اور شاگل بے چارے کی تو کر یک تک پہنچتے پہنچتے جان پر ہن گئی۔ وہ شہری سہولتوں کا عادی تھا۔ لیکن اپنی لالچ رکھنے کے لئے بہر حال اس نے جہمت کر لی۔ کر یک میں موجود خصوصی گن اور اس کا تمام آپریشن نظام دیکھ کر شاگل حیران رہ گیا۔ پھر کیپٹن شرمانے اُسے تفصیل سے اپنے حفاظتی انتظامات کے متعلق بتایا۔ اور شاگل کیپٹن شرما کی ذہانت پر بے حد خوش ہوا۔ واقعی کیپٹن شرمانے ایسے انتظامات کئے تھے کہ ایک چڑیا بھی بچ کر نہ جا سکتی تھی۔

”دیر ہی گزرتی ہے۔“ واقعی تم نے بے حد اچھے انتظامات کئے ہیں۔ میں بے حد خوش ہوا ہوں۔“ شاگل نے دل سے تعریف کرتے ہوئے کہا۔

ادہ کیپٹن شرمانے خوش ہو کر اس کا شکریہ ادا کیا۔ اس وقت وہ واپس چوکی میں پہنچ گئے تھے۔

یہاں سے کوئی ایسی جگہ ہے جہاں سے میں اس ڈیم کا جو کن کر یک کا ٹارگٹ ہے تفصیلی معائنہ کر سکوں۔ میں اس ڈیم کو دیکھنا چاہتا ہوں جس کے لئے اس قدر زبردست انتظامات کئے گئے ہیں۔“



کہ پاکشیا سیکرٹ سروس کو علم ہی نہیں۔ حالانکہ عمران یہاں موجود ہے۔" شاگل نے اُسی طرح دو درین آنکھوں سے لگائے ہوئے جواب دیا۔

"کون موجود ہے۔ کہاں سر۔" کیپٹن شرما نے حیرت جھڑپ انداز میں کہا۔ اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے سیکرٹ سروس کا چیف پاگل ہو گیا ہو۔

"پاکشیا کا شیطان۔ علی عمران۔ اس کے ساتھی لازماً سیکرٹ سروس کے رکن ہی ہو سکتے ہیں۔" شاگل نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

نور پھر دو درین آتا کہ اس نے کیپٹن شرما کی طرف بڑھادی۔ "ڈیم سے دائیں ہاتھ پر پہاڑی کو دیکھو۔" شاگل نے کہا۔

شرما نے جلدی سے دو درین آنکھوں سے لگائی۔ اور چند لمحوں بعد اُسے پہاڑی پر بیٹھے ہوئے بہت سے افراد نظر آ گئے۔ ان میں ایک غیر ملکی عورت بھی تھی۔ وہ سب آپس میں باتیں کر رہے تھے۔

"یہ سیکرٹ سروس کے لوگ ہیں۔" کیپٹن شرما نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یقیناً ایسا ہی ہو گا۔ علی عمران کی موجودگی تو یہی بتاتی ہے۔ وہ ہے علی عمران۔ جس کی شکل پر حاکمت برستی رہتی ہے۔" شاگل نے کہا۔

"الحق سانو جوان۔" ٹاٹا سر۔ وہ ایک درخت کی طرف جا رہا ہے۔ اس کے چہرے پر حاکمت نظر آ رہی ہے۔" کیپٹن شرما

پہاڑی چٹان کی نکتہ تھی۔ اور اچانک اچھٹنے کی وجہ سے وہ ہزاروں فٹ کی چھرائی میں گرتے گرتے بجلی کی سیٹھن شرمانے اُسے انتہائی مہارت سے سنبھال لیا تھا۔ ورنہ شاگل کی موت یقینی ہو جاتی۔ اس کے حلق سے چیخ بھی اس اچانک گرنے کی وجہ سے نکلی تھی۔ دو درین اس کے ماتحتوں سے چھوٹ گئی تھی۔ لیکن چونکہ اس کا تسلسلہ اس کے گلے میں تھا اس لئے وہ نیچے گرنے سے بچ گئی تھی۔ اور گلے میں ہی ٹھکتی رہ گئی۔

"ادہ شکریہ شکریہ۔ آپ نے میری جان بچائی۔" شاگل نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔ ویسے موت کے خون سے اس کے جسم پر ابھی تک لڑھکاؤ تھا۔

"یہ آپ کو اچانک کیا ہو گیا تھا سر۔ یہاں تو معمولی سی غلطی سے جان چلی جاتی ہے۔" کیپٹن شرما نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"ادہ واقعی۔ مجھے دراصل خیال ہی نہ رہا کہ میں کہاں کھڑا ہوں۔ میں نے دیکھا ہی ایسا نظارہ تھا۔" شاگل نے کہا۔ اور پھر اس نے اپنے چہرے پر موجود گھبراہٹ شرما سے چھپانے کے لئے دوبارہ دو درین آنکھوں سے لگائی۔

"کیسا نظارہ سر۔" کیپٹن شرما کے لہجے میں شدید حیرت تھی۔ وہ سمجھ ہی نہ سکا تھا کہ ایسا کون سا نظارہ ہو سکتا ہے جسے اچانک دیکھتے ہی چیخ اس طرح بے اختیار اچھل پڑا۔

"ادہ اچھا ہوا میں یہاں آ گیا۔ کرنل سنڈاری تو کبہ رہے تھے



نے کہا۔

”یہی علی عمران ہے۔ پاکشیا کا شیطان۔ اور باقی سب یقیناً سیکٹ  
سروس کے لوگ ہوں گے۔ بظاہر وہ پکنک مناد ہے جن لیکن مجھے  
یقین ہے کہ وہ دراصل یہاں کے متعلق سن گئی لینے کے لئے آئے  
ہیں۔ آؤ چلیں۔ اب مجھے فوری کارروائی کرنی ہوگی۔“ شاگل  
نے تیز ہجے میں کہا۔

اور شہر مانے سر ملاتے ہوئے دور بین آنکھوں سے بظاہر  
”سہرہ جگہ جہاں وہ پکنک مناد ہے ہیں۔ واقعی ایک پکنک پلاٹ  
ہیں۔ یہاں اکثر پکنک پارٹیاں آتی رہتی ہیں۔“ شہر مانے کہا۔  
”تم نہیں جانتے۔ تم جان ہی نہیں سکتے۔ مجھے مکمل یقین ہے کہ  
یہ پکنک منانے نہیں آئے۔ یہ ضرور کسی خاص چکر میں آئے ہیں۔  
ہو سکتا ہے وہ یہاں اترنے کے لئے کسی ٹارگٹ کا انتخاب کرنے آئے  
ہوں۔ تم پوری طرح محتاط رہنا۔ میں بھی پوری سیکٹ سروس  
کو وارنٹ کر دیتا ہوں۔“ شاگل نے واپسی کے لئے مڑتے ہوئے  
کہا۔

”آپ بے فکر ہیں جناب۔ ہم ہر لحاظ سے چوکنا رہتے ہیں۔ اگر  
یہ لوگ یہاں آئے بھی سہی تو زندہ نہ پہنچ سکیں گے۔“ یکیشین شہر  
نے سر ملاتے ہوئے کہا۔

”اب مجھے واپس شہر پہنچاؤ جلدی کرو۔ تاکہ میں انتظامات مکمل  
کر لوں۔“ شاگل نے کہا اور یکیشین شہر اُسے لے کر چوکی کی طرف  
بڑھ گیا۔ شاگل کے چہرے پر شدید بے چینی اور اضطراب کے آثار نمایاں تھے

”بڑی خوب صورت جگہ ہے۔“ جولیا نے ادھر ادھر  
دیکھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔  
”ہاں واقعی اس بار عمران نے اس قدر خوب صورت جگہ پکنک  
لئے منتخب کر کے لطف دو بالا کر دیا ہے۔“ صفدر نے جولیا  
کی پشیمد کرتے ہوئے کہا۔

”ارے میں نے تو ہنسی مون کے لئے اس جگہ کا انتخاب کر رکھا تھا۔  
مجھے اب کیا کروں قسمت کر بادا تو بھی ساتھ آگئے ہیں۔“ عمران نے  
تھکتے ہوئے کہا۔ اور سب تھقہ مار کر منہ پڑے۔  
”عمران۔ پکنک کا لطف عادت نہ کر دو اور اپنا منہ پلیر بند رکھو۔“

”یہ دماغ خراب نہیں ہے کہ میں تم جیسے احمق آدمی کے ساتھ شادی  
کے اپنی زندگی کا بڑا غرق کر لوں۔“ جولیا نے مصنوعی غصے  
کے ساتھ کہا کرتے ہوئے کہا۔ پکنک کی دجسے وہ بھی کھل کر بات کر



نے کہا۔

ادھر پھر اس وقت تک خاموشی طاری رہی جب تک کار ایک موڑ کاٹ کر ادھر نہ پہنچ گئی۔ وہ ان سے کچھ فاصلے پر جا کر رکی۔ ان سب کی نظریں کار پر ہی جمی ہوئی تھیں۔ کار کا دروازہ کھول کر ایک لمبا توڑنگا اور خاصا دھبیہ آدمی جس نے عام سا لباس پہنا ہوا تھا۔ نیچے اترا۔ ادھر پھر اس نے مڑ کر ڈیگی کھولی اور اس میں سے ایک بڑا سا بیگ اٹھا کر کانٹھے پر لٹا دیا اور مڑ کر پہاڑی کی دوسری طرف بڑھ گیا۔ اس نے ایک نظر اٹھ کر ڈالی تھی۔ ادھر پھر مڑ گیا تھا۔

”ارے کمال ہے۔ کیا بے چارہ اندھا ہو گیا ہے؟“ عمران نے اچانک تاسف بھرے لہجہ میں کہا۔  
”اندھا ہو گیا ہے۔ کیا مطلب؟“ تو میرا درمغفہ دونوں نے چونک کر پوچھا۔

”ارے یہ تو میرا ننگو ٹیا اور بے تکلف دوست آصف جاہ ہے۔ ہم اسے کالج میں آصف جاہ جاہ کہہ کر پکارا کرتے تھے تو یہ ہم سے لڑ پڑتا تھا۔ لیکن اب تو یہ واقعی جاہ جاہ ہو گیا ہے۔ اس نے مجھے دیکھا ہے تو پچانائیکوں نہیں۔ وہ جوانی میں گھٹیا تو بہت قابل افسوس ہے۔“ عمران نے کہا۔  
”آپ اسے اندھا کہہ رہے ہیں۔ وہ مصوری کا شیڈر نصب کر رہا ہے۔ مصور اندھے ہوتے ہیں۔“ نعمانی نے ہنس کر کہا۔  
”چلو چھوڑو۔ اچھا ہوا ادھر چلا گیا۔ اب تم کھانا پکنا شروع کرو۔“  
”میں اسے تم سلیمان کو تو ساتھ لائے ہی نہیں۔“ جولیہ نے

دہی تھی۔ ادھر جولیہ کی بات سن کر ایک طرف کھڑے تنویر کا چہرہ ایک لمحہ کھل اٹھا۔

”بیڑے کی غرقابی کے لئے تو ڈیم کا پانی ہی کافی ہے۔ البتہ میں نے تو سنا تھا کہ عقلمند لڑکیاں احمق شوہروں کو پسند کرتی ہیں۔ لیکن تمہاری بات سن کر مجھے تمہارا ہی عقل کے متعلق کچھ شک سا پیدا ہو گیا ہے۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب ایک کار آدہی ہے۔ میرے خیال میں ادھر آدہی ہے۔“ اچانک چوہان نے کہا۔

”کار آدہی ہے۔ پھر یقیناً اس میں مولوی صاحب پھولاروں کی بو اٹھائے آ رہے ہوں گے۔“ عمران نے چونک کر نیچے جاتی بو سڑک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ کار اب موڑ کاٹ کر نظر آنے لگی تھی۔ اس کا رخ واقعی ادھر ہی تھا۔  
”یہ کون رنگ میں بھنگ ڈالنے آ رہا ہے۔“ تنویر نے غصے

اندا میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔  
”رنگ میں بھنگ ڈالی جائے تو رنگ گہرا ہو جاتا ہے۔ البتہ میں رنگ ڈال دیا جائے تو بے چارہ بھنگ کا نشہ ہرن بلکہ شیر میں جاتا ہے۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب سچ بتائیں یہ کون ہو سکتے ہیں۔ کہیں واقعی آ نے تو کسی کو نہیں بلایا۔“ مصغفہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔  
”ارے کھانی۔ یہ مشہور پکنک سپاٹ ہے۔ یہاں کوئی بھی آئے۔ ویسے خدائے مولوی صاحب ہی ہوں۔“ ع



بیک زیر و بسے۔ لیکن بیک زیر و بسے چونکہ ایک دنیا میک اپ کر رکھا تھا۔ اس لئے عمران نے اس کا نام بھی بدل دیا تھا۔ ورنہ ظاہر ہے اس کی اصل شکل میں تو سیکرٹ سروس کے ممبران سر سلطان کی بیٹی کی شادی میں اس سے مل چکے تھے۔ دہاں عمران نے اس کا ہم ظاہر ہی بتایا تھا۔

معاف کیجئے۔ ماچس تو ہو گی آپ کے پاس۔ بچانے میں ماچس لیں بھول آیا۔ بیک زیر و بسے قریب آکر چوبان سے مخاطب ہو کر کہا۔ جو اس طرف کھڑا تھا۔

”نہ صرف ماچس بلکہ نگاہ بھی شاید گھر بھول آئے ہو۔ مسٹر آصف۔ جا۔ جا۔“ عمران نے جو دوسری طرف کھڑا تھا۔ ہو کر کہا اور جا۔ جا۔ جا۔ کے الفاظ اس نے باقاعدہ ترجمے کیے تھے۔

بیک زیر و بسے یوں چونک کر عمران کی طرف دیکھا۔ جیسے وہ اسے پہلی بار دیکھ رہا ہو۔ پھر اس کے لبوں میں دبا ہوا بغیر جلا سگریٹ ہو جو دینے لگا۔ اس کا منہ کھل گیا تھا۔ اور آنکھیں پھٹی شروغ ہو گئیں۔ وہ اچانک حیرت ظاہر کرنے کی دقتی بے داغ اداکاری کر رہا تھا۔

”ارے ارے منہ زیادہ نہ کھولنا یہاں کی کھیاں بے حد شرمیلے۔ حلق کے اندر جا کر ڈسکوڈ انس کرنا شروع کر دیتی ہیں“ عمران نے کہا۔

”ادہ تم تم۔ عمران تم۔“ بیک زیر و بسے نے خوشی سے

چونک کر کہا۔ ”سیمان کو ساتھ لے آکر میں نے اپنے آپ پر ظلم کرنا تھا۔ جس ترکیب سے میں نے کھانا پکانا سہل وہ ترکیب اس نے دیکھ لی ادا ستر پر عمل شروع کر دیا تو پھر میری زندگی کے باقی دن یقیناً ہسپتال میں ہی گزر رہے گئے۔“ عمران نے منہ بنا تے ہوئے کہا۔ اور وہ سب کھٹکھٹا کر منہس پڑے۔

”لیکن پھر اس شرط کا کیا ہوگا۔“ مصنف نے ہنستے ہوئے کہا۔ ”وہ شرط تو میں نے جیت بھی لی۔ میں نے اس سے پوچھا کہ اُسے خیالی پلاؤ پکانا آتا ہے۔ اس نے کہا نہیں خیالی پلاؤ تو نہیں آتا۔ البتہ چکن پلاؤ۔ مٹن پلاؤ۔ سر پلاؤ۔ شامی پلاؤ۔ اور یہ نہیں کون

کون سے پلاؤ کے نام لینے شروع کر دیئے۔ لیکن خیالی پلاؤ پکانا نہیں آتا۔ اس پر میں نے اُسے بتایا کہ میری تو سادی زندگی خیالی پلاؤ پکانے گوری ہے تو اس غریب کو میری مہارت پر یقین لانا پڑا۔ اور میں نے انعام کے طور پر اُسے خیالی پلاؤ پکانے کی ترکیب بتا دی۔ اور اب وہ غلیٹ میں مٹھا خیالی پلاؤ پکا رہا ہوگا۔“ عمران نے جواب دیا۔ اور سیکرٹ سروس کے ارکان کے ہنستے ہنستے پید میں بل پڑ گئے۔

”اسی لمحے کال سے اترنے والا نوجوان انہیں اپنی طرف آنا دکھا دیا۔ اس کے ہونٹوں میں بغیر جلا سگریٹ دبا ہوا تھا۔ اور چہرے پر قدرے شرمندگی کے آثار تھے۔ عمران تو سمجھ گیا تھا کہ



جیتے ہوئے کہا۔ اددو سکے لئے وہ یوں اچھل کر عمران کی طرف دوڑا جیسے اُسے بغل میں دبا کر پہاڑی سے نیچے چھلانگ لگا دے گا۔

”ارے بچاؤ بچاؤ۔ ارے تم جلد۔ جا۔ جا۔ کی بجائے آ۔ آ۔ کب سے بن گئے ہو۔“ عمران نے تیزی سے ایک نو دوڑ لگاتے ہوئے کہا۔

اور بلیک زیدو بے اختیار یوں رک گیا جیسے اس کے چہرے پر شدید شرمندگی کے آثار ابھرتے تھے۔

”ادو آپ حضرات معاف کیجئے گا۔ اس سو کو میں نے کافی عرصہ کے بعد دیکھا ہے۔ اس لئے میں نے اختیار دوڑ پڑا۔“ بلیک زیدو نے رک کر چولیا ادا اس کے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ اددو سو لقمہ سن کر چولیا کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

”کیوں آئینہ دیکھنا چھوڑ دیا ہے کیا۔“ عمران نے رک کر جواب دیا اور اس بار تہقہوں سے واقعی ساری پہاڑی گونچ اٹھی۔ بلیک زیدو بھی ہنس پڑا۔

”تم میں کوئی تبدیلی ہی نہیں آئی۔ وہی شیطان ہو اب تک۔“ بلیک زیدو نے ہنستے ہوئے کہا۔ اددو آگے بڑھ کر اس عمران نے زبردستی بغل گیر ہو گیا۔

”ارے ارے ٹھہرو۔ مجھے لاحول پڑھنے کا موقع تو دو۔ ارے میری پسلیاں۔“ عمران نے بڑی طرح تڑپتے ہوئے کہا اور بلیک زیدو نے ہنستے ہوئے اُسے چھوڑ دیا۔

”بڑے عرصے بعد ملاقات ہوئی ہے تم سے۔ کہاں رہتے ہو؟“

بلیک زیدو نے گلہ کرتے ہوئے کہا۔

”ملاقات کیسے ہوتی۔ میں مسلسل لاحول کا درد بڑھتا رہتا ہوں۔ پس قہقہہ کنک کی خوشی میں بھول گیا اور تم نے آج ہی دبایا۔“ عمران نے منہ بندتے ہوئے کہا۔ اور بلیک زیدو ایک بار پھر قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

”اب آپ آپس میں ہی باتیں کرتے رہیں گے یا کوئی تعارف دیا۔“

”تعارف تو اس نے اپنا خود کر دیا۔ یعنی شیطان۔ ویسے پہلے کا نام آصف جلد۔ جلد۔ تھا۔ یا رکھ از کم تبدیلی نام کا تھا۔ تو دے دیتے۔ کہ آج سے میں نے اپنا نام آصف جاہ کی بجائے شیطان رکھ لیا ہے۔ کم از کم لوگوں کو تمہارے اصل نام علم ہو جاتا۔“ عمران نے کہا۔

”تمہارا اشتہار تو میں نے پڑھا تھا کہ تم نے اپنا نام شیطان کی بجائے عمران رکھ لیا ہے۔ میں نے کہا۔ چلو فائدہ تو ایک ہے۔“

”بلیک زیدو نے کہا۔ اور سب ایک بار پھر ہنسنے لگے۔“

”مطلب یہ کہ ہم آپس میں ہی نام بدلتے رہے۔ چلو کوئی بات نہیں سوتی اسی کا نام ہے۔“ اور تمہارا اب باقاعدہ تعارف کرا دوں۔“

”عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اددو پھر اس نے بڑی سنجیدگی سے

”اب اپنا باقیہ تعارف تم خود کرا دو۔ آج کل کیا کر رہے ہو؟“

”عمران نے ایک طرف بھیجی ہوئی دہری پر سب کے ساتھ بلیک زیدو کو



بٹھاتے ہوئے کہا۔

ایک زیر و کا سیکرٹ سروس کا خوالہ دینا ذہنی طور پر ناگوار گزارا ہو۔  
"کمال ہے اب میرے ہی منہ پر بیٹھے جھوٹ بولی رہے ہو جیسے میں  
نے چیف کو کبھی نہ دیکھا ہو۔" بلیک زیر و نے آنکھیں پھاڑتے  
ہوئے کہا۔

"آپ نے چیف کو دیکھا ہوا ہے۔" جولیہ نے یک لخت پوچھا۔  
"ہاں سس۔" سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں بار دیکھا ہے۔ میں اندھا تو  
ہیں ہوں۔" بلیک زیر و نے سر ہلاتے ہوئے جولیہ کو جواب دیا۔  
"ذرا ان کا علیہ تو بتائیے۔" جولیہ نے اشتیاق آمیز لہجے

میں کہا۔ "باقی ممبران بھی حیرت سے منہ پھاڑے بلیک زیر و کو دیکھ  
رہے تھے جو نہ صرف سیکرٹ سروس سے متعلق ہونے کا دعویٰ کر رہا  
تھا بلکہ چیف کو ہزاروں بار دیکھنے کی بات بھی کر رہا تھا۔ صورت حال ان  
کو سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔

"علیہ۔ ان کی لمبی لمبی سفید مونچھیں ہیں۔ سرخ و سفید رنگ ہے۔  
نہ مے سر سے گتے ہیں۔ لمبے قد اور پھر لمبے جسم کے مالک ہیں۔ اس  
لمبے میں آنے سے پہلے ایٹلی جنس ٹریننگ اسکول میں پرنسپل تھے۔"  
بلیک زیر و نے باقاعدہ علیہ بتاتے ہوئے کہا۔

اور سب آنکھیں پھاڑے حیرت سے بلیک زیر و کو دیکھتے رہ گئے۔  
"آج تک چیف کی شکل دیکھنے کی حسرت میں مر رہے تھے اور یہ اجنبی  
کا علیہ اور سابقہ زندگی کے متعلق یوں بتا رہا تھا جیسے یہ کوئی خاص  
ہمت ہی نہ ہو۔

"ان کا نام کیا ہے۔" اس بار تنویر نے پوچھا۔

"اب تم سے کیا چھپانا۔ میرا تعلق یہاں کی ایم سیکرٹ سروس سے  
ہے۔" بلیک زیر و نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کا یہ فقرہ اس  
قدر خلاف توقع تھا کہ باقی لوگ تو ایک طرف رہے عمران کا منہ بھی  
دورت سے کھل گیا۔ وہ تصور بھی نہ کر سکتا تھا کہ بلیک زیر و اس حد  
تک کھل جائے گا۔ ایم کے لفظ پر کسی نے خود ہی نہ کیا تھا۔

"لیکن اس ملک میں منہ رو تو موجود نہیں ہے پھر یہ سیکرٹ سروس  
عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔  
"منہ رو کا سیکرٹ سروس سے کیا تعلق؟" بلیک زیر و

نے چونکتے ہوئے پوچھا۔  
"بھی خفیہ خدمت تو صرف مجھروں کے لئے ہی مخصوص ہے۔  
رات کے اندھیرے میں آتے ہیں ادا انسانوں کی خدمت کو جلتے پو  
عمران نے منہ بنا کر وضاحت کرتے ہوئے کہا اور بلیک زیر و جب  
بڑا۔

"وہ تو سیکرٹ سروس ہو ہی نہیں سکتے وہ تو باقاعدہ اپنی آمد  
اعلان کرتے ہیں۔ اب میں نے تو بتا دیا۔ اب تم بھی تو بتاؤ کیا  
رہے ہو آج کل۔" یہ سب دوست شاید تہوار سے دفتر کے ساتھ  
ہیں۔" بلیک زیر و نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اگر تہوار تعلق واقعی سیکرٹ سروس سے ہے تو پھر تمہیں پتہ  
چل جائے کہ میں سیکرٹ سروس کا چیف ہوں۔" عمران نے  
بنتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں ملکی سی جھنجھلاہٹ تھی جیسے اُس



”میں کرنل حسن کا پرسنل سیکرٹری ہوں۔ دو سال پہلے اس شعبے میں آیا ہوں۔ اس سے پہلے میں کانٹونمنٹ میں تھا۔ بیک ڈیوڈ نے مقررہ ہونے کہا۔“

”لیکن آپ نے پہلے تو صرف سیکرٹ سروس کہا تھا۔ اب آپ ٹری سیکرٹ سروس کہہ رہے ہیں۔“ جولیانے برا سامنے بنا کر ہنسنے کہا۔ ”اُسے شاید بیک ڈیوڈ کی وضاحت کے بعد خاصی مایوسی ہوئی تھی۔“

”ہم عرف عام میں ٹری کا لفظ استعمال نہیں کرتے۔ صرف ایم سیکرٹ سروس ہی کہتے ہیں۔ میں نے ایم سیکرٹ سروس ہی تو کہا تھا۔ یہ تو آپ نے مجھ میں تفصیل پوچھی تو میں نے بتا دی۔ لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ پہلے آپ مجھے جہرہ پر حیرت کے تاثرات تھے۔ اور اب مایوسی کی نظر آ رہی ہے۔ گمان بات ہے۔ اور آپ نے اپنے متعلق بھی تفصیل نہیں بتائی۔“

بیک ڈیوڈ نے سنجیدہ لہجہ میں کہا۔

”یاد رہے تفصیل مذہبی پوچھو تو اچھا ہے۔ میرے علاوہ ان سب کا تعلق ایم سیکرٹ سروس سے ہے۔ اس لئے یہ حیران ہوتے تھے کہ ہمارا گمانام بلکہ نجم شکل ساتھی کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہاں سے پیدا ہوا گیا۔ لیکن تمہاری وضاحت کے بعد اسنے اچھے ساتھی کے ٹیپوٹ سے مایوسی پیدا ہوئی۔ جہاں تک میرا تعلق ہے میں تو سنٹرل انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ جناب فیاض کا پرسنل سیکرٹری ہوں۔ اس کے دینے والے فلیٹ میں رہتا ہوں۔ اپنے باپ کی پکا ہوا کھانا کھاتا ہوں۔ یہ فیاض کے لئے جھٹے کی دھولی کا کام کرتا ہوں۔“ عمران نے

”ان کا نام کرنل حسن ہے۔“ بیک ڈیوڈ نے جواب دیا۔  
”کرنل حسن کیا مطلب۔ پہلے ان کا تعلق ٹری سے تھا۔“  
جولیانے حیرت زدہ انداز میں کہا۔

”پہلے کا کیا مطلب۔ وہ شروع سے ہی ٹری سے متعلق ہے یہ بتایا تو ہے پہلے ٹریننگ اسکول کے پرنسپل تھے اب چیف بن گئے۔ بیک ڈیوڈ نے حیرت بھرے انداز میں کہا۔ ”جیسے اُسے جولیا کی بات میں نہ آئی ہو۔“ اور اتنے وقفے میں پہلی بار عمران کے لبوں پر مسکراہٹ ابھری تھی۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ بیک ڈیوڈ صرف سپنس پھیلا رہا ہے۔ کرنل حسن واقعی ٹری انٹیلی جنس کے چیف تھے۔ اور بیک ڈیوڈ ٹری انٹیلی جنس کو صرف سپنس پھیلانے کے لئے سیکرٹ سروس کہہ رہا ہے۔ اب اُسے ایم کا بھی خیال آ گیا تھا۔ ایم ظاہر ہے ٹری کا ہی مخفی ہو سکتا ہے۔

”لیکن کرنل حسن تو ٹری انٹیلی جنس کے چیف ہیں۔“ کیپٹن نکول نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔ وہ پہلے ٹری انٹیلی جنس میں رہا تھا۔ ”میں بھی انہی کی بات کر رہا ہوں۔ پہلے اسے انٹیلی جنس کہتے تھے اب اس کا نام بدل کر ٹری سیکرٹ سروس رکھ دیا گیا ہے۔ یعنی ایم سیکرٹ سروس۔ آپ انہیں کیسے جانتے ہیں۔“ بیک ڈیوڈ نے کہا۔ اور دو سرے لمحے جولیا سمیت سب ممبرانہ کے حیرت سے کھلے ہوئے منہ ایک جھٹکے سے بند ہو گئے۔

”میں بھی کبھی ٹری انٹیلی جنس میں تھا۔ آپ کا تعلق کس شعبے سے ہے کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔“



جوں۔ تاکہ مزید مداخلت بے جا کا مرکب نہ بننا۔ جوں  
جیک زبرد نے جیب سے سگریٹ کی ڈبیا نکال کر اس میں سے ایک  
سگریٹ پکھنچتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

”چھوڑو اس مصوری کو۔ ہم سب یہاں تفریح کرنے اور بیکنگ  
منہ آئے ہیں۔ تم بھی شامل ہو جاؤ۔ ابھی مس جو لیا بیٹے ڈانس کا  
ٹکڑا ہرہ کریں گی۔ یہ بڑی ماہر فن بیٹے ڈانس ہیں۔“ عمران نے  
مسکراتے ہوئے کہا۔

”خواہ مخواہ مجھے ڈانس سنا دیا۔ سو رہی مسٹر آصف جاہ۔ اس کی تو  
لحس کرنے کی عادت ہے۔“ جو لیا نے جنتے ہوئے کہا۔

”تو اس میں بُرائی بھی کیا ہے مس جو لیا۔ یہ تو ایک فن ہے۔ مجھے  
پہلے۔ عمران کا لُج لاف میں بہترین ڈانس کرتا تھا۔“ بلیک زیرو  
نے سگریٹ سگاتے ہوئے کہا۔ کیونکہ اس دوران تنویر نے اُسے  
پچس دے دی تھی۔

”عمران اور ڈانس۔ واہ مزہ آگیا۔“ عمران اب تہیں ڈانس  
لگھانا ہوگا۔“ سب نے بڑی طرح چونک کر کہا۔

”اے اے میں نے جو لیا کے ڈانس کی بات کی تو جو لیا نے  
لحس کہہ کر ٹال دیا۔ اور اب انہیں کہوں کہ مسٹر آصف جاہ جا جا  
لحس کر رہے ہیں تو آپ یقین نہیں کر رہے۔“ عمران نے بھکتے  
ہوئے کہا۔

”میں حلف اٹھانے کو تیار ہوں۔“ بلیک زیرو نے کہا۔ وہ  
غیراب پوری طرح لطف لے رہا تھا۔

باقاعدہ تعادلت کمر لے ہوئے کہا۔  
”ایم سیکرٹ سروس سے۔“ لیکن میں نے تو ان میں سے کہ  
کو ایم سیکرٹ سروس میں نہیں دیکھا۔“ بلیک زیرو نے چونکا  
ہوئے کہا۔ اب اس کے چہرے پر حیرت تھی۔

”جس طرح تم ملٹری سیکرٹ سروس کو عرف عام میں ایم سیکرٹ  
سروس کہتے ہو۔ اس طرح یہ لوگ بھی اپنی پیشہ دارانہ تنظیم کو ایم سیکرٹ  
سروس ہی کہتے ہیں۔“ دے بھی منشیات کی سمگلنگ کرنے والی تنظیم  
کا نام ایم سیکرٹ سروس ہی ہونا چاہیے۔ سمگلنگ بھی تو سیکرٹ کا  
ہی ہے اور منشیات کا مخفی ایم ہی ہوتا ہے۔“ عمران نے منہ  
بالتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

”اچھا مذاق ہے۔ بہر حال آپ انہیں بتانا چاہتے تو نہ بتائیں۔ یہ  
نے تو آپ کو عمران کا دوست سمجھ کر سب کچھ بتا دیا تھا۔ اسے ملے  
تو یہاں مصوری کرنے آیا تھا اور جیک یہاں باتیں کرنے۔ وہ میرا  
سگریٹ۔ اسے ملے میں تو ماچس لینے آیا تھا۔“ بلیک زیرو  
جیبوں کو ٹوٹتے ہوئے کہا۔

”حضرت موسیٰ! آگے لینے گئے تھے ادا انہیں پیغمبری مل گئی تھی۔  
تم ماچس لینے آئے تھے کہیں داپس جا کر دہریت کا دعویٰ نہ کر دینا  
عمران نے کہا۔

اور بلیک زیرو کے ساتھ ساتھ باقی لوگ بھی بے اختیار ہنس پڑے  
اور مغل پر چھائی ہوئی سنجیدگی یک لحظت دود ہو گئی۔  
”اب ماچس دے دیجئے تاکہ میں سگریٹ سلگا کر اپنے کام“



”بہر حال تمہیں آتا ہے یا نہیں آتا۔ اب تمہیں ڈانس کرنا ہی ہوگا۔ یہ ہم سب کا فیصلہ ہے۔ جو لیانے آگھیں نکالتے ہو گئے کہا۔ وہ بھلا ایسا موقع کہاں ہاتھ سے جانے دیتی تھی۔

”اچھا اگر تم سب بصد ہو تو علو ایسا ہی سہی۔ بو کو کون سا ڈانس دیکھ پسند کر دے گا۔ کو برا ڈانس۔ لڈی۔ ٹیک یا پھر انگشٹ ڈانس۔ چاچا ڈسکو۔ راک اینڈ رول۔ یا پھر سب سے خوب صورت ڈانس چیت ڈانس۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”چیت ڈانس۔ یہ کیسا ہوتا ہے۔“ سب نے چونک کر پوچھا۔

”نہیں دیکھا۔ کمال ہے۔ دنیل کے سب سے خوب صورت ڈانس کو تم نے آج تک نہیں دیکھا۔ چلو آج میں وہی دکھا دیتا ہوں۔ لیکو اس کے قواعد ہیں۔ سب لوگ گھیر ڈال کر بیٹھ جائیں۔ پھر چیت ڈانس شروع ہو جائے گا۔“ عمران نے پوری طرح رضامند ہوتے ہوئے کہا۔ اور وہ سب جلدی سے دائرہ بنا کر بیٹھ گئے۔ ان سب کے چہروں پر مکمل اشتیاق تھا۔

عمران دائرہ کے درمیان کھڑا ہو گیا۔

”دیکھو دائرہ نہ توڑنا۔“ عمران نے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی سمجھتا چٹاخ کی آواز سنائی دی اور عمران کی بھرپور چیت تنویر کے سر پر پڑی۔ اور دوسرے نے عمران نے بجلی کی سی تیزی سے بلیک زیرو کے سر پر چیت ماری۔

”تم۔ تم نے مجھے چیت ماری ہے۔ تمہاری یہ جرأت۔“

تنویر یک لخت دھڑاٹا ہوا اٹھا۔ اور عمران کی طرف لپکا۔ جب کہ بلیک زیرو بیٹھا اپنا سر سہلا رہا تھا۔ چیت خاصی زوردار پڑی تھی۔

اے اے یہ تو ابھی ابتدا تھی۔ تم ابھی سے گھبرا گئے۔ عمران نے جھلناٹا لگا کر ایک طرف دوڑتے ہوئے کہا۔

اور باقی لوگ ہنستے ہنستے پاگل سے ہو گئے۔ تنویر بھی دوچار قدم ڈکڑکڑا گیا اور پھر سر منہ سی ہنسی ہنس کر رہ گیا۔ ظاہر ہے اپنے ساتھیوں کو اس طرح ہنسا دیکھ کر اُسے عقل آگئی کہ وہ جتنا عمران کے

پچھے بھاگے گا عمران نے اُسے اتنا زیادہ متاثر بنا دینا ہے۔ اور عمران سے کچھ بعید نہیں کہ اسی بھاگ دوڑ میں وہ اُسے دوچار اور

چیت رسید کر دے۔

”بھائی میں تو باز آیا ایسے ڈانس سے۔ میرے لئے تو ایک

بلیک کافی ہے۔ میں تو چلا مصوری کرنے۔“ بلیک زیرو نے سر ٹوٹا ہواں سے دباتے ہوئے ہنس کر کہا۔ اور اٹھ کر ادھر چل پڑا۔

بھر اس کا سامان موجود تھا۔

”بس یا۔ اس قدر خوب صورت ڈانس تھا۔ ذرا صبر کر لیتے۔“ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور واپس درمی پر آکر بیٹھ گیا۔

ڈانس کے لئے تم سے کہا تو جو لیانے تھا۔ تم نے نشانہ بنا لیا

غیر اور آصف صاحب کو۔“ صنف نے ہنستے ہوئے کہا۔

ابھی تو میں صرف میوزک بجا رہا تھا۔ اور ان دونوں کے سراپے

تھے جیسے طبلوں کی جوڑی ہوتی ہے۔ بس اس لئے۔ اے

بیا۔ بات کرتے کرتے عمران اپنا کاک چوٹک پڑا۔



اور پھر حقوڑی دیر بعد وہ سب کھانا کھانے میں مہر و ف ہو گئے۔  
 ایک زیر و کو بھی دعوت دی گئی۔ تو اس نے بھی اپنی کار سے کھانے کا  
 ڈبہ نکال کر اُن کے ڈبوں کے درمیان رکھ دیا۔ اور ایک بار پھر منسی  
 خاق شروع ہو گیا۔ چند لمحے پہلے پھلنے والی تلخی خود بخود وہ ہو گئی۔

• اور آصف جاہ صاحب کی اس طرح آمد کو بھی خاص معنی پہناتے جا  
 سکتے ہیں۔۔۔۔۔ کیسٹن شکیل نے کہا۔  
 "ادبیت ڈانس کے متعلق کیا خیال ہے" — عمران نے منہ ہلے  
 ہوئے طنزیہ انداز میں کہا۔

"دیکھ عمران صبح صبح بات بتا دو۔ ورنہ" — جولیہ نے مصنوعی  
 غصے کا اظہار کرتے ہوئے اپنے پیر کی طرف ہاتھ بڑھایا۔  
 "ورنہ میں جوتی اتار کر وضو کرنا شروع کر دوں گی۔ یہی مطلب تھا تھا۔  
 بسم اللہ بسم اللہ یہ تو ثواب کا کام ہے" — عمران نے ہنستے  
 ہوئے کہا۔

"تم نہیں بتاؤ گے" — جولیہ نے سخت اور سنجیدہ لہجے میں کہا۔  
 "ارے ارے اس قدر غصے کی کیا ضرورت ہے۔ مجھ جیسا کمزور آدمی  
 تو ایک مسکراہٹ سے ہی ڈھیر ہو سکتا ہے۔ بزرگ کہتے ہیں جو گڑ کھا کر  
 مر سکے اُسے زہر دینے کی ضرورت نہیں۔ اس لئے مسکراہٹ  
 میں ہی طرف اور جوتی کا رخ تنویر کی طرف کر دو۔ کیونکہ اس پر گڑ خرا انداز  
 نہیں ہوتا زہر کا علاج زہر ہی ہوتا ہے" — عمران کی زبان چل پڑی  
 "چھوڑو جولیہ۔ تم جس قدر اصرار کرو گی یہ کتنے کی دم کی طرح ٹیڑھ  
 ہی ہوتا جائے گا" — تنویر نے پھنکا دتے ہوئے کہا۔

یہ کوئی طریقہ ہے کہ اچھے خاصے تفریحی موڈ کو بگاڑنے پر تیل گئے؟  
 عمران نہیں بتاتا تو نہ بتائے۔ ہمیں کیا چلو چو یاں اور لعلانی۔ تم کاروں  
 کھانے کے ڈبے نکالو۔ اب خاصی بھوک لگ گئی ہے۔ کیسٹن  
 نے پیچ بچاؤ کرتے ہوئے کہا۔



پکنک سے واپسی پر عمران نے بلیک زید کو بتایا تھا کہ وہاں بیٹھے  
 مئے اس نے اچانک دور بین کے شیشے کی چمک مٹوس کی تو وہ  
 بے چین لے کر درخت پر چڑھا۔ اور پھر اس کی نظروں کے سامنے  
 بے حیرت انیکر منظر تھا۔ کافرستان کی سیکرٹ سروس کا چیف شاگل  
 ب فوجی کے ساتھ پہاڑی پر کھڑا تھا۔ فوجی کی آنکھوں سے دور بین  
 دیکھتی تھی اور دور بین کا ٹارگٹ وہی سپاٹ تھا جہاں وہ پکنک بیٹھا  
 ہے تھے۔ پھر چٹان کے کنارے پر جا کر اس نے دور بین سے  
 اٹھ کر اس فوجی کو ایک فوجی جیب میں بیٹھ کر واپس جاتے ہوئے  
 دیکھا تھا۔ اس اچانک نظارے سے عمران کا خیال تھا کہ اس علاقے  
 کو کوئی نہ کوئی ایسی حرکت ہو رہی ہے جس کا تعلق پاک فوج کے خلاف  
 ہے۔ اور شاید اسی حرکت کو چھپانے کے لئے شوگر ان سنٹر کی تعمیر  
 کئے گئے لئے چکر چلایا گیا ہے۔ چنانچہ عمران نے پہلے اس سائبر  
 کو کھوج لگانے کا فیصلہ کیا تاکہ بعد میں اس کے مطابق کارروائی  
 کی جاسکے۔ چونکہ یہ ایسے آدمی کا ہی کام تھا۔ اس لئے عمران نے  
 پہلے جیلے جلنے کا فیصلہ کیا۔ لیکن پھر اس نے یہ سوچ کر ارادہ بدل دیا۔  
 ہتھیار لگانے کے لئے لڑاؤ اسے پکنک سپاٹ پر چیک کر لیا ہوگا۔ اس لئے  
 اس نے پوری سیکرٹ سروس کو الٹ کر رکھا ہوگا۔ اور ظاہر  
 ہے کہ زیادہ تر عمران سے ہی واقف تھا۔ اس لئے عمران نے صرف  
 ہتھیار حاصل کرنے کے لئے اپنی بجائے صفدر یا کیپٹن شکیل کو  
 لے کر ارادہ کیا۔ کہ وہ کافرستان میں سیکرٹ سروس کے فائدہ  
 لے کر عمران سیکشن کی مدد سے اصل معلومات نکال سکے۔ اس پر

بلیک زید نے اپنا بریف کیس چیکنگ کے لئے کاؤنٹر پر  
 اور بڑے مطمئن انداز میں ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ وہ اس وقت ایک  
 آدمی کے جیک اپ میں تھا۔ کاغذات کی رڈ سے وہ کافرستان کا  
 باشندہ تھا اور اس کا تعلق ملٹری رہتہ سروس ڈیپارٹمنٹ سے  
 تھا۔ کاغذات میں اس کا نام رام داس لکھا ہوا تھا۔ اور اس دا  
 وہ ناراک میں ہونے والی ایک بین الاقوامی میٹنگ میں شرکت  
 پر واپس کافرستانی دار الحکومت کے ایئر پورٹ پر پہنچا تھا۔  
 بریف کیس چیک ہو جانے کے بعد ہنگے کاؤنٹر پر اس نے  
 کاغذات چیکنگ کے لئے دیئے۔ اور جیب سے سگریٹ نکال کر  
 شروع کر دیا۔ سگریٹ ناراک کے سی تھے۔ اس نے سگریٹ  
 ہونے ایسے افراد کو چیک کر لیا تھا جو اس کاؤنٹر کے قریب موجود  
 ان کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ ہر مسافر کا بغور جائزہ لے رہے ہیں۔



اُسے اصل جگر کا بھی آسانی سے علم ہو سکتا تھا۔

”سر آپ کے کاغذات“۔ کاؤنٹر پر موجود آدمی نے بڑے  
مؤبانہ انداز میں کاغذات واپس بلیک زید کی طرف بڑھاتے ہوئے  
کہا۔ ظاہر ہے رام داس خاصا بڑا افسر تھا۔ اس لئے وہ لوگ مؤدب  
ہوتے تھے۔

”ادھ تھینک یو“۔ بلیک زید نے کہا اور کاغذات لے کر  
نئے حجب میں ڈالے اور پھر بیگ اٹھا کر چکنیگ روم سے باہر آ گیا۔  
چکنیگ روم کے دروازے سے باہر آتے ہی ایک نوجوان تیزی سے  
نچے بڑھا۔

”سلام سر“۔ نوجوان نے انتہائی مؤدبانہ انداز میں بلیک زید  
کو سلام کیا اور اس کے ہاتھ سے بیگ لے لیا۔

”ادھ ریش تم بخیریت ہو“۔ بلیک زید نے سلام کا جواب  
یتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ اُسے رام داس سے ہی معلوم ہوا تھا کہ ایر پورٹ  
پس کا ڈرائیور ریش موجود ہو گا۔ اُسے شاید رام داس پہلے ہی اطلاع  
میں چکا تھا۔

”یس سر آئیے سر“۔ ریش نے مؤدبانہ ہلچے میں کہا۔  
پھر وہ پارکنگ کی طرف بڑھ گیا۔ بلیک زید و سر ملتا ہوا اس کے  
پچھے چل پڑا۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ایک لمبی سی سٹاف کار میں بیٹھا دارالحکومت  
پھر گوں پر آگے بڑھ رہا تھا۔

”سر۔ دورہ کیسا رہا“۔ ڈرائیورنگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے

بلیک زید نے صفدر اور کیپٹن شکیل کی بجائے خود چلنے کی آخر کار  
اور عمران نے چند لمحے سوچنے کے بعد حامی بھری۔ ایک تو اس پر  
کہ واقعی بلیک زید صرف دانش منزل تک ہی محدود ہو کر رہ  
تھا۔ اس طرح اس کی صلاحیتیں بھی عملی فیڈ میں نہ آنے لگی  
ضائع ہو رہی تھیں اور دوسرا شاید اس لئے کہ بلیک زید و شاگل  
لئے قطعی اجنبی تھا۔ اس طرح وہ آسانی سے کام کر سکتا تھا۔ چنانچہ  
طرح بلیک زید و خود اس مشن پر چل پڑا۔ اور پھر اس کے لئے با  
منصوبہ بندی کی گئی۔ فادان ایجنٹ ناٹران کی مدد سے ملٹری ایٹھ  
کے انچارج رام داس کا پتہ چلا گیا۔ جو کہ ایک بین الاقوامی میسج  
میں شرکت کے لئے ناداک گیا ہوا تھا۔ اس کا قد و قامت بلکہ  
سے ملتا جلتا تھا۔ اس لئے ناٹران کی طرف سے بھیجی ہوئی فوٹو کے مطابق  
بلیک زید نے رام داس کا میک اپ کیا۔ پھر ناداک میں ایک  
کے مخصوص ایجنٹوں نے رام داس کو اغوا کر لیا۔ بلیک زید و  
پہنچا۔ جلنے کی تصدیق کے ساتھ ساتھ اس نے رام داس کی آواز۔  
اور اس کے دفتری اور فیملی کے متعلق پوری تفصیلات حاصل کیں  
رام داس چونکہ کنوارا تھا اس لئے زیادہ آسانی ہو گئی۔ پھر رام  
کو تھل کر کے اس کی لاش کسی گھر میں بہا دی گئی اور بلیک زید و رام  
بن کر اُسی کے کاغذات پر ناداک سے سیدھا کافرستان پہنچ گئے  
یہ سارا چکر اس لئے چلایا گیا تھا کہ رام داس کا تعلق ملٹری اوتھ سرور  
کے شعبے سے تھا۔ اس لئے رام داس کے میک اپ میں بلیک  
صرف اس علاقے کا دورہ کرنا



رمیش نے مودبانہ لہجے میں پوچھا۔

"اے کے" — بلیک زبرد نے مختصر سا جواب دیا۔ اور رمیش نے سر ہلا دیا۔

کاوشگر کی سرکوں سے گزرنے کے بعد باہر ایک وسیع فوج چھاؤنی میں داخل ہو کر ایک رہائشی کالونی میں پہنچ گئی۔ اور رمیش ایک چھوٹی سی کونٹری کے اندر کاروائی کیا۔ وہاں برآمدے میں خالسا اور مالی ثابت کے تین افراد موجود تھے۔ جنہوں نے بلیک زبرد کو سناہ کیا اور بلیک زبرد سر ہلاتا ہوا رمیش کے پیچھے چلتا ہوا ایک کمرے میں پہنچ گیا۔ یہ کمرہ دسٹ روم کے سے انداز میں سجا ہوا تھا۔ رمیش نے بلیک ایک چھوٹی چٹائی پر رکھ دیا۔ جب کہ بلیک زبرد ایک آبا مگر آ پر ڈھیر ہو جانے کی صورت میں بیٹھ گیا۔ رمیش نے مسکراتے ہوئے ابہ الماری کھولی اور اس میں سے شراب کی ایک بوتل اور گلاس نکال کر کسی کے سامنے رکھی ہوئی میز پر رکھ دیا۔

"آپ تھک گئے ہوں گے۔ آج رات کسی کو بلا لیا جائے تاکہ آپ کی ممکن دور ہو جائے۔" — رمیش نے معنی خیز انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ اب اتنی بھی تھکاوٹ نہیں ہے۔ میں جہاز سے آ رہا ہوں پیدل چل کر تو نہیں آیا۔" — بلیک زبرد نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"پھر بھی سچپا آپ کے لئے بے چینی سے منتظر تھی۔ اور مجھ سے پوچھتی تھی کہ صاحب کب آئیں گے۔ آج میں نے جب اُسے

لیا کہ صاحب آ رہے ہیں تو بہت خوش ہوئی۔ اور شاید اب بیٹھی میک اپ بھی ہو۔" — رمیش نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

اور بلیک زبرد سمجھ گیا کہ مسٹر رام داس کنوارہ ہونے کے باوجود اچھا ہمارا عاشق واقع ہوا ہے۔ لیکن ظاہر ہے بلیک زبرد ایسی کسی حرکت سے روک رہی نہ کر سکتا تھا۔

"اے نہیں رمیش۔ کل دیکھا جائے گا۔ آج تو مجھے اپنی رپورٹ دیکھ کرنی ہے۔ شاید سادھی رات ہی دفتر میں گزار جائے۔" — بلیک زبرد نے ہاتھ دے کر کہا۔

"اب آپ رات کو دفتر جائیں گے۔" — رمیش نے چونکتے ہوئے حیران لہجے میں کہا۔

"ظاہر ہے رپورٹ تیار کرنی ہے۔" — بلیک زبرد نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور رمیش چند لمحے وہاں کھڑا رہا۔ پھر واپس چلا گیا۔

بلیک زبرد نے ایک لمحے کے لئے کمرے کا جائزہ لیا۔ اور پھر اس نے شراب کی بوتل کھولی اور گلاس میں شراب انڈیل کر اسے ہاتھ میں پکڑ کر چکیاں لینے کے سے انداز میں اداکاری کرنے لگا۔ پھر گلاس ہاتھ میں اٹھائے وہ اٹھا اور کمرے کی عقبی کھڑکی کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے کھڑکی کھولی اور باہر دیکھنے لگا۔ دوسری طرف

پیشیاں باغ تھا۔ اور وہاں اس وقت کوئی موجود نہ تھا۔ بلیک زبرد نے پتھر بڑھا کر گلاس میں موجود شراب ایک باڈ میں ڈال دی۔ اور

پھر واپس آ کر اس نے دوسرا گلاس بھر لیا۔ بوتل اب خالی ہو چکی تھی۔ پھر دوسرے گلاس کا بھی اس نے ہی حشر کیا اور اس کے بعد کھڑکی



لے بیچھ چلتے ہوئے پورچ میں کھڑی ہوئی کا رنگ پہنچ گئے۔ رمیش نے  
دو دروازہ کھولا اور بلیک زیرو کے اندر بیٹھنے کے بعد وہ خود رایتونگ  
ٹ پر بیٹھ گیا۔

چند لمحوں بعد کار با کشتی کا لونی سے نکل کر ایک سائیڈ روڈ پر مڑ  
تقریباً دس منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد کار کسٹری رنگ کی ایک  
مٹ کے پورچ میں رک گئی اور رمیش نے باہر نکل کر پچھلا دروازہ  
بلا اور بلیک زیرو باہر نکل آیا۔

میں نے چوکیدار کو فون کر دیا تھا کہ باس رات کو دفتر میں کام  
ہو گئے۔ اس نے دفتر کھول دیا ہے۔" رمیش نے کہا۔ اور  
بلا زیرو نے سر ہلا دیا۔

چند لمحوں بعد بلیک زیرو ایک مال نمائندے میں موجود تھا۔ جس  
میں کے قریب ڈیسک تھے۔ دیواروں کی سائیڈوں میں کڑی کے  
بٹ تھے جن میں بڑی بڑی فائلیں پڑی نظر آ رہی تھیں۔ ایک  
جائزے شیشے کا دروازہ تھا۔ جس پر رام داس کے نام کی تہتی موجود  
تھی۔

اور۔ کے۔ اب تم جاسکتے ہو۔ مجھے شاید ساری رات کام کرنا  
سے ضرورت پڑی تو میں تمہیں فون کر کے بلا لوں گا۔"

بلا زیرو نے اپنے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ اور رمیش  
نے سر ہلاتے ہوئے بریف کیس سائیڈ ٹیبل پر رکھا۔ اور واپس  
آ گیا۔

چند لمحوں بعد بلیک زیرو کو مال کا بیرونی دروازہ بند ہونے کی

بند کر کے وہ دوبارہ کرسی پر آکر بیٹھ گیا۔ تھوڑی سی شراب اس نے  
گلاس کی تہ میں چھوڑ دی تھی۔ اب وہ آنکھیں بند کئے بیٹھا ہوا تھا۔  
"سہ کھانا تیار ہے۔" چند لمحوں بعد رمیش نے اندر نام  
ہو کر موجود بانہ لہجے میں کہا۔

"ادھ اچھا۔" بلیک زیرو نے کہا اور اٹھ کر ملحقہ ہاتھ روم کی  
طرف بڑھ گیا۔ ہاتھ روم سے جب وہ ہاتھ وغیرہ دھو کر باہر نکلا تو مزہ  
سے شراب کی بوتل اور گلاس غائب ہو چکا تھا۔ اور رمیش میز پر کھانا  
لگا کر ایک طرف کھڑا تھا۔

"ٹھیک ہے تم جا کر کاریتار کو وہیں کھانا کھا کر دفتر جاؤں گا۔"  
بلیک زیرو نے کرسی پر بیٹھ کر رمیش سے کہا اور رمیش سر ہلاتا ہوا داپس  
چلا گیا۔

بلیک زیرو سمجھ گیا کہ رمیش ہی رام داس کا سر چڑھا ہوا نوکر اور  
اس کا راز دان ہے۔ بہر حال بھوک تو بلیک زیرو کو لگی ہوئی تھی۔ اس نے  
وہ اطمینان سے کھانا کھانے میں مصروف ہو گیا۔ کھانا کھانے کے  
بعد وہ اٹھ کر جب ہاتھ دھونے کے لئے ہاتھ روم میں گیا تو واپسی پر میز  
پر سے برتن اٹھ لئے گئے تھے۔ بلیک زیرو رمیش کی مستعدی پر  
حیران تھا۔

"سہ کاریتار ہے۔" چند لمحوں بعد رمیش نے اندر  
داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں چلو۔ میرا بیگ لے لو۔" بلیک زیرو نے کہا۔  
اور رمیش نے سر ہلاتے ہوئے بیگ اٹھایا۔ اور پھر وہ دونوں



جب اس نے فائل پڑھنی شروع کی تو اس کی آنکھیں حیرت سے پھلتی چلی گئیں۔ اس میں اس درہ میں نصب ہونے والی تھوڑی سی کنکری کی تفصیلی تصویر موجود تھی۔ اور یہ رپورٹ دراصل اس درے اور اس کے مدگرد علاقے کی فیزیکی رپورٹ تھی جسے رام داس نے از خود خصوصی چایات پر تیار کیا تھا۔ تاکہ یہ بات حتی طور پر حکومت کو بتائی جاسکے۔

مردے کی زمین کن کا وزن وغیرہ سنہال سکتی تھی۔ اور اس درے کے نیچے کوئی علاقہ تھا وغیرہ وغیرہ۔ درے کے کوڑا نام کو ایک کابھی ذکر تھا۔ اور آخر میں ایک ایسا نقشہ بھی موجود تھا جس میں اس درے اور اس کے ارد گرد علاقے کو تفصیلی طور پر ظاہر کیا گیا تھا۔ اب سادی سازش بیک زیدو کے سامنے تھی۔ بلیک زیدو نے جلدی سے اپنا ریفٹ کیس کھولا اور اس میں رکھا ہوا سگریٹ کیس کھول کر اس نے سگریٹ باہر نکال کر ان میں موجود ایک سگریٹ کو سونگھا۔ اور پھر سگریٹ کا تباکو والا حصہ اس نے فائل کے صفحے پر رکھ کر اس کے فطر والے حصے کو مخصوص انداز میں دبایا۔ اس سگریٹ کے اندر ایک تنہا کی جہ بہ ترین کیمہ فٹ تھا۔ ہر صفحے پر اسے دبا کر جلدی اس نے پوری فائل ختم کر لی۔ اب فائل کے ضروری صفحات کے نوٹ سگریٹ کیمہ کے پچھلے حصے کو محفوظ ہو چکے تھے۔ بلیک زیدو نے جلدی سے سگریٹ کیس کے پچھلے حصے کو مخصوص انداز میں کھولا اور سگریٹ کو ایک خفیہ خانے میں رکھ کر اس نے کیس بند کر دیا۔ اور اسے مخصوص انداز میں اس طرح جھٹکے لگا جیسے ڈاکٹر تھرامیٹر کو بول پر لے آنے کے لئے جھٹکے ہیں۔ دس بارہ جھٹکے دینے کے بعد بلیک زیدو نے سگریٹ کیس کے ایک

آواز سنائی دی۔ تو اس نے اٹھ کر سب سے پہلے رام داس کی میز کی دوا کی تلاشی یعنی شروع کر دی۔ وہ کافی دیر تک تلاشی لیتا رہا۔ لیکن اُسے مطلب کی کوئی چیز نظر نہ آئی۔ پھر اس نے کمرے میں موجود المار کی تلاشی یعنی شروع کر دی۔ لیکن اس میں بھی ایسی کوئی چیز نہ تھی۔ بلیک نے اب بے درونی ہال کی تلاشی لینے کا پروگرام بنایا۔ چنانچہ اس نے المار کی کپڑوں سے بند کئے۔ لیکن دوسرے لمحے وہ برسی طرح چونک پڑا۔ المار کی کپڑوں سے بند ہوتے ہی وہ خود بخود کھلے اور بلیک زیدو نے دیکھا کہ المار کی اندر کی سچوشت بدل گئی تھی۔ وہ خانے جن میں فائلیں تھیں غائب ہو گئے تھے۔ اور ان کی جگہ ایک لمبا سا خانہ نظر آ رہا تھا جس میں سدرخ رنگ کی تیر فائلیں رکھی ہوئی تھیں۔ بلیک زیدو نے آگے بڑھ کر ان میں ایک فائل اٹھائی اس پر ٹاپ سیکرٹ کے الفاظ نمایاں تھے بلیک زیدو نے اُسے کھولا اور پھر اُسے دیکھنے لگا۔ وہ سرسری انداز میں نظر گھما رہا تھا۔ تقریباً آدھی فائل پلٹنے کے بعد جیسے ہی کی نظر اس ایک صفحے پر پڑے جو کئے نقشے پر پیش وہ برسی طرح اچھ پڑا۔ اس صفحے پر پاکریشمانی سرحدی ڈیم کا نقشہ بنا ہوا تھا۔ اس نقشے سے ظاہر یہی ہوتا تھا کہ یہ اس کی مطلوبہ فائل ہو سکتی ہے۔ اس نے جلدی جلدی دوسری فائلیں دیکھیں۔ لیکن یہ فائلیں غیر متعلق تھیں وہ فائل نے اپنی کرسی پر آکر بیٹھ گیا۔ اور پھر اس نے اطمینان سے پہلے فائل کو پڑھنا شروع کر دیا۔ پہلے تو فائل میں سرحدی علاقہ کی جغرافیائی حیثیت کا تفصیلی ذکر تھا۔ اور پھر ڈیم کے نقشے کے بعد



فرمے ہوئے بچے میں کہا۔

”ہاتھ اٹھا لو ورنہ بھون ڈالوں گا۔“ پہلے آدمی نے ادد زیادہ  
نہتے دیکھتے ہوئے کہا۔ اور بلیک زیرو ہاتھ سر سے بند کر کے  
اٹھ اٹھا گیا۔

”ادھر دیوار کی طرف منہ کر لو۔“ اس آدمی نے مٹین گن کی  
بلیک زیرو کے پہلو سے لگا کر اسی طرح پھینچے ہوئے کہا۔  
اور بلیک زیرو دیوار کی طرف مڑ گیا۔ اور پھر انتہائی جا بکدستی سے  
و کے ہاتھ پشت پر کر کے کھپ ہتھکڑی لگا دی گئی۔ اور اس کے  
پیشانی پر اسی سیدھا کر دیا گیا۔ دوسرے لمحے اس کی جیبوں  
میں شرو ع ہو گئی۔ لیکن ظاہر ہے بلیک زیرو کی جیبوں میں کوئی  
کچھ چیز موجود نہ تھی جو مشکوک ہوتی۔

”تم لوگ کون ہو۔ تم جانتے ہو کہ تمہاری اس حرکت کا کیا مقصد ہو  
نہے۔“ بلیک زیرو نے دانت پیستے ہوئے کہا۔ دیسے وہ  
بھی دل میں حیران ہو رہا تھا۔ کہ آخر اس پر شک کیسے ہوا۔

”ہمارا تعلق ملٹری اینٹی جینس سے ہے مسٹر رام داس۔ ابھی چھپ  
ہے ہیں پھر تمہیں سب کچھ معلوم ہو جائے گا۔“ اس چہیتے ہوئے  
نے سخت بیچے میں کہا۔

”کمال ہے۔ اب اپنے ہی آدمیوں کی گرفتاری شروع ہو گئی۔ اینٹی جینس  
کے گرد و گریب اب یہی رہ گئی ہے۔“ بلیک زیرو نے منہ بناتے  
کے کہا۔ لیکن کسی نے اس کی بات کوئی جواب نہ دیا۔

اور جسے کو کھو لا تو اس میں سے ایک پھوٹے بٹن کے برابر مائیکروفلم باہر  
آگئی۔ اب فائل اس مائیکروفلم میں بند تھی۔ بلیک زیرو نے مائیکروفلم  
اٹھائی اور اُسے اپنے منہ میں سچے دانتوں کے اندر کی طرف ایک مسوڑے  
کے ساتھ رکھ کر مخصوص انداز میں دبایا تو وہ بٹن مسوڑے کے اندر  
غائب ہو گیا۔ بلیک زیرو نے منہ کو مختلف انداز میں بند کر کے  
اور کھول کر پوری تسلی کر لی کہ مائیکروفلم صحیح جگہ پر ایڈجسٹ ہو گئی ہے۔  
تو اس نے میز پر پڑے ہوئے سگریٹ جلدی سے واپس کیس میں ڈالے۔  
اور اُسے بند کر کے بریف کیس میں رکھ دیا۔ پھر اس نے فائل اٹھ  
کر واپس الماری میں اسی جگہ پر رکھ دی۔ اور الماری کے پتوں کو  
ایک بار پھر زور سے بند کیا۔ دوسرے لمحے اس کے لبوں پر مسکراہٹ  
اُبھرائی۔ پہلے دالے خانے دوبارہ نمودار ہو گئے تھے۔ اس بار  
بلیک زیرو نے الماری کے پٹ آہستہ سے بند کئے اور واپس اپنی  
میز کی طرف بڑھا ہی تھا کہ بال کا بیرونی دروازہ کھلنے کی آواز سنائی  
دی۔ بلیک زیرو جلدی سے اپنی کرسی پر بیٹھا اور اس نے بیگ  
میں رکھے ہوئے چند کاغذات نکال کر سامنے رکھ لئے۔ اُسی لمحے  
اس کے کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور دوسرے لمحے  
بلیک زیرو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ کمرے میں شٹین گنوں سے مسلح چار  
افراد موجود تھے۔

”ہینڈ ز اپ۔“ ان میں سے ایک نے چیخ کر بلیک زیرو  
سے کہا اور باقی تین نے تیزی سے بوزیشنیں لے لیں۔  
”گگ۔ گگ۔ گگ۔“ کیا مطلب۔“ بلیک زیرو نے



”سر میرا نام ریش ہے۔ اور میں ملٹری آرٹسٹر دے ڈیپارٹمنٹ کے  
جن رام داس صاحب کا ڈرائیور ہوں۔ اور انہی کی کوٹھی سے بول رہا  
ہوں۔ دوسری طرف سے تفصیلی تعارف کراتے ہوئے جواب  
اد کے کیا اطلاع ہے۔“ نوجوان نے سر ہلاتے  
سے پوچھا۔

”جناب رام داس صاحب آج شام کو ناراک سے ایک بین الاقوامی  
فلک میں شرکت کے بعد واپس پہنچے ہیں۔ اور اس وقت اپنے دفتر  
پر ریش نے کہا۔“

”نوجویر کیا ہوا۔ ویسے وہ رات کو دفتر میں کیا کر رہے ہیں“

”جناب ان کا کہنا ہے کہ وہ ساہی رات کام کر کے پورٹ تیار  
کے۔ میں خود انہیں دفتر میں چھوڑ آیا ہوں۔“ ریش نے  
ب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ لیکن اس میں اہم اطلاع کہاں سے داخل ہو گئی۔  
”نٹے میں ہو۔“ نوجوان نے انتہائی گزشت اور جھنجھلاہٹ  
سے بچے میں کہا۔

”جناب مجھے یقین ہے کہ رام داس صاحب اصلی نہیں ہیں بلکہ  
”ریش نے سچے ہوئے بچے میں کہا۔  
”گگ۔ کیا کہہ رہے ہو۔“ نوجوان نے ریش کی بات سن کر بڑی طرح  
واقعی نٹے میں ہو۔“ نوجوان ریش کی بات سن کر بڑی طرح

”یہ ملٹری انٹیلی جنس ہیڈ کوارٹر۔“ مین کے پیچھے  
ہوئے تو ہی ہیکل نوجوان نے سامنے پڑے ہوئے فون کی گھنٹی سن  
سیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

”سر میں نے ایک اہم اطلاع دینی ہے۔ انتہائی اہم“  
دوسری طرف سے ایک گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔  
”پہلے اپنا تعارف کراؤ۔ کون ہو تم۔ کہاں سے بول رہے ہو  
نوجوان نے چونک کر پوچھا۔

”جناب میں انٹیلی جنس کے کسی بڑے افسر سے ملنا چاہتا ہوں  
کیونکہ اطلاع ایسی ہے۔“ تعارف کی بجائے جواب دیا گیا  
”تم آفسر سے ہی بات کر رہے ہو۔ پہلے اپنا تعارف کراؤ۔“  
نوجوان نے اس بار سخت ہلچل میں کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے ٹیلی فون  
سیڈ کے نیچے لگا ہوا بٹن دبایا۔



لیڈ منٹ کے چیف رام داس کے ڈرائیور ہمیش نے خون پر اظہارِ حسرت کیا ہے کہ رام داس صاحب آج نارا کہ سے ایک بین الاقوامی میٹنگ سے شام کو واپس لوٹے ہیں اور اس وقت اپنے دفتر میں بیٹھ پڑے ہیں۔ ہمیش کے کہنے کے مطابق وہ اصلی نہیں بلکہ نقلی ہیں۔ نوجوان نے جس کا نام بھگت رام تھا۔ تفصیل بتاتے گئے کہا۔

طرہی ارشد سروے ڈیپارٹمنٹ - ادہ - کہاں ہے وہ ہمیش " حسرتی طرف سے انتہائی چونکتے ہوئے انداز میں پوچھا گیا۔

"اسے سرچنگ شے کے افراد ہیڈ کوارٹر لا رہے ہیں جناب " رام نے کہا۔

ادہ - تم ایسا کرو۔ ہمیش کو فوراً میرے پاس لے آؤ۔ اور ایکشن شے کے بعد دو کہ وہ دفتر میں جا کر رام داس کو کور کر کے گرفتار کر لے۔ اصلی کا فیصلہ بعد میں ہوگا۔ اور انہیں کہنا کہ اسے وہیں روک رکھیں۔ ہمیش سے بات کر کے خود وہیں جاؤں گا۔ " چیف نے تیز میں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔ ادہ اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم کر دیا۔

یس سر۔ " بھگت رام نے رابطہ ختم ہونے سے پہلے کہا اور پھر اس نے کریڈٹ دیا کہ جلد ہی سے دوسرا نمبر ڈائل کیا۔ ادہ نے اس کے سربراہ کو چیف کی ہدایات پہنچانے لگا۔ ہدایات کے بعد بھی اس نے رسیور دکھایا تھا۔ کہ اس کمرے کا دروازہ کھول کر چار افراد جن کے کاندھوں سے سٹین گنیں لگی ہوئی تھیں۔ ایک

چونک بڑا۔ " جناب میرے پاس اس کے ثبوت موجود ہیں۔ یہ انتہائی اہم ہے۔ اس نے سر آپ میری کسی آفیسر سے بات کر لیں ادہ " ہمیش کی حیرت زدہ آواز سنائی دی۔ اور پھر اس کے حلق سے نکلنے والی چیخ کے ساتھ ہی رسیور اس کے ہاتھ سے گرنے کا دھماکہ سن دیا۔ نوجوان خاموش ہو گیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ اس کے بٹن دبائے دج سے سیکرٹ سروس کا سرچنگ شے حرکت میں آچکا ہوگا۔ اور ٹریس کر کے وہ ہمیش کے سر پر پہنچ گئے ہوں گے۔ " ہیلو۔ " کہنے لگا۔ سپیکنگ سرچنگ ڈیپارٹمنٹ آفیسر۔

چند لمحوں بعد رسیور سے آواز سنائی دی۔ " کھنڈ کر۔ اس آدمی کو لے کر فوراً ہیڈ کوارٹر پہنچو۔ اسے کوئی بڑا نہ ہو۔ اس کے پاس ایک اہم اظہار ہے۔ اور سنو۔ کوٹھی میں کسی کو اس کے کپڑے جلانے کا علم نہیں۔ " نوجوان نے ساری کوٹھی خالی پڑی ہوئی ہے۔ صرف یہی اکیلا موجود ہے۔ کھنڈ کر نے جواب دیا۔

" اور کے۔ اپنا ایک آدمی وہیں روک دو۔ کہ اس خون کوئی اور کسی اور جگہ خون نہ کرے۔ اور تم اسے آؤ جلد ہی " نوجوان نے کہا۔ اور ہاتھ بڑھا کر کریڈٹ دیا۔ اس کے بعد آؤ تیزی سے ایک نمبر لکھا۔ " یس " چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔ " سر میں ہیڈ کوارٹر سے بھگت رام بول رہا ہوں۔ " طرہی انا



نوجوان کے ہمراہ اندر داخل ہوئے۔ نوجوان بڑی طرح سہما ہوا تھا۔  
 ”تمہارا نام رمیش ہے۔ تم نے ابھی فون کیا تھا“ بھگت رام  
 نے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔  
 ”جی ہاں۔ لیکن اس طرح مجھے ....“  
 رمیش نے اجازت  
 کہنے کے سے انما میں کہا۔  
 ”گھبراؤ نہیں۔ یہ صرف ایک طریقہ کار ہے۔ تمہیں کچھ نہیں کہا  
 جائے گا۔ میں نے مٹری اینٹیلی جنس کے چیف کرنل سنڈاری سے  
 بات کی ہے۔ وہ خود تم سے بات کریں گے۔ آؤ میرے ساتھ“  
 بھگت رام نے کمرسی سے اٹھ کر اُسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔  
 اور پھر وہ رمیش کو ہمراہ لئے ایک راہداری میں ہوتا ہوا سب  
 سے آخری نمبر کے دروازے پر پہنچ گیا۔ کمرے کا دروازہ بند تھا۔  
 اور اس کے باہر سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا۔ یہ کرنل سنڈاری کا دفتر  
 وہ دفتر میں ہی موجود تھا۔ باہر جلنے والا سرخ رنگ کا بلب اس  
 بات کو ظاہر کرتا تھا۔ بھگت رام نے آگے بڑھ کر دروازے پر مخصوص  
 انداز میں دستک دی۔  
 ”بس کم ان“۔ اندر سے کرنل سنڈاری کی آواز سنائی د  
 اور اس کے ساتھ ہی دروازہ خود بخود کھل گیا۔  
 بھگت رام رمیش کو ہمراہ لئے اندر داخل ہوا۔ بڑی سی میز پر  
 پیچھے کرنل سنڈاری بیٹھا ہوا تھا۔ رمیش کے جسم میں شاید یہ حس  
 کہ یہی لمزہ طاری ہو گیا تھا کہ وہ اس وقت کافرستان کی مٹری سیک  
 سر دس کے چیف کے سامنے کھڑا ہے۔

رام داس کی گرفتاری ہو گئی ہے۔“ کرنل سنڈاری نے  
 رخت پہنچے میں بھگت رام سے پوچھا۔  
 ”یس سر۔ آپ کے احکامات پہنچا دیئے گئے ہیں“  
 بھگت رام نے انتہائی مستعدانہ پہلے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔  
 جاؤ جا کر معلوم کرو کہ احکامات پر عمل درآمد ہوئے ہیں یا نہیں اور  
 تم ادھر کو کسی پر بیٹھ جاؤ۔ گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ ہم محب وطن  
 خود کو انعامات دیا کرتے ہیں۔“ کرنل سنڈاری نے شاید رمیش  
 کو مطمئن کرنے کے جسم کو دیکھ کر اُسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔  
 اور کرنل سنڈاری کے ان الفاظ نے رمیش پر نمایاں اثر ڈالا۔  
 کہ لڑنا بند ہو گیا۔ اور سٹا ہوا اور ہوتا ہوا چہرہ کھل اٹھا۔ وہ جلدی  
 کر کسی پر بیٹھ گیا جب کہ بھگت رام سیلوٹ مار کر واپس چلا گیا۔  
 ہاں اب بتاؤ۔ کہ رام داس نفی کیسے ہے۔“ کرنل سنڈاری  
 کہا۔  
 جناب میں رام داس صاحب کے پاس گزشتہ پندرہ سال سے  
 ہوں۔ میں ان کی ایک ایک عادت جانتا ہوں۔ پہلی بات تو یہ ہے  
 موجودہ نام داس کا قد اصل رام داس صاحب سے قدرے نکلتا  
 ہے۔ گو عام طور پر دیکھنے میں محسوس نہیں ہوتا۔ دوسری بات  
 صاحب بے تمنا شارب پینے کے عادی ہیں۔ لیکن موجودہ صاحب  
 بجا ہر نوش راب بی لیکن اب مجھے پتہ چلے ہے کہ انہوں نے  
 راب نہیں پی بلکہ کھڑکی کھول کر پائیس بارش کی باڈ میں انڈیل دی ہے۔  
 مرقہ بات صاحب یہ ہے کہ صاحب کی عادت ہے کہ کھانا کھانے



کوئی ایسی خصوصی نشانی بتاؤ جس کا علم کسی اور کو نہ ہو۔

تو سنڈاڑی نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

”ماں صاحب ایک نشانی ایسی بنے جس سے صحیح چینگ ہو سکتی ہے۔ صاحب کے دائیں کانہ سے پو پیدا آتشی طور پر ایک ستارے کی شکل ہے۔“ — رمیش نے جواب دیا۔

”گنڈ۔ اب صحیح پتہ لگے گا۔“ — کرنل سنڈاڑی نے کہا۔  
”لحمے میز پر پڑے ہوئے خون کی گھٹی بچ اٹھی۔ کرنل سنڈاڑی  
بسیور اٹھا لیا۔

”سیں۔“ — کرنل سنڈاڑی نے سخت الجھے میں پوچھا۔

”سر۔ رام داس کو ان کے دفتر میں قابو کر لیا گیا ہے۔ ان  
ماتحتوں میں کپ بھنگڑی ڈال دی گئی ہے۔ اور ایکشن شیعہ کے  
معدوں موجود ہیں۔“ — دوسری طرف سے بھگت رام کی آواز  
آئی۔

”ٹھیک ہے۔ میں خود وہیں جا رہا ہوں۔“ — کرنل سنڈاڑی  
کہا اور کسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”آؤ رمیش میرے ساتھ۔ اگر تمہاری اطلاع درست ثابت ہوئی تو  
ایسا انعام دیا جائے گا کہ تم ہمیشہ یاد رکھو گے۔“

سنڈاڑی نے کہا۔ اور پھر رمیش کو ہمراہ لئے وہ دفتر سے باہر  
نکل چھوٹی دابہاری میں ہوتا ہوا ایک پورچ میں پہنچ گیا۔ یہاں  
بیاہ رنگ کی ایک کار موجود تھی۔ چند ہی لمحوں بعد کار کرنل  
سنڈاڑی اور رمیش کو لئے اس خاک کی رنگ کی عمارت کی طرف دوڑ

کے بعد وہ ٹشو پیپر سے ہاتھ صاف کرتے ہیں دھوتے نہیں لیکن موجودہ  
صاحب نے کھانا کھانے سے پہلے اور پھر بعد میں ہاتھ دھوئے یہاں  
رمیش نے جلدی جلدی کہا۔

”سنو۔ تمہاری ان سب باتوں میں صرف شراب والی بات  
اہم ہے۔ باقی باتیں عادتوں میں شمار ہیں۔ وہ تبدیل بھی ہو سکتی ہیں۔  
رام داس شراب نہ پینا چاہتا تھا تو وہ الکار کر سکتا تھا۔ اسے شراب  
انڈیلنے کی ضرورت نہ تھی۔ تم نے کب چیک کیا کہ شراب پینا  
باغ میں انڈیل گئی ہے۔“ — کرنل سنڈاڑی نے سر ملاتے ہوئے  
کہا۔

”جناب انہیں دفتر میں پہنچ کر آنے کے بعد میں نے عادت کے  
ٹاپرچ لے کر ساری توہنی کار اوٹھ نکھایا تو اتفاق سے مجھے وہ جگہ نظر  
آئی۔ جہاں شراب موجود تھی۔ یہاں چونکہ سنگ مرمر کی ایک  
چھوٹی سی حوض بنی ہوئی تھی۔ یہ حوض اتفاق سے صاحب کے پسینے  
روم کی عقبی کھڑکی کے عین نیچے باڈ کے نیچے ہے۔ یہاں پانی کا  
لگا ہوا ہے۔ اس حوض میں شراب جمع تھی۔ پوری بوتل۔  
عام زمین پر گر گئی تو شاید اس کا پتہ نہ چلتا۔ شک تو مجھے پہلے تھا کہ  
یہ شراب دیکھ کر مجھے یقین ہو گیا کہ صاحب اصل نہیں ہو سکتے۔ اس  
کے علاوہ اور بے شمار باتیں ہیں صاحب۔ لیکن وہ محسوس کی  
سکتی ہیں۔ ایر پورٹ پر صاحب نے میری غیرت پوچھی۔ حالانکہ صدمہ  
ان نکلفات کے عادی نہیں تھے۔ اس طرح کی باتیں ہیں۔“ —  
نے جواب دیا۔







میں نوں ٹوں کی آوازیں ابھریں۔ اور ناٹھان نے جلدی سے اس کے  
 دبا دیتے۔

”میں ناٹھان سپیکنگ اور۔“ ناٹھان نے تیز لہجے میں کہا۔  
 ”سجاد بول رہا ہوں جناب۔ رام داس صاحب دفتر میں موجود تھے۔

میں کے ڈرائیور رمیش نے مٹری اینٹی جس کو اطلاع دی کہ رام داس  
 نہیں۔ جس پر سچنگ شجے کے افراد کو ان کی فوری گرفتاری کے  
 حکمت دیتے گئے۔ اور رمیش کو چیف کے دفتر میں لے جایا گیا۔ اب

رمیش کے ہمراہ دیں دفتر جا رہے ہیں۔ صورت حال خاصی خراب  
 اور۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”تم کیا کر رہے ہو اور۔“ ناٹھان نے پوچھا۔

”میں اس خاکی رنگ کی عمارت جس میں دفتر ہے مئی ملحقہ عمارت  
 موجود ہوں۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ رام داس صاحب کو مزید  
 بات کے لئے ہیڈ کوارٹر لے جایا جائے گا اور۔“ سجاد

کہا۔

”کیا ابھی معاملہ صرف شک پر مبنی ہے یا اور۔“ ناٹھان

کہا۔

”میرے خیال میں ابھی صرف شک ہے اور۔“ سجاد نے

اب دیا۔

”سنو۔ ہم نے اس آدمی کو ہر قیمت پر چھڑانا ہے۔ میں اور

جان آ رہے ہیں۔ کوئی ترکیب دیاں تک پہنچنے کی اور پھر وہاں  
 پہنچنے کی اور۔“ ناٹھان نے کہا۔

چیک ہو سکتے تھے۔ اس کے لئے میں نے سجاد کو احکامات دے دیے  
 ہیں۔ ضرورت پڑنے پر وہ خود بھی کارروائی کر سکتا ہے اور ہمیں  
 اطلاع دے سکتا ہے۔ دیتے تم ابھی ہیڈ کوارٹر سے جانا نہ

شاید ضرورت پڑ جائے۔ ناٹھان نے کہا۔  
 ”ٹھیک ہے باس۔“ فیصل جان نے کہا۔ اور اٹھ کمر

کی طرف مڑ گیا۔

اس کے باہر جانے کے بعد ناٹھان نے دوبارہ فائل کھولی  
 اس کے مطالعے میں مصروف ہو گیا۔

پھر بی بی فون کی گھنٹی بجنے پر وہ چونک پڑا۔ اس نے سیورائٹ  
 سے پہلے گھڑی پر نگاہ ڈالی۔

”اودھ خاصا وقت گزر گیا۔“ ناٹھان نے بڑبڑاتے ہوئے  
 اور ہاتھ بڑھا کر سیورائٹ اٹھا لیا۔

”یس نمبر ون۔“ ناٹھان نے کہا۔

”تھری سکس بول رہا ہوں۔ مال پکڑا گیا ہے۔ ایم۔ آئی کا چنر  
 باس دفتر میں پہنچ رہا ہے۔ ایس۔ ڈی کے اسکان نے مال کو قابو

ہے۔ صورت حال خراب ہے۔“ دوسری طرف سے کہا گیا  
 اور ناٹھان کے چہرے پر بوجھلاہٹ کے تاثرات ابھر آئے۔

”سپیشل کال کمر جلدی۔“ ناٹھان نے تیز لہجے میں کہا  
 جلدی سے سیورائٹ دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے میز

کنائے پر لنگ بوا بیٹن دبا دیا۔ اور پھر میز کی دائرہ کھول کر اس پر  
 ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر باہر نکال دیا۔ دوسرے لمحے ٹرانس



صہ جتے ہوئے کار کی رفتار اور بڑھا دی۔

تھوڑی دیر بعد ان کی کار فوجی چھاؤنی کے شمالی طرف گیٹ پر پہنچ گئی۔  
پس باقاعدہ چیک پوسٹ بنی جونی تھی۔ فیصل جان نے کار ایک سائینڈ پر  
رک دی۔ اور ناٹران دروازہ کھول کر بیٹھے اتر آیا۔ گیٹ پر موجود  
فوجی سائینڈ نے اسے دیکھتے ہی سیلوٹ مارا اور ناٹران سر ہلاتا ہوا سائینڈ  
دھبے ہوئے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ جہاں اس کا آدمی بطور انچارج موجود  
تھا۔

ادھر سے آپ تھے۔ کمرے کے اندر میز کے پیچھے بیٹھ ہوئے  
فوجی نے ناٹران کو اندر داخل ہونے کی اجازت دے کر کہا۔ اور جھکے سے اٹھ کھڑا  
اس کے چہرے پر حیرت کے آثار نمایاں تھے۔ جیسے وہ اچانک  
خدا کو اپنے سامنے دیکھ کر حیرت زدہ ہو گیا ہو۔

تمہیں سجاد نے میرے آنے کی اطلاع نہیں دی۔ ناٹران نے  
حیرت بھرے انازیں پوچھا۔ کیونکہ اس نے تو سجا کو کہہ دیا تھا کہ وہ اطلاع  
مے دے لیکن یہاں اپنے آدمی کے چہرے پر حیرت دیکھ کر وہ سمجھ گیا  
کہ اسے اطلاع نہیں ملی۔

”نہیں جناب مجھے تو کوئی اطلاع نہیں۔ حکم۔“  
ج نے پوچھا۔

”طرطری انٹیلی جنس ہیڈ کو ارٹریہاں سے کتنی دور ہے۔ ناٹران  
نے پوچھا۔

”یہاں سے قریب ہے۔ انچارج نے جواب دیتے  
ہے کہا۔“

”ایسی صورت میں سر آپ گیٹ نمبر نیٹل پر پہنچ جیتے۔ وہاں اس  
وقت ایون سکس ڈیوٹی پر ہے۔ اتفاق سے اس کی ڈیوٹی لگ گئی ہے۔  
وہ آپ کو ہیڈ کو ارٹریہاں بھی پہنچا دے گا۔ اور واپسی کی صورت بھی  
نکال لے گا اور۔“ سجاد نے کہا۔

”اور کے تم اسے ٹرینسپور پر آگاہ کر دو میرے پاس دفتر  
نہیں ہے اور۔ اینڈ آل۔“ ناٹران نے کہا اور ٹرینسپور آف کر دو  
کیا ہوا باس۔ فیصل جان نے پوچھا۔ وہ کال کے دوران  
ہی کمرے میں آچکا تھا۔

”رام داس چیک ہو چکا ہے۔ ہم نے فوراً وہاں پہنچا ہے۔  
جلدی سے طرطری یونیفارم پہن لو جلدی کر دو۔ میں بھی لباس بدل لیتا ہوں  
جہیں پہلے ہی ایسا کر لینا چاہیے تھا۔ بہر حال جلدی کر دو۔“ ناٹران  
نے کہا اور تیزی سے اپنے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ فیصل  
بھی تیزی سے مڑا اور دروازے سے باہر نکل گیا۔

تقریباً دس منٹ بعد سیاہ رنگ کی کار میں بیٹھے دونوں فوجی چھاؤ  
کی طرف بڑھے جا رہے تھے دونوں کے جسدوں پر طرطری کی یونیفارم  
اور دونوں ہی کا دھون پگے ہوئے ساڑی کی وجہ سے دینک میں  
نظر آ رہے تھے۔

”آخر یہ رام داس کیسے چیک ہوا۔“ فیصل جان نے  
چلاتے ہوئے پوچھا۔

”اس کے ڈرائیور ہمیش نے اطلاع دی ہے۔ کوئی شک پڑ  
ہوگا۔“ ناٹران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور فیصل جان



• تو ہمیں وہاں پہنچا دو۔ جلد ہی کروڑہ اندر سنو۔ والپسی بھی جمادی اسی طرف سے ہو گی تم ہوشیار رہنا۔ ناٹران نے کہا۔  
 ”ٹھیک ہے۔ آئیے۔“ انہما نے کہا۔ اور پھر وہ کمرے سے باہر آ گیا۔ اس نے ایک فوجی سپاہی کو بلا کر اُسے سرگوشیاں نہ انداز میں کچھ کہا۔ اور پھر ناٹران کے ساتھ چلتا ہوا ان کی کار کی طرف بڑھ گیا۔ رکاڑ بٹا دی گئی۔ اور چند لمحوں بعد کار فوجی چھاؤنی میں داخل ہو کر آگے بڑھتی چلی گئی۔

میک نہ میرا کسی پر خاموش بیٹھا سوچ رہا تھا کہ اب یہاں سے کس لئے کیا طریقہ استعمال کرے۔ اس نے اب تک صرف اس قدر حرکت نہ کی تھی کہ وہ یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ ان لوگوں کو شک کس پر ہوا ہے اور کس حد تک ہے۔ یہ تو اُسے یقین تھا کہ یہ اس میک اپ صاف نہیں کر سکتے۔ کیونکہ انرا تھراپی میک اپ کی ترکیب ان کی خود ساختہ تھی اور سولے ایک خاص دوا کے اس میک اپ پر کسی طرح چبک کیا جاسکتا تھا اور نہ صاف کیا جاسکتا تھا۔  
 بارہ فلم بھی محفوظ تھی۔ اور اُسے یقین تھا کہ وہ لوگ اس بارے میں کچھ نہ جانتے ہوں گے۔ اس لئے وہ خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ لیکن پھر وہ بن میں وہ ضرورت پڑنے پر یہاں سے فرار کا کوئی ایسا طریقہ سوچا جو محفوظ بھی ہو اور یقینی بھی۔ اُسے معلوم تھا کہ ایک بار وہ فوجی فونی سے نکل جانے میں کامیاب ہو گیا تو پھر وہ آسانی سے نادان ایکٹ



سنو مسٹر تم جو کوئی بھی ہو۔ بہر حال رام داس نہیں ہو۔ اس بات  
 حتمی ثبوت ہمارے پاس موجود ہے۔ اس لئے شرافت سے اصل بات  
 دو کہ رام داس کہاں ہے۔ تم کون ہو اور یہاں سے کیا حاصل کرنا چاہتے  
 تھے۔ چیف نے غراتے ہوئے کہا۔

آپ کو شدید غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں اصل رام داس ہوں۔ آج ہی  
 لٹک سے سرکاری میٹنگ اسٹڈ کر کے واپس آیا ہوں۔ اور یہاں  
 یہ سرکاری رپورٹ تیار کر رہا تھا۔ آپ کو یقین نہ آئے تو زمیش  
 سے پوچھ لیں۔ یہ خود مجھے ایر پورٹ سے لے آیا تھا اور پھر یہاں چھوڑ گیا  
 تھا۔ بلیک زیرو نے گہرائے بغیر جواب دیتے ہوئے کہا۔

اللہ سنگھ۔ اچانک چیف اس آدمی کی طرف مڑا جو مسلح  
 ٹوکا پنچارج تھا۔

میس باس۔ پنچارج نے ایک نیمٹ اٹن شن ہوتے ہوئے

اس کا دایاں کاندھا ٹنگا کر دو جلدی۔ چیف نے کہا۔

میس سر۔ پنچارج نے کہا اور تیزی سے بلیک زیرو کی

پٹ بڑھا۔ اب بلیک زیرو بھی چونک پڑا۔ پنچارج نے بڑھی پھرتی سے اس کا  
 کاندھوں سے نیچے انار اور پھر قمیض کا گلا کھول کر اس نے جبراً دایاں  
 کاندھا ٹنگا کر دیا۔

اب بولور اصل رام داس کے دائیں کاندھے پر پیدائشی طور پر ستائے  
 تھے۔ جب کہ تمہارا کاندھا خالی ہے۔ چیف نے

ناشران تک رسائی حاصل کر لے گا۔ اور اس کے بعد کافرستان سے نکلا  
 اس کے لئے کوئی مسئلہ نہ رہے گا۔

ابھی وہ بیٹھا اسی بات پر غور کر رہا تھا کہ بیرونی ٹال کا دروازہ کھلا  
 اور دو افراد کے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ کمرے میں موجود مسلح  
 افراد یہ آوازیں سنتے ہی پوچھنے ہو گئے۔ چند لمحوں بعد کمرے کا در  
 کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔ اور پھر اس کے پیچھے زمیش  
 کو آتا دیکھ کر بلیک زیرو نے ایک طویل سانس لیا وہ سمجھ گیا کہ یہ اطلاع  
 نے ہی دی ہوگی۔ لیکن زمیش کو کس بات پر شک ہوا ہے۔ یہ اسے  
 نہ آتا تھا۔ ادھیڑ عمر آدمی کے اندر داخل ہوتے ہی کمرے میں موجود مسلح  
 افراد ایک لحٹ اٹن شن ہو گئے۔ بلیک زیرو بھی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔  
 وہ سمجھ گیا کہ آنے والا تینٹا فطری ایشلی جنس کا چیف ہے۔

سر دیکھیں۔ میرے ساتھ کس قدر زیادتی ہو رہی ہے میں سر  
 رپورٹ بنانے کے لئے یہاں بیٹھا تھا کہ ان لوگوں نے ذبردستی مجھے قابو  
 میں کر لیا۔ بلیک زیرو نے رام داس کے ہاتھ میں احتجاج کرتے  
 ہوئے کہا۔

چیف تدم بڑھاتا اس کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔ اس کی تیز نظروں  
 بلیک زیرو کے پہرے پر گڑھی ہوئی تھیں۔ اور چہرہ سچاٹ تھا۔  
 "رام داس کہاں ہے۔" چند لمحوں بعد چیف نے  
 ہاتھ میں پوچھا۔

"میں ہوں رام داس۔" بلیک زیرو نے حیرت بھرے  
 میں جواب دیتے ہوئے کہا۔



بگڑتے ہوئے پہنچے میں کہا۔

اور بلیک زیرو نے دیکھا کہ ہمیش کے چہرے پر گہرے اطمینان کے آثار ابھر آئے۔

”کس نے آپ کو کہا ہے کہ میرے کاندھے پر ستارے کا نشان ہے۔ اگر جوتا تو آپ دیکھ نہ لیتے۔ یہ سب خواہ مخواہ کی بات ہے۔ کیا ثبوت ہے آپ کے پاس۔“ اس بار بلیک زیرو نے بھرپور ہوتے پہنچے میں کہا۔

”ابھی سب کچھ معلوم ہو جانے کا۔ ابھی تمہاری بیٹیاں بھی راج بوبہ پر مجبور ہو جائیں گی۔“ چیف نے بڑے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

”اسے لے چلو بلیک روم میں لے چلو۔ اگر یہ کوئی غلط حرکت کرے تو بے شک گولی مار دینا۔“ چیف نے اپنا راج سے مر لکھ کر حکمانہا میں کہا۔

اور پھر اپنا راج اور اس کے ساتھی اُسے بازوؤں سے جکڑے کچھ سے باہر مل میں لے آئے چیف اور ہمیش آگے آگے تھے۔

ابھی وہ مل میں پہنچے ہی تھے کہ مال کا دلدارہ کھلا اور چار مسلح آدم ایک فوجی سپاہی کو دھکیلتے ہوئے اندر لے آئے۔ اس کے دونوں ہاتھ بھی پشت پر بندھے ہوئے تھے اور چہرے کا گوشت جگہ جگہ سے پھٹا ہوا تھا۔

”یہ شخص متحدہ عمارت کی سائیڈ میں کسی سے ٹرانسمیٹر بوا کر رہا تھا۔ یہ ٹرانسمیٹر ہے۔ یہ رام داس کے بارے میں کسی کو اطلاع

دے رہا تھا کہ ہم نے اسے قابو کر لیا۔“ اس نے دلے سپاہیوں میں سے ایک نے کہا۔ اور ہاتھ میں پکڑا ہوا ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر ہین کی طرف بڑھا دیا۔

”اوہ تو کوئی لمبا ہی سلسلہ ہے۔ ٹھیک ہے اسے بھی بلیک روم لے جایا دو۔ اور سنو۔ سب لوگ ادھر ادھر پھیل جاؤ۔ یقیناً ان کے ساتھی بھی ہوں گے۔“ چیف نے کہا اور پھر وہ باہر نکل کر سب سے اگلی کار کی طرف بڑھا۔

”ریش کو بھی ہیڈ کوارٹر لے آؤ۔ باقی ہماری امداد کر سکے گا۔“ ہٹنے لے اپنی کار میں دیشٹ سے پہلے کہا اور اس کی کار تیزی سے ہیڈ کوارٹر کی طرف بڑھ گئی۔

بلیک زیرو اور ٹرانسمیٹر والے آدمی کو ایک کھلی جیب میں سوار کر لیا۔ اس جیب میں ان کے ساتھ چار دلدارے مسلح افراد بھی سوار ہو گئے۔

بلیک زیرو دہاں سے فرار ہونے کے متعلق سوچ رہا تھا۔ کیونکہ یہ معلوم تھا کہ ایک بار انٹیلی جنس کے ہیڈ کوارٹر میں پہنچ گیا۔ تو پھر اس سے نمکنا بے حد مشکل ہو جائے گا۔ لیکن اب مسئلہ تھا یہاں سے نکلنے کا۔ اس کے ہاتھ پیچھے بندھے ہوئے تھے۔ اور اُسے بٹھایا بھی چپکے آخری حصے میں گیا تھا۔

”مہر۔ ایک منٹ کے لئے جیب لود کو۔“ اچانک بلیک زیرو نے بڑی طرح چنجتے ہوئے کہا۔

”کیا ہوا کیا ہوا۔“ ڈرائیور ادباتی لوگوں نے چونک کر کہا۔



اور ڈرائیو نے لاشعوری طور پر بیک لگا دیے۔

”نیچے سیٹ میں سانپ ہے۔ میں نے اس کی پھیکاہی سنی ہے۔“  
بیک زبرد نے دہشت زدہ ہچکچاہٹ میں کہا۔

اور سانپ کا نام سنتے ہی حبیب میں واقعی جھگڑا مچ گئی۔ ا  
وہ سب سپاہی اچھل اچھل کر نیچے اترنے لگے۔ بیک زبرد وور ٹرانسیر  
والا بھی نیچے اتر آیا۔

اُسی لمحے پھلی حبیب بھی دباؤ بھج کر رک گئی اور پھر ان لوگوں کو بھ  
سانپ کا پتہ چلا تو وہ سب بھی نیچے اتر آئے۔

”ٹاپرچ۔ ٹاپرچ لے آؤ۔“ ایک آدمی نے چیختے ہوئے  
اُسی لمحے ٹرانسیر والے نے بیک زبرد کو کاغذ ملا کر سائیڈ کی  
کی طرف اشارہ کیا اور بیک زبرد اس کی بات سمجھ گیا۔ اور پھر وہ دونو  
غیر محسوس انداز میں پیچھے ہٹتے ہوئے دیوار کے پیچھے پہنچے۔

”میرے پیچھے آئیے جلدی۔“ ٹرانسیر والے نے سرگرم  
ہچکچاہٹ میں کہا۔

اور وہ دونوں بچوں کے بل بھاگتے ہوئے دیوار کے ساتھ۔  
ہوتے ہوئے ایک عمارت کی عقبی سائیڈ میں پہنچ گئے۔ ٹرانسیر والے  
نے جلدی سے ایک جگہ رک کر گٹر کے دباؤ کے اوپر پڑے ہوئے لوہے  
کے ڈھکن کے کنڈے میں اپنے بوٹ کی ٹوپی نہائی اور زبرد لگا کر  
ایک طرف کھسکا دیا۔ نیچے ایک گرہا سہا تھا۔ وہ ٹرانسیر والا جلد  
سے نیچے پھلا لگا لگا گیا۔ جگہ سے دھماکے کی آواز سنائی دی۔ بیک  
نے بھی اس کی پیروی کی۔ بندھے ہوئے ہاتھوں کی وجہ سے اس

لگ لگانا خاصا خطرناک کام تھا۔ لیکن اس وقت صورت حال ایسی تھی کہ  
کے سوا چارہ نہ تھا۔ بچوں کے بل نیچے گر کر بیک زبرد نے جلدی  
ہ اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ گٹر کی چھائی زیادہ نہ تھی اور وہ خشک  
ہوا تھا۔ ایسے لگتا تھا جیسے کوئی مرنے لگا ہو۔  
”آجائے۔ جلدی کیجیے۔ ابھی وسیع پیمانے پر ہادی تلاش شروع ہو  
نے لگی۔“ ٹرانسیر والے نے کہا۔

اور پھر وہ دونوں ہی اس مرنے لگا گٹر میں دوڑتے ہوئے آگے  
لگے۔ اور پھر تھوڑی دور بھاگنے کے بعد ٹرانسیر والا رک گیا۔ اب  
بیک اور دھانہ نظر آ رہا تھا۔ جس پر لوہے کا ڈھکن موجود تھا۔ اور  
بیک کی سیڑھی نما ڈنڈے دیوار کے ساتھ نصب تھے۔

اب ان پر چڑھا کیسے جائے۔“ ٹرانسیر والے نے بے بس  
ہچکچاہٹ میں کہا۔

ظاہر ہے بندھے ہوئے ہاتھوں سے نیچے تو کودا جاسکتا تھا۔  
لیکن میں نصب ان ڈنڈوں پر چڑھنا جاسکتا تھا۔

”تم اپنی پشت میری طرف کر دو جلدی۔“ بیک زبرد نے کہا۔  
لیکن.....“ ٹرانسیر والے نے ہچکچاہٹ سے ہونے کہا۔

”جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو۔“ بیک زبرد نے غراتے ہوئے  
اور ٹرانسیر والا شخص اس کی غرابٹ سن کر تیزی سے گھوما۔ لیکن  
وہ میں بیک زبرد کو اس کے ہاتھوں میں موجود کلپ ہتھکڑی نظر  
آ۔ بیک زبرد نے جلدی سے مڑ کر اس کی طرف پشت کی اور  
و کی پشت کے ساتھ اپنی پشت ملا کر وہ کھڑا ہو گیا۔ پھر اس کے



یہ کہ دوسرے ہاتھ کو اس نے اس کی کمر کے پیچھے رکھ کر ایک ٹانگ  
 کی دونوں ٹانگوں کے پیچھے کر کے زوردار جھکا دیا۔ دوسرے لمحے وہ  
 ہی اچھل کر پشت کے بل زمین پر گر گیا۔ لیکن بلیک زبرد کا جو ہاتھ اس  
 پشت پر تھا اس نے اسے اچانک نیچے گرنے سے نہ صرف روک لیا۔  
 اس نے اپنا ہاتھ ایک جھکے سے آگے کیا اور پشت کے بل گرنا ہوا  
 ہی ایک لمحے میں الٹا ہوا۔ اور اس کے ساتھ ہی بلیک زبرد کے  
 ٹانگ کی ٹو پوری قوت سے اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ چکی تھی۔ اس کی  
 ٹانگ سے دونوں ہاتھوں میں تھام کر تیزی سے گھمایا اور اطمینان سے  
 بٹش پر لٹا دیا۔ یہ سارا کھیل صرف چند لمحوں میں مکمل ہو گیا۔ البتہ  
 یہ نتیجہ یہ ہوا کہ فوجی سپاہی کی گردن کی ہڈی ٹوٹ چکی تھی۔ اس کی  
 ٹانگ بھی اٹھنے نہیں تھی۔ وہ جہ سے بغیر کسی دھماکے کے زمین پر پڑی  
 رہی۔ اور وہ خود بھی کوئی آواز نہ نکالے بغیر مردہ حالت میں زمین پر  
 پڑا تھا۔ ٹاپرچ ابھی تک جل رہی تھی۔ بلیک زبرد نے بٹش پھرتی سے  
 اور شین گئی بلیک دقت دونوں ہاتھوں میں اٹھائیں اور دوسرے لمحے  
 ختم ہو گئی۔

یہاں سے راستہ محفوظ ہے۔" بلیک زبرد نے شین گن  
 چمک چمکنے میں دوبارہ سیڑھیوں کے پاس پہنچتے ہوئے کہا۔  
 "گگ۔ گگ۔ گگ۔ کیا وہ مر گیا ہے یا....." ٹرانسمیٹر  
 نے حیرت بھرے انداز میں پوچھا۔ "اُسے شاید یقین نہ آ رہا تھا کہ  
 ساتھ آئے دلے پر چھبٹا اور پک چمکنے میں وہ آدمی ایک بار  
 اچھا اور پھر زمین پر بے حس و حرکت پڑا ہی نظر آیا تھا۔

ہاتھوں نے ٹرانسمیٹر والے کی کلپ ہتھکڑی کو ٹوٹنا شروع کر دیا۔ چند  
 میں بلیک زبرد نے ہتھکڑی کے درمیان جوڑ کو ٹوٹ لیا۔ اور پھر اس  
 انگلی سے حرکت میں آئے اور کلک کی آواز کے ساتھ ہی کلپ ہتھکڑی  
 کھل گئی۔

"ادہ دیر سی گڈ۔ یہ تو انتہائی عجیب ترکیب ہے۔" ٹرن  
 والا اس طرح اپنے ہاتھ آزاد ہوتے دیکھ کر حیرت سے اچھل پڑا۔  
 "جلدی کرو۔ میری ہتھکڑی کے درمیان بین کو زور سے دباؤ دے  
 بلیک زبرد نے اسی طرح عزائے ہوئے کہا اور پھر چند لمحوں بعد اس  
 اُس کے ہاتھ بھی آزاد ہو چکے تھے۔  
 اُسی لمحے انہیں دوسرے کسی کے گٹر میں کودنے کی آواز سنا  
 دی۔

"جلدی کرو سامنے دالی دیوار سے لگ جاؤ۔" بلیک زبرد  
 نے ہچککارتے ہوئے انداز میں سرگوشی کی اور ٹرانسمیٹر والے جلدی  
 دیوار کے ساتھ جیسے چپاں ہو کر کھڑا ہو گیا۔ گٹر محفوظ اس امر کا دھما  
 تھا۔ اس لئے ایک اوٹ سی سی گئی تھی۔ بلیک زبرد جی جیسے  
 سے چلتا ہوا اس موڑ کے قریب پہنچ کر روک گیا۔

"کسی ٹاپرچ کا دائرہ اب موڑ کی دوسری طرف سے دیوار پر پڑنا نظر  
 تھا۔ اور فوجی بوٹوں کی بجادی آواز قریب آتی دکھائی دے رہی تھی  
 لمحے ٹاپرچ کا رخ سیدھا ہوا اور ایک لمبا سا سایہ جس کے ہاتھ  
 شین گن تھی موڑ پر نمودار ہوا۔ اور اُسی لمحے بلیک زبرد کو کسی بھی  
 چیتے کی طرح اس پر چھبٹ پڑا۔ اس کا ایک ہاتھ اس آدمی کے منہ پر



مساحہ چھٹ گئے۔ ایک کار خاص تیز رفتاری سے ان کی طرف بڑھی  
 یہی تھی اس کی تیز لاسٹوں نے ارد گرد کو پورا علاقہ منور کر رکھا تھا۔ اور  
 ایک زبرد اور ٹرانسپیرڈا لے کے لئے پھینکے گئے کوئی جگہ نہ تھی۔

لیکن وہ استعمال نہ کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ اس طرح فائرنگ  
 آوازوں سے پوری چھاؤنی کو بچا اٹھتی۔ اور پھر ان کا دماغ سے نکلنا  
 ممکن ہو جاتا۔ اس کا ذہن تیزی سے گردش کر رہا تھا۔ بچ بچنے کا کوئی

مساحہ نہ تھا۔ اور آخر کار اس نے شین گن کی استعمال کرنے کا فیصلہ  
 لیا۔ کیونکہ اس کے سوا اور کوئی صورت بھی نہ تھی۔ لیکن شین گن سیدھی  
 لئے ہی وہ چونک پڑا۔ اس کے ساتھ میگزین نہ تھا۔ وہ شاید وہیں گر گیا

اب یہ شین گن بیکار تھی۔ دوسرے لئے کار کی تیز روشنی ان  
 محل پر پڑی اور پھر کسی کی چیخ ہوئی آواز سنائی دی۔

اُسے یہ تو رام داس ہے۔ اپنا آدمی۔ اور پھر کار کے بریک لگنے  
 کے بعد اس کے چننے کی آوازیں سنائی دیں۔ بلیک زبرد جو اب کار میں موجود  
 ہو کر جگہ کرنے کی کوئی ترکیب سوچ رہا تھا۔ اپنا آدمی کے الفاظ سن  
 کر چونک پڑا۔

ایک ٹوٹا۔ اچانک کار کے اندر سے آواز سنائی دی۔ اور

ایک زبرد یہ آواز پہچان گیا یہ فارن ایجنٹ ناٹران کی تھی۔

ایک ٹوٹا۔ جلد ہی گرد فوجی ہمارے پیچھے ہیں۔ بلیک زبرد  
 نے دوڑ کر کار کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ ٹرانسپیرڈا ابھی ساتھ ہی  
 پڑا تھا۔ اور پھر کار کا پچھلا دروازہ کھول دیا گیا۔ اور بلیک زبرد اور  
 ٹرانسپیرڈا اچھل کر اندر داخل ہو گئے۔

”جو میں پچھ رہا ہوں وہ بتاؤ احمق آدمی۔ ابھی اور لوگ آجائیں گے  
 کہاں نکلتے ہیں یہ راستہ۔“ بلیک زبرد نے انتہائی بھجولا  
 ہوتے انداز میں کہا۔

”یہ محفوظ ہے لانگ روم کے عقب میں نکلتا ہے۔“ ٹرانس  
 دلے نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

اور بلیک زبرد انتہائی پھرتی سے ڈنڈے پکڑ کر اوپر چڑھ گیا۔ اس  
 ایک ہاتھ سے ڈھکن ہٹا دیا۔ اور پھر سہا بر نکال کر ایک لمحے کے  
 جائزہ لینے کے بعد وہ اچھل کر باہر چلا گیا۔ دوسرے لمحے وہ ٹرانسپیرڈ  
 بھی باہر آ گیا اور بلیک زبرد نے ڈھکن دوبارہ دھلنے پر مجبور کیا۔

اب وہ ایک عمارت کے عقبی طرف موجود تھے۔ جہاں جھاڑ جھبے  
 نظر آ رہا تھا۔

”آئیے ادھر آئیے۔“ ٹرانسپیرڈا لے نے جلدی سے عقبی  
 میں موجود ایک بڑے سے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

اور چند لمحوں بعد دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ بلیک زبرد نے  
 کی پیروی کی اب وہ عمارتوں کے ایک طویل سلسلے کے پیچھے موجود دروازے  
 پر تھے۔

”ادھر گھٹ منہ بچیں ہے دماغ اپنے آدمی موجود دیں۔“ ٹرانس  
 دلے نے کہا۔ اور بلیک زبرد نے سر ہلا دیا۔

اب وہ عمارتوں کے ساتھ ساتھ دوڑتے ہوئے آگے بڑھے۔  
 جا رہے تھے۔ لیکن ابھی وہ تھوڑی سی دیر گئے تھے کہ اچانک بلیک  
 اور ٹرانسپیرڈا دونوں ہی ٹھٹھک کر رک گئے۔ پھر وہ جھپٹ کر دیے



نیچے جھک جاؤ جلدی۔۔۔ پھلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے ناٹران۔  
 کہا۔ اور وہ دونوں تیزی سے سیٹوں کے درمیان خلا میں دھبے گئے  
 دوسرے لمحے کار نے تیزی سے موڑ کاٹا اور پھر وہ بے ستارہ انداز  
 دوڑتی ہوئی اپس مڑ گئی۔ تھوڑی دیر بعد کار واپس گیٹ پر پہنچ گئی  
 ”مجھے یہیں اتار دو اور نکل جاؤ جلدی۔۔۔ اگلی سیٹ سے کس  
 نے کہا۔ اور پھر دروازہ کھلنے اور کسی کے اچھل کر نیچے اترنے کی آواز  
 سنائی دی۔

”دکاوٹ ہٹا دو۔۔۔ جلدی کرو۔۔۔ نیچے اترنے والے نہ  
 یوج کر کہا۔ اور پھر دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز کے ساتھ ہی کار ایگر  
 جھٹکے سے آگے بڑھی اور انتہائی تیز رفتار سے آگے بڑھتی چلی گئی

ملٹری انٹیلیجنس کا چیف کرنل سنڈاری غصے کی  
 بات سے بڑی طرح لرز رہا تھا۔ اس کا ساولا چہرہ بگڑ کر انتہائی تاریک  
 ہوا تھا۔

”نکل گئے۔ کیسے نکل گئے۔ وہ بندھے ہوئے تھے۔ اور چھانڈنی  
 تھے۔ وہ کیسے نکل سکتے ہیں۔ کہاں نکل سکتے ہیں۔۔۔ کرنل سنڈاری  
 انتہائی غصیلے انداز میں میز پر کچے برساتے ہوئے کہا۔

”بس۔ یہ لوگ حد سے زیادہ پھرتیلے تھے۔ ان میں سے ایک  
 سانپ کا بہانہ بنا کر جیپ دکوائی اور پھر نیچے اتر کر ایک تخت غائب  
 گئے۔ ایک گٹر کا وہاں کھلا ہوا تھا۔ سپاہی اندر گیا۔ چکننگ  
 لئے ہم ادھر ادھر تلاش کرتے رہے۔ جب کافی دیر تک وہ سپاہی  
 نہ آیا تو ہم گٹر میں اترے تو وہ سپاہی مرا پڑا تھا۔ اس کی شین گئی  
 باقی۔۔۔ ہم آگے گٹر کے اختتام تک انہیں ڈھونڈتے رہے۔



”یس سر۔ بھگت رام سر۔“ رسیور اٹھلتے ہی دوسری طرف سے بھگت رام کی آواز سنائی دی۔  
سیکرٹ سر دس کے چھٹ شاگل سے بات کر اڈ جلدی۔ ان کی فٹنٹس یا دفتر جہاں بھی وہ ملے فوراً۔ کرنل سنڈاری نے مجھے ہونے کہا۔

بب۔ بب۔ بہتر سر۔ دوسری طرف سے برائے ہوئے انداز میں کہا گیا۔

اداس کے ساتھ ہی کرنل سنڈاری نے رسیور کو ٹیل پریشخ یادہ اپنے ہونٹ کاٹ رہا تھا۔ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ اس کا پس نہیں چل رہا کہ وہ اپنی ہی بویشیاں فوجیا شروع کر دے۔ اب تک اس کا کیا کرنا ڈوب رہا تھا۔ جس مشن کو راز رکھنے کے لئے اس نے مہمات ایک کر دیا تھا۔ وہ اس طرح بھی افشا ہو سکتا ہے۔ اس کا تو نے خیال ہی نہ آیا تھا۔ اگر اُسے ذرا بھی خیال آجاتا کہ اس جگہ سے ہی مشن لیک ہو سکتا ہے۔ تو وہ کبھی بھی فائل دہاں نہ چھوڑتا۔ اب صرف ایک امید تھی کہ شاید اس آدمی کا ہاتھ اس فائل تک پہنچنے سے پہلے اُسے ٹریپ کر لیا گیا ہو۔ لیکن اس کی چھٹی جس کہہ رہی تھی کہ ایسا نہیں ہوا۔ ذرا اس کے ہاتھ سے نکل چکی ہے۔ اب اسے اپنے آپ پر غصہ آ رہا تھا کہ آخر یہ بات پہلے اس کے ذہن میں کیوں نہیں آئی۔ اس کے ذہن میں ذرا بھی خیال آجاتا تو وہ چاہے وہ اصلی رام داس ہوتا یا نقلی وہ ہر صورت میں اُسے دہیں گولی مار دیتا۔

اُسی لمحے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور کرنل سنڈاری نے

لیکن وہ کہیں نہ ملے۔ پھر ہم نے ساری چھاؤنی تلاش کر لی۔ وہ کسی گیت بھی نہیں گئے۔ اور ان کا کہیں سراغ بھی نہیں ہے۔ بجائے انہیں نہ کھا گئی یا آسمان بھگ گیا۔ مینز کے سامنے کھڑے ہوئے مسر آدمی نے دک دک کر اور سہمے ہوئے بچے میں کہا۔

”ہو نہ ہو۔ اس کا مطلب ہے کوئی لمبی سازش ہوئی ہے۔ اور چوٹ ہو گئی۔ اور ہم سب واقعی اچھ ترین انسان ہیں۔ انتہائی بالکل اچھ۔ اور اب میری سمجھ میں آیا کہ نقلی رام داس دہاں دفتر میں کیا گیا تھا۔ اور دہاں جغرافیائی مسروے کے لئے کریک کی تحفہ موجود ہے اور۔“ کرنل سنڈاری نے دونوں ہاتھوں سے سر کھٹا اور دھم سے کرسی پر بیٹھ گیا۔  
”کریک کون سر۔“ مسلح آدمی نے سہمے ہوئے انداز میں کہا۔

”میرا سر اور کون۔ دفع ہو جاؤ۔ انہیں ڈھونڈھو۔ چھاؤ کی ایک ایک اینٹ اکھاڑ ڈالو۔ زمین کا ہر چپہ کھود ڈالو۔ انہیں نہ یا مردہ میرے پاس لے آؤ۔ ورنہ میں تم سب کو گولیوں سے بھون کا گا۔ گٹ آؤٹ۔“ کرنل سنڈاری نے علق کے بل چیخے ہو کر کہا۔ اور مسلح سپاہی بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور یوں دروازے پر ہنکل گیا جیسے اُسے ایک لمحے کی بھی دیر ہو گئی تو قیامت آجائے کرنل سنڈاری چند لمحے دونوں ہاتھوں سے سر کپڑے کر بیٹھا رہا۔ پھر اچانک چونک کر سیدھا ہو گیا۔ اس نے جلدی۔ سامنے پڑے ہوئے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا۔



آپ انہیں چھانڈنی کے اندر ڈھونڈھیں۔ ان کا سراغ لگائیں۔ میں باہر  
میں تلاش کرتا ہوں۔ میں پوری سیکرٹ سروس کو حرکت میں لے آتا  
ہوں۔ پلے والے رکھیں گے۔ شاگل نے کہا۔  
”تھیک ہے۔ اس رام داس کا علیہ بتا دوں۔“ کرنل سنڈاری  
کہا۔

”جیلے کی ضرورت نہیں۔ ظاہر ہے وہ نقلی رام داس تھا۔ تو ظاہر ہے  
اب آپ میں ہوگا۔ صرف قدر و قیامت بتا دیجیئے۔“ شاگل نے  
اور کرنل سنڈاری نے بیک زبرد کا قدر و قیامت کی تفصیل بتا دی۔  
اس کا وہ ساتھ جو بعد میں پکڑا گیا تھا اس کا علیہ اور قدر و قیامت  
میں تھا می آدمی ہوگا۔ ہو سکتا ہے وہی ٹریس ہو جائے۔ شاگل  
کہا اور کرنل سنڈاری نے سجاد کا علیہ اور قدر و قیامت کی تفصیل بتا دی۔  
”تھیک ہے میں کوشش کرتا ہوں۔ کہ یہ لوگ کافرستان سے نہ  
ہوں۔ دیے آپ کی پیش کش۔ شہر ما کو بھی ہوشیار کر دیں۔ گڈ بائی“  
نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

کرنل سنڈاری نے ڈھیلے ہاتھوں سے رسیور رکھ دیا۔ اس کی  
کمرہ میں یہ پہلا موقع تھا کہ اس طرح بے بس ہونا پڑا تھا۔

رسیور اٹھالیا۔

”نیں۔ کرنل سنڈاری نے غراتے ہوئے کہا۔

”سہ۔ جین آف سیکرٹ سروس سے بات کیجیئے۔“

بھگت رام کی آواز سنائی دی اور پھر ملک کی آواز کے ساتھ ہی شاگل کو  
آواز ابھری۔

”ہیلو۔ میں شاگل بول رہا ہوں۔“ شاگل کی نیندیں ڈوبا  
ہوئی آواز سنائی دی۔

”شاگل صاحب۔ میں کرنل سنڈاری ہوں۔ ایک اہم واقعہ پیش  
آ گیا ہے۔ جس کے لئے آپ کو اس وقت فون کیا ہے۔“

کرنل سنڈاری نے بوجہ کو نرم کرتے ہوئے کہا۔ ”کیونکہ مقابل اس کا  
کوئی ناکحت نہ تھا بلکہ سیکرٹ سروس کا چیف تھا۔“

”کیا ہو گیا کرنل صاحب۔ فرمائیے۔“ شاگل کی آواز چونکی  
ہوئی تھی۔ اور پھر کرنل سنڈاری نے شروع سے اب تک کی ساری  
کاہرہ ذاتی تفصیل سے سن دی۔ اور ساتھ ہی اپنا خیال بھی کہ کریک کی  
بغیر ذاتی سروسے رپورٹ فائل بھی اس دفتر میں تھی۔

”ادہ اوہ کرنل صاحب یہ تو غضب ہو گیا۔ ادہ اس کا تو آپ کیا  
خیال رکھنا چاہتے تھے۔ یہ لازماً بائشیا سیکرٹ سروس کا ہی کام ہے  
اس دن انہیں ڈیم کے پاس پکنک مناتے دیکھ کر میرا ماٹھا ٹھٹکا تھا۔  
شاگل نے کہا۔

”اب کیا کیا جائے۔ میرے آدمی انہیں ڈھونڈھ تو رہے ہیں لیکن  
وہ نہ ملے تب۔“ کرنل سنڈاری نے کہا۔



نہیں۔ میں پہلے بھی کئی بار آچکا ہوں۔ لیکن آپ سے رابطے کی ضرورت نہیں آئی۔ بلیک زیمرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔  
اب وہ اسے کیا بتانا کہ جسے وہ ابھی سمجھ رہے ہیں اس سے بطور  
مسودہ ہزاروں بار بات کر چکے ہیں۔  
آپ بھی صغیر اور کیپٹن شکیل صاحب کے گروپ میں ہیں  
میں جان نے کہا۔

نہیں۔ میرا تعلق ایک اور شعبے سے ہے۔ بہر حال ہے وہ  
سیکریٹ سروس کا ہی شعبہ۔ اچھا اب تعاون تو ہو گیا۔ اب یہاں  
ہے نکلنے کا کیا ہو گا۔ بلیک زیمرو نے موضوع بدلتے ہوئے  
کہا۔

آپ جس مشن پر آئے تھے کیا وہ مکمل ہو گیا ہے۔ ناٹران  
نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”ہاں وہ مکمل ہو چکا ہے۔ اب صرف مسئلہ یہاں سے نکلنے کا ہے۔  
اسے کا غذات وغیرہ اس میک اپ میں کب تک تیار ہو سکتے ہیں  
بلیک زیمرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

لیکن اس سے پہلے کہ ناٹران کوئی جواب دیتا۔ اچانک میز کی  
تھ سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ اور ناٹران نے چونک کر  
لمبی دما ز کھولی۔ اور پھر اس میں سے ٹرانسمیٹر باہر نکال لیا۔

پھر اسی ٹرانسمیٹر سے ہی نکل رہی تھیں۔  
ریس ناٹران سپیکنگ اوور۔ ناٹران نے بٹن دبلتے  
کئے کہا۔

ناٹران۔ فیصلہ جانے اور بلیک زیمرو کہتے  
بیٹھے ہوئے تھے۔ ان دونوں نے ہی یہاں پہنچ کر سب سے پہلے لبا  
اور میک اپ صاف کئے تھے۔ بلیک زیمرو نے چونکہ ڈبل میک  
کیا ہوا تھا۔ اس لئے رام داس کے میک اپ کے غلتے کے بعد  
اور میک اپ میں تھا۔ جب کہ ناٹران اور فیصلہ جان نے صرف فوجی  
آباد دیئے تھے۔ وہ اپنی اصلی شکلوں میں ہی چھاؤنی گئے تھے۔ ٹرانسمیٹر  
سجاد کو ناٹران نے داتے میں ہی ایک جگہ اٹا کر اُسے مزید ہدایات  
دی تھیں۔

”جناب پردیز صاحب۔ آپ شاید پہلی بار کافرستان آ  
ہیں۔ پہلے آپ سے ملاقات کبھی نہیں ہوئی۔ ناٹران نے بلیک  
سے مخاطب ہو کر کہا۔  
بلیک زیمرو نے اُسے اپنا نام پردیز ہی بتایا تھا۔



”تھری سکس بول رہا ہوں پاس۔ ایک اطلاع ہے اور“  
 دوسری طرف سے ایک اجنبی سی آواز سنائی دی۔  
 ”یس۔ کیا اطلاع ہے اس وقت اور۔“ ناٹران نے  
 چونکتے ہوئے پوچھا۔

”سرساگل کوان کی رہائش گاہ سے ملٹری انٹیلی جنس کے چیف نے  
 اپنے دفتر بلوایا اور انہوں نے واپس آکر پوری سیکرٹ سروس کو  
 ہنگامی طور پر الارٹ کر دیا ہے۔ ایرپورٹس۔ بس اسٹینڈ۔ ریلوے اسٹینڈ  
 اور دوسرے تمام راستوں پر سیکرٹ سروس کے افراد کو تعینات  
 دیا گیا ہے۔ انہیں حکم دیا گیا ہے کہ وہ دوا افراد پر کڑی نگاہ رکھیں اور  
 تھری سکس نے کہا۔  
 ”کن افراد پر اور۔“ ناٹران نے پوچھا۔

اور دوسری طرف سے تھری سکس نے سجاد کا حلیہ قد و قامت  
 بلیک زیرو کا قد و قامت بتا دیا۔  
 ”ہونہ۔ ٹھیک ہے۔ تم ہوشیار رہنا۔ اگر کوئی نئی بات سن  
 آئے تو مجھے بتانا اور ایڈیٹل۔“ ناٹران نے کہا۔ اور ٹرانسپیر  
 آف کر دیا۔

”بیجے پور پریز صاحب۔ آپ کی اور سجاد کی تلاش پورے  
 دارالحکومت میں شروع ہو گئی ہے۔ اب ملٹری انٹیلی جنس کے سر  
 ساتھ سیکرٹ سروس بھی میدان میں آئی ہے۔“ ناٹران  
 نے مسکراتے ہوئے کہا۔  
 ”لیکن صرف قد و قامت کی بنیاد پر تو کسی کو نہیں پکڑا جاسکتا۔“

میرے جیسے قد و قامت کے تودار الحکومت میں لاکھوں افراد ہوں  
 تم۔ بلیک زیرو نے سر ملاتے ہوئے کہا۔  
 ”بہر حال انہوں نے تو اپنی کارروائی شروع کر دی ہے۔“  
 ٹران نے سر ملاتے ہوئے کہا۔

”یہ سجاد کیا اس جگہ سے واقف ہے۔“ اچانک بلیک زیرو  
 نے پوچھا۔

”جی ہاں۔ یہ سجاد امید کو اور ہے۔ سب ہی اس سے واقف  
 ہیں کیوں۔“ ناٹران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”یہ سجاد صاحب اب کہاں ہیں کیونکہ ان کا حلیہ بھی سیکرٹ  
 سروس کے پاس ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ اُسے چیک کر کے یہاں پہنچ  
 جائیں۔“ بلیک زیرو نے کہا۔

”نہیں۔ سجاد انتہائی ہوشیار آدمی ہے۔ میں نے اُسے  
 ایک مخصوص پوائنٹ پر بھیج دیا ہے۔ اب جب تک میں حکم نہیں دوں  
 کہ وہ اس پوائنٹ سے باہر نہیں آئے گا۔ چاہے ایک ماہ ہی  
 یوں نہ گزر جائے۔“ ناٹران نے سر ملاتے ہوئے کہا۔ اور  
 بلیک زیرو مطمئن ہو گیا۔

”اب میں فوری طور پر نکلنا چاہتا ہوں۔ کاغذات بننے میں تو ایک  
 دو دن لگ سکتے ہیں اور اتنا عرصہ میرا یہاں رہنا ٹھیک نہیں۔ کوئی  
 طریقہ سوچنا چاہیے۔“ بلیک زیرو نے کہا۔

”اس کا ایک اور حل ہے اگر آپ پسند فرمائیں۔“ ناٹران  
 نے چپکاتے ہوئے کہا۔



نہیچیک ہے اس سے بات کر لو۔ ناثران نے بھی رضا مندی  
لہا کر کے ہونے کہا۔ ادیشلی فون اس کی طرف کھسکا دیا۔ فیصل جان  
سیور اٹھایا اور نمبر گھٹانے شروع کر دیئے۔  
ریسنیشنل میٹی سائیڈ کمپنی۔ دوسرے طرف سے آواز  
آئی۔

بشن رام پائلٹ سے بات کرنی تھی میں اسکا بھائی مہندر رام بول رہا  
ایک ضروری بات ہے۔ فیصل جان نے آواز بدلتے  
کے کہا۔

وہ اچھا۔ ہو لڈ آن کریں۔ وہ ابھی دفتر پہنچے ہیں۔ میں انہیں بلاتا  
میں۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور فیصل جان شکریہ کہہ  
اموش ہو گیا۔

میلو بشن رام سپیکنگ۔ چند لمحوں بعد ایک بھاری سی  
بنتی آئی۔

بشن رام میں مہندر رام بول رہا ہوں۔ ایک ضروری بات ہے۔  
اس نمبر بتاؤ جہاں تم اکیلے ہو۔ فیصل جان نے کہا۔  
وہ اچھا ٹھیک ہے۔ میں کام کے بعد سیدھا آ جاؤں گا۔ دیے  
بہ کر دو کہ تھری زیرو ون سکس زیرو تھری پون کو دینا تاکہ میرے  
ٹھیک وہ خیال رکھیں۔ دوسری طرف سے بشن رام نے کہا۔  
میں کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

خاصا ہوشیار آدمی ہے۔ بلیک زیرو ونے مسکراتے

کیس اعلیٰ تفصیل بتائیں۔ بلیک زیرو ونے چونکتے ہوئے  
پوچھا۔  
"جو چیز آپ یہاں سے لے جانا چاہتے ہیں وہ ہم فیصل جان کی  
معرفت بچھا دیتے ہیں۔ وہ آسانی سے چلا جائے گا۔ آپ اس وقت  
مک یہ ہیں۔ جب تک صورت حال اطمینان بخش نہیں ہو جاتی"  
ناثران نے کہا۔

"وہ چیز طرف میرے ذہن میں ہے۔ اس کا کوئی علیحدہ وجود نہیں  
ہے۔ اس لئے میرا ذاتی طہ پر جانا ضروری ہے۔ بلیک زیرو  
نے کہا۔

"باس۔ اگر آپ حکم کریں تو میں پرویز صاحب کو بھیجے  
پہلے ہی سرحد پار کر ادد۔ کسی پر خاموش بیٹھ ہوئے  
فیصل جان نے کہا۔  
وہ کیسے۔ ناثران اور بلیک زیرو دونوں نے چونکتے ہوئے

پوچھا۔  
میرا ایک دوست نصلوں پر ادبیات کا چھڑکاؤ کرنے والی  
کمپنی کے سیشنل مینیجنگ پرویز صاحبہ ہے۔ بااعتماد دوست ہے۔  
پرویز صاحبہ اس کے جہان میں بیٹھ کر سرحد پار کر سکتے ہیں۔  
علم بھی نہ ہوگا۔ ویسے بھی ادبیات کا چھڑکاؤ وہ صبح سویرے نکلتے  
پہلے کرتے ہیں اور گزشتہ دنوں وہ بتا رہا تھا کہ آج کل وہ شامی  
سرحدی بیٹی پر چھڑکاؤ کر رہا ہے۔ فیصل جان نے کہا۔  
ادہ اگر وہ بااعتماد لکھی ہے تو پھر ٹھیک ہے۔ بلیک



ہوئے کہا۔

"ہاں بہت تیز آدمی ہے۔ پیسے کی خاطر تو اپنی جان بھی داؤ پر لگا نہیں چوکتا۔" فیصل جان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر دمنٹ ریکر اس نے وہی نمبر ڈائل کیا جو بشن رام نے بتایا تھا۔  
"یس بشن رام سپیکنگ۔۔۔ چند بار گھنٹی بجنے کے بعد اٹھایا گیا اور بشن رام کی آواز سنائی دی۔  
"یس مہند رام بول رہا ہوں۔ مطلع صاف ہے۔" فیصل نے کہا۔

"بالکل صاف ہے۔ بولو کیا کہتے ہو۔ کوئی نیا کام ہے؟"

بشن رام کے بچے میں اشتیاق تھا۔  
"ہاں ایک خاص آدمی کو سرحد پار پہنچانا ہے۔ پاکیشیا کی میں داخل کر دینا ہے بس۔ اکیلا آدمی ہوگا بغیر کسی سامان کے۔" فیصل جان نے کہا۔

"ادھ ضرور پہنچ جائے گا۔ میں آج کل ادھر ہی ادویات کا بیڑا رہا ہوں۔ بس ایک گھنٹے بعد جہان لے کر چلوں گا۔ لیکن رقم نہ دے۔ دیکھو خطرے والی بات ہے۔ میری نوکری بھی جاسکتی اور قید بھی ہو سکتا ہوں۔ اس لئے خیال رکھنا۔" بشن رام جو شیہہ آدمی کی طرح بات کرتے ہوئے کہا۔

"خطرے والی کوئی بات نہیں۔ وہ کوئی ایسا اہم آدمی نہیں جس عام سا آدمی ہے۔ پانچ ہزار روپے تک دے سکتا ہے۔" کیمیشن سمیت۔ اگر منظور ہو تو بتاؤ۔ ورنہ میں کسی اور سے بار

دان۔ فیصل جان نے بھی اس کی نفیات کے عین مطابق جواب دے ہوئے کہا۔

"یاد مہند رام۔ پانچ ہزار تو بہت تھوڑے ہیں۔ مہتاہا ایک ہزار بشن دینے کے بعد مجھے تو چار ہی بچیں گے۔ دس ہزار روپیہ دلاؤ تو ت ہو سکتی ہے۔ کیمیشن کے علاوہ۔" بشن رام نے کہا۔

"دس ہزار کیمیشن کے علاوہ۔ واہ بشن رام۔ اس آدمی کی اپنی ت ہی دس ہزار نہیں ہوگی۔ اچھا سنو۔ آخری بات۔ کیمیشن کے علاوہ ہزار مل سکتے ہیں۔ میں نے اس سے آٹھ لاکھ سودا کیا ہے۔ صاف تھے دو میرے چھ مہتاہا۔ اب صرف ہاں یا نہیں جواب دینا۔"

فیصل جان نے باقاعدہ مول تول کرتے ہوئے کہا۔  
"چلو اب مہتاہا نکال کر کیا کروں۔ لیکن رقم نقد ہوگی۔" بشن رام غصا مند ہوتے ہوئے کہا۔

"بیشک ہے نقد رقم ملے گی۔ بولو آدمی کو کہاں لے آؤں۔" فیصل جان نے کہا۔

"تم ایسا کرو۔ اس آدمی کو لے کر کالی پہاڑی کے دامن میں پہنچ۔ میں چھڑکاؤ کرتا ہوا دہاں آؤں گا اور پھر نیچے اتر کر اس آدمی کو لے آؤں گا۔ اور پھر اسی طرح چھڑکاؤ کرتا ہوا سرحد پار آئے گا کہ واپس آؤں گا۔ لیکن آدمی اور رقم آپ سے زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ گھنٹے بعد آجیائی کے دامن میں پہنچ جائیں۔" بشن رام نے کہا۔

"اوکے۔ بیشک ہے۔ ہم پہنچ جائیں گے۔" فیصل جان نے کہا۔ اور رسیو رکھ دیا۔



"یہ آدمی بھروسے کا ہے۔" ناظران نے پوچھا۔

"بالکل بھروسے کا آدمی ہے۔ بس ذرا طبیعت کا لالچی ہے۔ اور کہ بات نہیں۔ پر دیر صاحب بڑے اطمینان سے سرحد پار کر جائیں گے بغیر کسی رکاوٹ کے پہلے بھی کئی بار آدمی بھیجے ہیں۔" فیصل جان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ کالی پہاڑی کہاں ہے۔" بلیک زیرو نے پوچھا۔ اور فیصل جان نے اسے کالی پہاڑی کا حدود اربعہ بتا دیا۔  
"اس کا مطلب ہے وہاں تک پہنچنے میں ایک گھنٹہ لگ ہی ہے گا۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"جی ہاں سر۔ اتنا دقت تو بہر حال کاریں لگ ہی جائے گی۔" فیصل جان نے کہا۔

"تو ٹھیک ہے۔ میں تیار ہوں چلو۔" بلیک زیرو نے اسٹافٹ ہوئے کہا۔

"میں میک اپ کمرہ میں مہندر رام والا۔ اور پاس چھ ہزار روپیہ بلیک میں دے دیجئے۔" بشن رام نے پہلے رقم چیک کر لی ہے۔ یہ بات کرنی ہے۔" فیصل جان نے اسٹافٹ ہوئے کہا۔  
"ہاں ٹھیک ہے۔" ناظران نے کہا۔ اور پھر وہ اٹھ کر دوسرے کمرے کی طرف بڑھ گئے۔

شاگل کو اپنے دفتر میں بے چینی کے عالم میں ٹپل رہا تھا۔ سیکرٹ سروس کی طرف سے مختلف رپورٹیں آ رہی تھیں۔ لیکن اب کوئی ایسا مشکوک آدمی سامنے نہ آیا تھا جس سے چھاقہ فنی دلے مجرموں کو مل سکتا۔ ویسے رام داس کا جو قدرقا مت کرمل سنڈا می ہوتے بتایا تھا۔ اس سے یہ بات تو سچ تھی کہ وہ کم از کم عمران ہیں جو سکتا۔ اور اسی وجہ سے شاگل کو یقین تھا کہ وہ آدمی پکڑا جا لے گا۔ کیونکہ وہ صرف عمران کی صلاحیتوں سے ہی مرعوب ہے۔ اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بجی تو اس نے چونک کر بیدار ہوا۔  
"میں شاگل سپیکنگ۔" شاگل نے کرنٹ اور تھکمانہ

کہا۔  
"گو بند بول رہا ہوں۔ ایک بات میرے نوٹس میں آئی



میں نے سوچا۔ آپ کو بتا دوں۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا بات ہے کھل کر کہو"۔ شاگل نے چونکتے ہوئے پوچھ  
"جناب میرا بھائی نیشنل پیسٹی سائڈ کمپنی کے میڈ آفس میں ملا

ہے۔ آج جب آپ نے مشکوک افراد کو ٹریس کرنے کا حکم دیا تو  
وقت میں گھر پہنچا۔ میرا بھائی بھی موجود تھا۔ اس لئے اس کے نوٹس  
بھی یہ بات تھی۔ اس نے ابھی ابھی مجھے ایک حیرت انگیز اطلاع  
ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ وہ ڈیوٹی پر تھا کہ کسی نے اودیات کا چھڑکاؤ  
دلے سپیشل ہیلی کاپٹر کے پائلٹ بشن رام سے بات کرنے کے۔

کہا۔ اور اپنے آپ کو اس کا بھائی مہندر رام بتایا۔ اس پر میرا  
چونک پڑا۔ کیونکہ بشن رام کو وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ وہ مال باب  
اکیلا لڑکا ہے۔ اس کا کوئی بھائی نہیں ہے۔ بہر حال اس کے بھ

نے بشن رام سے بات کی تو بشن رام نے اُسے ایک ٹیلی فون نمبر دے  
کر رابطہ ختم کر دیا۔ جو ٹیلی فون نمبر بشن رام نے دیا تھا وہ ملحقہ کمپنی کا  
جسے رات کو چوکیدار اسٹڈ کرتا ہے۔ اس پر میرا بھائی اور کنگ

چنانچہ اس نے بشن رام کا حلقہ کیا۔ تو بشن رام ملحقہ کمپنی کے  
میں گیا اور چوکیدار کو دس روپے دے کر باہر بھیج دیا۔ میرا بھائی کمر  
کے ساتھ چھپ گیا۔ ٹیلی فون کال آئی۔ وہی مہندر رام بول رہا

اس نے بشن رام کو کسی آدمی کو سرحد پار کرنے کے لئے کہا۔ اور بشن  
چھ ہزار روپے کے عوض راضی ہو گیا۔ اور اس نے کہا کہ وہ آدمی کا  
پہاڑی کے پاس پہنچا دے۔ وہاں سے وہ اُسے لے لے گا۔ چوکیدار  
میرے بھائی کے نوٹس میں بات تھی۔ اس لئے اس نے مجھے مختلف

میں پر ٹریس کر کے یہ اطلاع دینی ہے۔ گو بننے اور تفصیل  
لئے ہونے کہا۔

"وہ بشن رام کیا کرتا ہے۔" شاگل نے پوچھا۔

"وہ جناب پائلٹ ہے۔ اور آج کل اس کا سپیشل ہیلی کاپٹر پاکیشیا  
کے ساتھ شمالی سرحد پر فصلات پر چھڑکاؤ کر رہا ہے۔ اس کا پروگرام یہ  
ہے کہ وہ چھڑکاؤ کرتا ہوا اہلی کاپٹر کو کالی پہاڑی کے دامن میں کھلی جگہ  
پر دے گا۔ اور پھر اس آدمی کو ساتھ بٹھا کر چھڑکاؤ کرتا ہوا سرحد  
پار کرنے کا اور سرحد پار اُسے اتار کر دوبارہ چھڑکاؤ شروع کر دے گا۔

طرح کسی کو علم ہی نہ ہو سکے گا اور وہ آدمی سرحد پار کر جلتے گا۔ ہو  
گئے جناب جس آدمی کو بشن رام سرحد پار کر رہا ہے وہ ہمارا مطلوب  
ہو۔ گو بند نے کہا۔

"یقیناً وہی ہوگا۔ ویسے طریقہ تو انتہائی سادہ اور آسان ہے۔ ہم  
پہلے دیتے رہ جلتے اور وہ آدمی اطمینان سے سرحد پار کر  
گئے۔ کس وقت وہ آدمی کالی پہاڑی پر پہنچے گا۔" شاگل نے

حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔  
"جناب بشن رام نے اُسے اب سے ڈیڑھ گھنٹے بعد پہنچنے کے لئے  
کہا ہے۔ گو بند نے کہا۔

"او۔ کے۔ میں چیک کر لوں گا۔" تصدک یو فار دس لگے۔ اور  
اپنے بھائی کو اطمینان دلادو کہ وہ ہمارا مطلوبہ آدمی نہیں ہو سکتا۔  
کہیں اس کی وجہ سے بشن رام کو چکانہ ہو جائے اور وہ اس آدمی کو  
چھڑکا دے۔" شاگل نے اُسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔



نہوں نے عام لباس پہنے ہوئے تھے۔

”آؤ مارٹن بیٹھو“ — شاگل نے اس نوجوان سے کہا جو اُسے  
 حلقہ دینے آیا تھا۔ یہی مارٹن تھا۔

ادھر پھر شاگل اور مارٹن ایک جیلی کا پٹر میں اور باقی نو افراد دونوں  
 جیلی کا پٹروں میں سوار ہو گئے۔ شاگل والے جیلی کا پٹر میں پائلٹ سیٹ  
 بہارٹن ہی تھا۔ جب دونوں جیلی کا پٹر فضا میں بلند ہو گئے تو مارٹن  
 نے سوالیہ نظروں سے پاس بیٹھے ہوئے شاگل کی طرف دیکھا۔

”پاکتیا کی شمالی سرحد پر واقع کالی پہاڑی جاننا ہے۔“ شاگل  
 نے کہا۔ اور مارٹن نے سر ملاتے ہوئے جیلی کا پٹر کا رخ موڑ دیا۔  
 تقریباً دس منٹ کی پرواز کے بعد دونوں جیلی کا پٹر کالی پہاڑی پر  
 پہنچے۔ پھر شاگل کے کہنے پر دونوں جیلی کا پٹر نیچے اتر آئے۔

”مارٹن۔ اب تم ایک آدمی سمیت دونوں جیلی کا پٹر لے کر واپس  
 آؤ۔ جب ضرورت ہوگی میں واپس ٹرانسمیٹر پر تمہیں بلاؤں گا۔ باقی  
 نو آدمی میرے ساتھ ہی یہاں رہیں گے۔“ شاگل نے کہا اور مارٹن  
 مڑا ہوا واپس مڑا۔ دوسرے جیلی کا پٹر کا پائلٹ بھی اپنے جیلی کا پٹر  
 پر طرف بڑھ گیا۔ اور چند لمحوں بعد دونوں فضا میں بلند ہو کر واپس شہر  
 پہن مڑ گئے۔

”سنو۔ ایک آدمی یہاں کالی پہاڑی کے دامن میں پہنچا گا۔  
 پھر فصلوں پر ادویات سپرے کرنے والا پیشہ جیلی کا پٹر یہاں آ کر  
 مے گا۔ اور اس میں وہ آدمی سوار ہوگا۔ تم نے اس آدمی کو زندہ  
 قتل کر لیا ہے۔ اگر حالات ایسے بن جائیں کہ وہ زندہ نہ پکڑا جا سکے

”ٹھیک ہے۔ میں کہہ دیتا ہوں سر۔“ گوبند نے بولا۔  
 دیا اور شاگل نے اور کے کہہ کر رسیور دکھ دیا۔ اس کے پہرے  
 مسرت کے آثار تھے۔ اس کی بھیجی جس کہہ رہی تھی کہ اُسے صحیح آدمی  
 کیلومل گیا ہے۔ اور اب وہ اُسے زندہ یا مردہ پکڑ کر مٹری اسٹیشن  
 کے چیف پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپنی کارکردگی کا سکہ جمانے کا۔  
 اس نے جلدی سے انٹرکام کا رسیور اٹھایا۔

”یس سر۔ مارٹن سپیکنگ۔“ دوسری طرف سے  
 ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”مارٹن۔ فوراً دس مسلح افراد اور دو پیشہ جیلی کا پٹر تیار کر کے  
 اطلاع دو۔ میں خود ساتھ جادوں گا بہت اہم مشن ہے۔“ شاگل  
 نے تیز بے میں کہا۔

”ٹھیک ہے سر۔ میں ابھی اطلاع دیتا ہوں۔“ دوسری  
 طرف سے کہا گیا اور شاگل نے مطمئن انداز میں رسیور دکھ دیا۔  
 تقریباً دس منٹ بعد اس کے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک  
 نوجوان اندر داخل ہوا۔

”سر۔ جیلی کا پٹر اور آدمی تیار ہیں۔“ نوجوان نے نہ  
 داخل ہو کر مؤدبانہ بیچے میں کہا۔

”اوکے آؤ۔“ شاگل نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔  
 اور پھر وہ مختلف راہداریوں سے گزر کر نیک کھلے میدان میں پہنچ  
 گیا۔ یہاں وہ بڑے جیلی کا پٹر موجود تھے۔ جیلی کا پٹروں کے ساتھ  
 قطار میں نو افراد کھڑے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں شیٹن گنیں تھیں۔



تو پھر بے شک اُسے گولیوں سے پھلنی کر دینا۔ ہم اس آدمی کے آٹا  
مک پہاڑی کی چٹانوں کے پیچھے اس طرح چھپے رہیں گے کہ جب ضرور  
پڑے تو آسانی سے اس کے گرد گھیرا ڈال سکیں۔" شاگل نے آ  
افراد کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"آٹے والا اکیلا ہی ہو گا باس۔ ایک نوجوان نے پوچھا۔  
"ضروری نہیں ہو سکتا ہے دوہوں۔ تین ہوں۔ چار ہوں  
بہر حال ہمارا مطلوبہ آدمی وہی ہو گا جو پیشیل جیلی کا پٹر میں سوار ہونے  
گا۔ اس لئے ہمیں اس وقت تک خاموش رہنا ہے جب تک کہ ہم  
آدمی کی پہچان نہ ہو جائے۔" شاگل نے کہا۔

"اس جیلی کا پٹر کا کیا کرنا ہے۔ کہیں ہمارے گھیرا ڈالنے تک وہ  
آدمی کو اٹھا کر نکل نہ جائے۔" ایک اور نوجوان نے کہا۔

"بے شک پائلٹ کو گولی مار دینا۔ بہر حال یہ وقت لے گا تو  
جائے گا۔ اب تم سب مناسب جگہوں پر چھپ جاؤ۔ میرے اشارے  
کے بغیر کوئی نہ باہر آئے۔" شاگل نے کہا اور اس کے بعد وہ  
بکھر چٹانوں کی اوٹ میں چھپنا شروع ہو گئے۔

کار خاصی تیز رفتاری سے سڑک کے سینے پر دوڑ رہی تھی۔  
ایک سیٹ پر فیصل جان موجود تھا۔ اس وقت وہ ایک نئے  
ایک اپ میں تھا جب کہ سائیڈ سیٹ پر بیک زیدو تھا۔

زیدو صاحب۔ آپ کبھی عمران صاحب سے ملے ہیں؟  
فیصل جان نے پوچھا اور بیک زیدو چونک پڑا۔

علی عمران۔ ہاں اکثر ملاقات ہوتی رہتی ہے کیوں؟  
زیدو نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔ کیونکہ اس وقت عمران  
نے ذکر کی کوئی ٹمک نہ بنتی تھی۔

مجھے وہ بے حد پسند ہیں۔ میں ذمہ طور پر اپنے آپ کو ان کا  
موجود سمجھتا ہوں۔ فیصل جان نے ہنستے ہوئے کہا۔  
"اچھا تو اب اس نے استاد کی شاگردی کا سلسلہ بھی شروع کر دیا  
دیے آپ پہلے آدمی ہیں جو اُسے پسند کرتے ہیں۔ ورنہ لوگ تو



یہی طرح کی ہلکی ہلکی باتوں میں سفر کر گیا اور پھر بلیک زبرد نے دور سے دہائی پہاڑی دیکھ لی۔ جہاں انہوں نے پہنچا تھا۔ اس پہاڑی کی چٹانوں کا رنگ سیاہی مائل تھا۔ اس لئے اسے عرف عام میں کالی پہاڑی کہا جاتا تھا۔ فیصل جان نے کار پہاڑی کے دامن میں جا کر روک دی۔ اور پھر بلیک زبرد اور فیصل جان دونوں ہی نیچے اتر آئے۔ ابھی صبح کا کاذب کماقت ہوئے والا تھا۔ اس لئے ہلکی روشنی شہر ط پھیل رہی تھی۔ اب بشن رام کا انتظار کرنا پڑے گا۔ بلیک زبرد نے بھر دھڑ دھڑ دیکھتے ہوئے کہا۔

ظاہر ہے پرویز صاحب۔ انتظار تو کرنا ہی ہوگا۔ اس کا وقت ہو گیا ہے۔ وہ بس آئے ہی والا ہوگا۔ فیصل جان نے کہا۔ اور پھر اس نے گارہ کا درد اذہ کھولا اور اس میں سے رقم والا بلیک نکال کر ہاتھ میں لیا۔

بلیک زبرد کے اعصاب میں کچھ نامعلوم سی بے چینی نے ڈیرہ لیا لیا تھا۔ اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی انہونی بات ہونے والی۔ لیکن اس نے کندھے جھٹک کر اس خیال کو دور کر دیا۔ کیونکہ بے چینی سوچا تھا کہ شاید اس طرح آسانی اور سادہ طریقے سے سرحد لے کر دجہ سے اعصاب اسے قبول نہیں کر رہے۔ وہ آ رہا ہے۔ اچانک فیصل جان نے کہا۔

اور بلیک زبرد نے چونک کر دیکھا۔ تو دور اُسے آسمان پر ایک مسابیلی کا پٹر نظر آیا جس کے ساتھ لمبے لمبے سلنڈر نصب تھے۔ اس سے کڑے مار ادویات کی آبشار سی نکل کر نیچے گر رہی تھی۔

نہج ہو جاتے ہیں۔ بلیک زبرد نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ "ہاں۔ ان کے کام کرنے کا انداز ہی ایسا ہے۔ اور یہی انداز بے پسند ہے۔ دیے پر دیز صاحب ایک بات ہے۔ مجھے کبھی بھی خیال آتا ہے کہ چیف باس ایک ٹو علی عمران کو ہی ہونا چاہیئے۔" فیصل جان نے کہا۔

"اوہ۔ لیکن ایک مسخرہ اتنی ذمہ دار پوسٹ پر کیسے آسکتا ہے بلیک زبرد نے کہا۔ اور ساتھ ہی وہ دل ہی دل میں منہس پڑا کیونکہ جو وہ جانتا تھا ظاہر ہے فیصل جان کے فرشتوں کو بھی معلوم نہیں ہو سکتا تھا۔

"عمران صاحب بظاہر مسخرے ہیں ورنہ جس قدر زمین وہ بیس کی پناہ۔ خطرناک سے خطرناک سچویشن کو اس طرح ڈیل کر لیتے ہیں کہ آڈیوران رہ جاتا ہے۔" فیصل جان نے کہا۔ وہ واقعی عمران کا گروہ تھا۔ "وہ تو ٹھیک ہے۔ لیکن ایک بات بتاؤں فیصل صاحب۔ کسی کے سامنے اس قسم کے فقرے چیف باس کے متعلق نہ کہیں۔ چیف باس نے سن لیا تو اس کی دی ہوئی سزائیں بھی انتہائی عبرت دہن ہوتی ہیں۔" بلیک زبرد نے کہا۔

"وہ میں جانتا ہوں جناب۔ لیکن اب ایک ٹوکھاں سن رہا ہے وہ تو پاکیشٹیاں اپنے دفتر میں بیٹھا ہوگا۔" فیصل جان نے بچہ بے نیازانہ انداز میں کہا۔

اور بلیک زبرد اس دلچسپ سچویشن پر بے اختیار منہس پڑا۔ وہ فیصل جان کو کیا بتانا کہ ایک ٹو واقعی اس کے ساتھ بیٹھا ہے۔



پھر اچانک وہ آتشا سی بند ہو گئی اور ہیلی کا پٹر مڑ کر سیدھا کالی پہاڑ کی طرف آنے لگا۔ اور پھر چند لمحوں بعد ہیلی کا پٹر کالی پہاڑی کے ساتھ زمین پر اتر گیا۔ دوسرے لمحے ایک پیلا دھلا آدمی کود کر نیچے اتر یہ بشن رام تھا۔ اس نے آکر فیصل جان سے مصافحہ کیا اور پھر بلیک سے بھی۔

”رقم لے آئے ہو“۔ بشن رام نے اشتیاق بھرے لہجے میں پوچھا۔

”ہاں۔۔۔ یہ رقم ہے بے شک چیک کر لو۔ اور یہ آدمی ہے۔ فیصل جان نے رقم والا بلیک بشن رام کی طرف بڑھاتے ہوئے بلیک زیرو کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

”یقیناً یو“۔ بشن رام نے ایک لمحے کے لئے بلیک کھبو کر دیکھا اور پھر بند کرتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر اطمینان اور خوشی کے تاثرات تھے۔

”آئیے صاحب جلدی کیجیے“۔ بشن رام نے بلیک زیرو سے کہا۔

اور بلیک زیرو نے فیصل جان سے الوداعی مصافحہ کیا۔ اور بشن رام کے ساتھ مڑ کر ہیلی کا پٹر کی طرف بڑھنے لگا۔ ابھی اندر نے دو تین سی قدم اٹھائے تو پل کے کہ اچانک فضا میں گن کی گڑبڑ اور قندیلوں کی دھمک سے گونجی ابھی بشن رام پیچ مار کر اچھلا۔ اور منہ سے ملی زمین پر گر پڑا۔ جب کہ بلیک زیرو وغیرہ جگ ہوئے ہی بجلی کی تہ سے اچھلا اور ہیلی کا پٹر کی طرف دوڑ پڑا۔

خبردار رک جاؤ۔ دندنہ چلی کر دیں گے۔ بیخفی ہوئی آواز سن دی۔ اور اس کے ساتھ گولیاں بلیک زیرو کے آگے پیچھے زمین میں۔ اور بلیک زیرو نے طویل سانس لیتے ہوئے ہاتھ اٹھا دیئے۔

ہیلی کا پٹر ابھی دور تھا اور اب آگے بڑھنا عمر بھر کی خود کشی کے سوا اور کچھ تھا۔ فیصل جان نے بھی ہاتھ اٹھا دیئے تھے۔ کیونکہ پانچ مشین گولوں کا رخ اس کی طرف تھا۔

دوسرے لمحے پانچ چھ افراد نے بلیک زیرو کو گھرے میں لے لیا۔ ان کے اچھا دھڑ کو دیکھتے ہی بلیک زیرو نے طویل سانس لیا۔ وہ میکروٹ سرورس کے چیف شاگل کو پہچان گیا تھا۔ بشن رام گولیوں سے ہنس کر زمین پر مردہ پڑا ہوا تھا۔

”تمہارا کیا خیال تھا کہ تم اس طرح سرحد پار کر جاؤ گے۔“ شاگل تعجب آکر بلیک زیرو سے انتہائی طنز پر انداز میں کہا۔ اس کے چہرے پر کامیابی کے تاثرات نمایاں تھے۔

”تم لوگ کون ہو اور کیا چاہتے ہو“۔ بلیک زیرو نے بڑے نشہ لہجے میں کہا۔ فیصل جان کو بھی دھکیل کر اب بلیک زیرو کے پیٹے آگیا تھا۔

”مشرقی رام داس۔ تم نئے آدمی ہو اس لئے شاید مجھے نہیں تھے۔ میرا نام شاگل ہے شاگل۔ عمران سے جا کر پوچھو کہ میں کون ہوں۔“ شاگل نے مضحکہ اڑانے والے انداز میں کہا۔

”نقی رام داس اور عمران۔“ تم لوگوں کو غلط فہمی جوئی ہے۔“

بلیک زیرو نے مڑ کر پاس کھڑے فیصل جان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔



اس نے بات کرتے ہوئے آنکھ کا کونا دبا کر فیصل جان کو مخصوص اشارہ دیا تھا۔

”سب پتہ چل جائے گا۔ پہلے انہیں باندھ دو۔ ان کی جلیٹس استبر کرو۔ اور اگر یہ غلط حرکت کریں تو بھون ڈالو۔“ شاگل نے چیخ کر اپنے ساتھیوں سے کہا۔

لیکن دوسرے لمحے دہ بڑی طرح چیخا ہوا بلیک زیرو کے سینے سے آگیا۔ اور اُسی لمحے فیصل جان بجلی کی سی تیزی سے اچھلا اور اس نے دو آدمیوں کو نیچے گرا کر زور سے قلابا زنی کھائی اور ایک طرف جا کر۔ اور پھر فیصل جان اور چار افراد کے حلق سے بلیک وقت گولیوں کی تڑتڑ کے ساتھ چیخیں نکلیں۔ فیصل جان نے نیچے گرتے ہی ایک آدمی کے ہاتھ سے چلتی ہوئی مشین گن چھین کر فائر کھولا تھا جب کہ دوسرے گولیوں کی گولیوں نے اس کا رخ کیا تھا۔

”خبردار کوئی حرکت نہ کرے ورنہ میں اس کی گردن توڑ دوں گا۔“ بلیک زیرو نے چیخ کر کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے دونوں میں پکڑی ہوئی مشین گن کو جو اس وقت شاگل کی گردن پرچی ہوئی تھی زوردار جھک کر دیتے ہوئے کہا۔ اور شاگل کے حلق سے زخم ہوتا ہوا لے کر کے کی طرح چیخ سی نکلی۔

”گولی مار دو۔ موت رکو۔“ شاگل نے بڑی طرح پھر پھرتا ہوئے کہا۔ وہ شاید اب ہوش کی سرحد سے نکل چکا تھا۔ لیکن اس سے پہلے کہ ایک لمحے کے لئے ٹھکھنے والے شاگل کے باقی ساتھی ٹریگر دباتے مشین گن کی توتڑا امپٹ کے ساتھ ہی باز

اڑے پہلی کا پٹر کے ساتھ نصب کیڑے مار زہریلی ادویات کے سلنڈر سے زہریلی دوا کی بوچھاڑیں نکل کر ان سب پر پڑیں۔ اور دوسرے لمحے سب مری ہوئی کھینوں کی طرح زمین پر ڈھیر ہو گئے۔ بلیک زیرو صراخ بھی چکر اگیا۔ اور وہ بھی شاگل سمیت ہی زمین پر اٹنے کی خالی ہوئی مٹی کی طرح ڈھیر ہو گیا۔ یہ حرکت فیصل جان کی تھی۔ سلنڈر میں پریشر سے بھری ہوئی زہریلی دوا گولیوں کے بنائے ہوئے سوداؤں سے قدم تیز رفتاری سے نکلی کہ بلیک بچکنے میں وہ سب اس کی پلپیٹ لہ آ گئے۔ فیصل جان کے جسم سے گولیاں لگنے کی وجہ سے خون مٹی رنگ سے نکل رہا تھا۔ لیکن اس کے تہہ پر زہر دست عدم آباد نمایاں تھے۔ اُسے معلوم تھا کہ اگر اس نے زہریلی دوا والی حرکت تو پھر ان دونوں کا زندہ چرچ نہ کھانا ناممکن تھا۔ گولیاں اس کی دونوں پس پکڑی تھیں۔ اس لئے اس کے ہاتھ اور اوپر والا جسم سلامت تھا۔

دوا کی بوچھاڑ ہوتے ہی اس نے سانس روک لیا۔ اور پھر وہ اسی زمین پر گھسٹا ہوا اس طرف بڑھا جہاں بلیک زیرو شاگل سمیت پڑھیر ہوا پڑا تھا۔

اب زہریلی دوا کا پریشر ختم ہو چکا تھا۔ کیونکہ مشین گن کی گولیوں نے شد میں ان گنت سوداؤں کو دے دیئے تھے اس لئے سلنڈر میں موجود دوا کی گیس چند ہی لمحوں میں نکل گئی اور سلنڈر خالی ہو گیا۔ لیکن دوا زہریلی مٹی کی سانس روکنے کے باوجود فیصل جان کے ذہن کو اصل جیسے ملک دے رہے تھے۔ اس کی آنکھوں سے پانی بہہ رہا تھا وہ مٹی ہوا بلیک زیرو کے پاس پہنچا اور پھر اس نے زمین پر پڑے



ہوئے بلیک زبرد کا بازو پکڑا اور اُسے گھسیٹا ہوا ہیلی کا پٹر کی طرف بڑھا۔ بلیک زبرد بے ہوش تھا اور اس کا چہرہ سو جا ہوا تھا۔ فیصل جان اپنی جان پر مبنی ہوئی تھی۔ لیکن اُسے معلوم تھا کہ اگر وہ بہت بار گیا تو پھر موت یقینی ہے۔ چنانچہ وہ بلیک زبرد کو گھسیٹا ہوا ہیلی کا پٹر کے پاس لے کر پہنچے میں کامیاب ہو ہی گیا۔ لیکن اب مسئلہ بلیک زبرد کو ہیلی کا پٹر میں چڑھانے کا۔ اس کی دونوں ٹانگوں مسلسل خون جادی تھا۔ ایسی حالت میں وہ خود بھی کھڑا نہ ہو سکتا تھا۔ بلیک زبرد کو اٹھا کر ہیلی کا پٹر میں ڈالنے کا تو سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا لیکن فیصل جان نے بہت نہ مادی اور وہ ہاتھوں کے زبرد سے پیر سلنڈر کو پکڑ کر ادھر کو اٹھا۔ ادھر پھر ادھر کھڑکی کو پکڑ کر بازوؤں پر اپنے جسم کو کھینچ کر ادھر ہیلی کا پٹر پر چڑھ گیا۔ اس کی توقع عین مطابق ہیلی کا پٹر میں رسی کا گچھا موجود تھا۔ اس نے رسی کو کھوا اور پھر کھڑکی کے ساتھ ایک ایک میں اس نے رسی کا ایک سراف کر اُسے دوسری طرف سے کھینچ کر رسی کے دونوں سرے پھینک دیئے۔ اور پھر اُسی طرح گھسیٹا ہوا وہ دایس نیچے گیا۔ رسی کے ایک سرے کو اُس نے بلیک زبرد کے دونوں بازوؤں کے اندر سے گزار کر بیٹنے کے گد بانڈھ کر مضبوطی سے گانڈھ دی۔ اور پھر رسی کے دوسرے سرے کو پکڑ کر پوری طاقت کھینچ لگا۔ رسی کے کھینچنے ہی بلیک زبرد کا جسم اوپر کی طرف اٹھا۔ فیصل جان خود بھی نہیں پریشان ہوا تھا۔ اور پھر بلیک زبرد کا جب خاصا بھاری تھا۔ فیصل جان کی اپنی حالت بھی درست نہ تھی۔

ایسی حالت میں بلیک زبرد کے جسم کو رسی کے زبرد پر اوپر اٹھانا ممکن تھا۔ لیکن فیصل جان اس ناممکن کو ممکن بنانے پر تیار ہوا تھا۔ پورا جسم کانپ رہا تھا۔ جب چہرہ پسینے سے شرابور ہو چکا تھا۔ لیکن بہت پہنچے پوری قوت سے رسی کو کھینچے جا رہا تھا اور بلیک زبرد ہم آہستہ آہستہ اوپر کو اٹھ رہا تھا۔ درمیان میں کئی لمحے ایسے آئے کہ اس کی بہت جواب دے گئی اور رسی اس کے ہاتھ سے لٹکی۔ لیکن فیصل جان سر جھٹک کر پھر زور لگاتا اور آخر کار بلیک زبرد کے جسم کو کھلی کھڑکی تک پہنچانے میں کامیاب ہو گیا۔ اب جس کے اندر رسی تھی کھڑکی کے اندر دنی طرف تھا۔ اس لئے زبرد کا آدھے سے زیادہ جسم کھڑکی کے اندر پہنچ چکا تھا۔ جب جان نے محسوس کر لیا کہ اب اگر وہ رسی چھوڑ دے تو بلیک زبرد وہاں سے نہ اُگھے گا بلکہ کھڑکی میں ہی رہ جائے گا تو اس نے آہستہ رسی چھوڑ دی۔ اور پھر بلیک زبرد کا جسم واقعی اس ہی رہ گیا۔ اس کی ٹانگیں باہر کو نکلتی رہی تھیں جب کہ باقی ہیلی کا پٹر کے اندر تھا۔

فیصل جان نے رسی چھوڑ دی اور پھر دوبارہ اُسی طرح گھسیٹا ہوا بڑھا اور پھر بلیک زبرد کے جسم کے اوپر سے ہوتا ہوا ہیلی کا پٹر چھوڑ گیا۔ اندر پہنچ کر اس نے رسی بلیک زبرد کے جسم سے اوپر پھر اُسے اندر کی طرف گھسیٹ کر لٹا دیا اور خود وہ گھسیٹ لے بڑھا اور پانکٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس کی زخمی ٹانگیں بے جان نہ تھیں نیچے نکل رہی تھیں۔ لیکن اس کے ہاتھ درست



کام کر رہے تھے۔ چنانچہ اس نے ہیلی کا پٹر کا انجن شارٹ کیا۔  
دوسرے لمحے ہیلی کا پٹر فضائیں بلند ہوتا گیا۔ کافی بلندی پر پہنچا  
اس نے اس کا رخ پانچ شیا کی سرحد کی طرف موڑا۔ اس  
ہیلی کا پٹر کو خاصی تیز رفتاری سے اڑاتا ہوا وہ کا فرستانی  
پارکر کے پانچ شیا کی سرحد میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گیا  
وہ ناممکن کو ممکن بنانے میں کامیاب ہو چکا تھا۔ اپنی بے پناہ  
جرات اور ناقابل یقین قوت ارادی سے۔

عمرالضیاء صاحب یہ فیصل جان واقعی آپ کا بیچ جانشین  
تھے۔ جس ہمت، دلیری، جرات اور ذمہ داری کا مظاہرہ اس  
لیجے۔ مجھے تو اس کے بارے میں سوچتے ہوئے بھی بھر پوری  
ہے۔ ایک زبردستی انتہائی عقیدت مندانہ انداز میں  
ہے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ دونوں اس وقت دانش منزل کے  
فرد میں موجود تھے۔

ایک زبردستی ابھی ہسپتال سے فارغ ہو کر عمران کے ساتھ ہی  
کہ جب کہ فیصل جان پیش ہسپتال میں ابھی زبردستی تھا۔ اس  
فول ٹانگوں کا علاج ہو رہا تھا۔ گولیوں نے اس کی ٹانگوں کا  
تکلیف جگہ سے بھاڑ دیا تھا لیکن ہڈیاں محفوظ تھیں۔ اور فیصل جان  
اس سے اس سارے مشن کی تفصیلات بتائی تھیں۔ کہ کس طرح  
نے نہ ہر ملی دوا دارا اسلٹنگ گولیوں سے بھاڑ کر سب کو بے ہوش



بلک زبرد ہنس پڑا۔

”عمران صاحب! اس نے جس انداز میں میری جان بچائی ہے، اور  
نہ صرف وہ مجھے اپنی حالت کے باوجود یہاں تک لے آیا ہے۔ میں  
قے طور پر اس کا ہمیشہ ممنون رہوں گا۔“ بلیک زبرد نے کہا۔  
”وہ تم جیسے رہنا۔ پہلے یہ بتاؤ کہ مشن کا کیا ہوا۔“ عمران نے  
فیصل سے کہا۔

”ہاں عمران صاحب! مشن مکمل ہو گیا ہے۔“ بلیک زبرد نے  
سانس لیتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے منہ کھول کر دو انگلیاں منہ  
پر رکھیں اور چند لمحوں بعد اس نے مائیکروفن نکال کر پہلے اُسے عجیب  
نہ معاملہ نکال کر صاف کیا اور پھر اُسے عمران کی طرف بڑھا دیا۔  
”یہ کس چیز کی فلم ہے۔“ عمران نے فلم کو ہاتھ میں لیتے ہوئے  
اور بلیک زبرد نے مختصر طور پر شروع سے آخر تک تمام حالات  
کہے۔

”اوہ! اس کا مطلب ہے صورت حال بہت زیادہ پیچیدہ  
ہے اس لیے چیک کر لوں۔“ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔  
مائیکروفن اٹھا کر وہ آپریشن روم کی طرف بڑھ گیا۔ بلیک زبرد اُسی  
بیچھا ہوا اس کے ذہن میں ابھی تک وہی جو شش گھوم رہی تھی۔  
فیصل جان اُسے نکال کر لایا تھا۔ اس کا بس نہ چل رہا تھا  
محبت اچھا اس کا شکریہ ادا کرے۔ لیکن وہ جانتا تھا کہ  
بفت اچھا وہ ایسا نہیں کر سکتا۔ ویسے اس نے دل ہی دل  
فیصل کو لیا تھا کہ جب بھی اُسے موقع ملا وہ فیصل جان کے

کیا اور پھر کس طرح وہ بلیک زبرد کو درسی کی مدد سے کچھ نہ کہ ہیلی  
میں ڈالنے میں کامیاب ہوا۔ اور ہیلی کا پٹرک اس نے سمر حیدر کو۔  
ہوئے جان بوجھ کر اتنی بندھی پکڑ رکھا کہ اُسے ماڈار پر چیک کیا  
اور اس کی توقع کے عین مطابق ایر فورس کے طیاروں نے اُسے  
گھیر لیا۔ اس نے پانکٹ کو بتایا کہ اس کا ادا اس کے ساتھی کا  
سیکٹر سمر دوس سے ہے۔ چنانچہ ہیلی کا پٹرک ایر فورس۔  
فوجی اڈے پر اتار دیا گیا۔ اور پھر خصوصی نگرانی میں ان دونوں کو  
ہسپتال پہنچایا گیا۔ دماغ سے طرزی انٹیلی جنس کے ذریعہ  
سر سلطان کو اطلاع دی گئی اور سر سلطان کے ذریعے  
عمران تک پہنچی۔ فیصل جان کا نام سننے ہی عمران سب کچھ سمجھ  
چنانچہ انہیں ایر فورس ہسپتال سے سیکٹر سمر دوس کے  
ہسپتال میں شفٹ کر دیا گیا۔ اور پھر عمران کو دماغ میں  
فیصل جان سے سارے حالات معلوم ہوئے۔ تب وہ بلیک  
سے ملا۔ جسے ہوش آچکا تھا۔ اور پھر ڈاکٹروں کی طرف سے نہ  
کردہ دونوں دانش منزل پہنچے۔ راستے میں عمران نے  
فیصل جان کے کارنامے کی پوری تفصیل سنائی تو بلیک زبرد  
جلا کہ فیصل جان نے کیا کارنامہ انجام دیا ہے۔ در نہ ہوش  
کے بعد جب اُسے پتہ چلا کہ وہ کافرستان کی بجائے پاکست  
ہے تو حیرت سے اس کا دماغ ہی گھوم گیا تھا۔  
”اگر وہ میرا صحیح جانشین ہوتا تو ان لوگوں کی بجائے سینے پر  
کھاکہ آتا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔



ہاس کے ساتھیوں کو اغوا کر کے ان کے میک اپ میں دہاں پہنچ کر سے تباہ کر دیں۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں بلیک زیرو یہ اتنا آسان کام نہیں ہے جتنا تم اسے سمجھ رہے ہو۔ اب تو دہاں اس سلسلے میں جنگی حالات نافذ ہو چکے ہوں گے۔ اور اب تو ایک ہی صورت ہے کہ یا تو ہم اس کو یک پر ایٹم بم مار کر اسے تباہ کر دیں یا پھر اس سلسلے میں کوئی کمانڈو ایکشن کیا جائے۔" لڑان نے کہا۔

"کمانڈو ایکشن سے کیا مطلب۔" بلیک زیرو نے حیرت سے پوچھا۔

"مطلب ہے مار دھاڑ سے بھر پور فلم چلائی جائے۔ کشتوں کے پتے لگا دیئے جائیں۔ ایک ایک گولی سے دس دس افراد کٹھکے ہلاک ہوتے نظر آئیں۔" عمران نے منہ بند کرتے ہوئے کہا۔ اور بلیک زیرو نے خفیف ہنسنے جھکا لیا۔ واقعی اس کا سوال انتہائی بچکانہ تھا۔

"میں سمجھ گیا آپ ڈی ایجنٹ ٹائپ ایکشن لینا چاہتے ہیں۔"

بلیک زیرو نے کہا۔ "بڑی جلدی سمجھ گئے مطلب۔ اگر زہریلی دوا چھڑکنے سے تمہاری قتل اس طرح تیز ہو جاتی ہے تو پھر مجھے اس کا بندوبست روزانہ کرنا ہوگا۔"

بلیک زیرو اس سلسلے میں دو باتیں مد نظر رکھتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ ہم نے کافرستان کو یہ باور نہیں ہونے دینا کہ ہمیں اصل مشن کا پتہ چل گیا ہے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے وہ لوگ

اس احسان کا بہ لضرور چکا دے گا۔ تھوڑی دیر بعد عمران واپس آیا تو اس کے چہرے پر بے پناہ سنجیدگی تھی۔

"یہ تو انتہائی خوف ناک منصوبہ تھا۔ اگر ہم اس روز اتفاق سے کیف ہنری مون میں نہ جلتے اور پھر منجر حاتم کے خاتمے کے لئے کیا کوہم سے نہ اڑا یا جاتا اور میری نگاہ دائرہ لیس بم کے آپریشن پر نہ پڑتا تو ہمارا قومی دفاع شدید ترین خطرے میں تھا۔ قدرت واقعی تباہی کے حق میں نہیں۔ اس لئے ایسے اتفاقات پیش آ گئے۔" عمران نے کمری پر آکر بیٹھتے ہوئے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں عمران صاحب۔ صورت حال واقعی بے حد خطرناک ہے جب تک اس گن کو تباہ نہیں کیا جاتا۔ ڈیم سر لمبے شدید ترین خطرے میں رہے گا۔" بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ "جہاں تک اس فائل میں موجود رپورٹ کا تعلق ہے۔ اس کا سے تو یہ گن انتہائی محفوظ ہے۔ اور اب مجھے یقین ہے کہ تمہارا آنے کے بعد اس گن کی حفاظت کے لئے خصوصی انتظامات کیے گئے ہوں گے۔" عمران نے سوچتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے۔" بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ "مجھے سوچ کر کوئی خصوصی منصوبہ بنانا پڑے گا۔ تب بات کی۔ یہ عام سامش نہیں ہے۔ دہاں پہاڑیوں میں ہمیں بڑی آہ سے کوئٹ کر لیا جائے گا۔" عمران نے کہا۔

"ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم کافرستان طرزی انٹیلی جنس کے چ



مگر دکھے ہوں گے۔ لیکن اگر ہم عقبی طرف سے جانے کی بجائے کسی رخ سامنے کے رخ سے اس تک پہنچ سکیں تب اس کی تباہی ہو سکتی ہے۔" عمران نے سوچنے والے انسان میں کہا۔  
لیکن سامنے کے رخ پر تو انتہائی خوف ناک دلدل ہے۔ اور نہ صرف ایک دلدل ہے بلکہ دلدلوں کا ایک طویل سلسلہ ہے۔  
ایک زید نے سر ملاتے ہوئے کہا۔

"اس لئے تو یہ لوگ ادھر سے مطمئن ہوں گے۔ اور انسان لہو میں سے کھاتا ہے جہاں سے وہ مطمئن ہو۔" عمران نے لکھاتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔  
تم ایسا کرو تمام ممبرز کو الرٹ کر دو کہ وہ لوگ ایک انتہائی ہم مشن اسکے لئے ذہنی طور پر تیار رہیں۔ ہم کسی بھی وقت جا سکتے ہیں۔  
نہ ذرا جا کر جوزف اور جوانلے سے دو چار لگیں ماروں۔ شاید کوئی منصوبہ بنایا نکل آئے۔" عمران نے کہا اور آپریشن روم کے بیرونی ہوائے کی طرف مڑ گیا۔

انتہائی طور پر گن کو استعمال کر کے ڈیم ہی اڑا دیں اور بعد میں جو ہو رہے گا ہوتا رہے گا۔ ظاہر ہے پاکشیا بھی جنگ کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہے کہ ڈیم کی تباہی کے بعد کافرستان سے جنگ شروع کر دے۔ اور جنگ بھی کر دے تب بھی اس ڈیم کی تباہی سے پاکشیا کا جو حشر ہو گا وہ ظاہر ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اس گن کریمک کو تباہ بھی ہونا چاہیئے۔ اس کی موجودگی ہمارے لئے مستقل خطہ ہے۔ اب دونوں باتوں کو سامنے رکھ کر کوئی منصوبہ ترتیب دینا ہو گا۔" عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اس وقت اس کے چہرے پر چٹانوں جیسی سنجیدگی تھی۔  
"یہ دونوں کام بیک وقت کیسے ممکن ہیں۔" بلیک زید نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔  
"ہو سکتے ہیں۔ اگر ایک چھڑ کاؤ تم پر اور کر دیا جائے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب آپ نے تو میرا یہ مستقل مذاق بنا لیا ہے۔" بلیک زید نے مصنوعی غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔  
"میں تو تمہاری عقل تیز کرنے کے لئے کہہ رہا تھا جو تم کو مدد دے رہنا چاہتے ہو تو رہو مجھے کیا۔ سو میرے ذہن میں ایک ہی منصوبہ بار بار آ رہا ہے۔ اس رپورٹ کے مطابق اس گن کریمک تک پہنچنے کے لئے ایک ہی راستہ ہے وہ ہے اس کی عقبی طرف سے سامنے کے رخ پر دلدل ہے جب کہ سائیڈوں پر۔ یہ ناقابل عبور ہے۔ اور یقیناً کافرستان نے تمام تر حفاظتی انتظامات عقبی طرف



مسی کا پٹر کے ذریعے کالی پہاڑی پر پہنچا تو دو درہن نے اُسے زمین پر  
 بے انیشلی جنس کے افراد اور شاگل کو فنا غیج طور پر ظاہر کر دیا۔ ایک  
 لمحے کے لئے تو وہ یہی سمجھا کہ سب مر چکے ہیں۔ کیونکہ ان کے انداز  
 ایسے ہی تھے۔ چنانچہ وہ فوری طور پر ہیلی کا پٹر نیچے اتار لایا اور  
 پھر نیچے اتر کر اُسے معلوم ہوا کہ چار آدمی تو ہلاک ہو چکے ہیں جب کہ  
 بقی اور شاگل نہ صرف بے ہوش پڑے ہیں بلکہ ان کے ہجرے  
 ہی بُری طرح سوئے ہوئے تھے اور ان کی حالت انتہائی خراب تھی۔  
 چنانچہ اس نے انتہائی پھرتی سے شاگل اور اس کے بے ہوش  
 ساتھیوں کو ہیلی کا پٹر میں لا دیا اور انہیں سیدھا پیشین ملطری ہسپتال  
 لے گیا۔ اس نے لاشیں اٹھانے میں بھی وقت ضائع نہ کیا  
 کیونکہ اس طرح شاگل اور اس کے ساتھیوں کی حالت اور زیادہ  
 بُب ہو جاتی۔ لاشیں تو بعد میں بھی اٹھوائی جاسکتی تھیں۔ اور پھر  
 اُنہوں نے اُسے بتایا کہ \_\_\_\_\_ شاگل اور اس کے ساتھیوں  
 کوئی نہر ملی گئیں آزمائی گئی ہے۔ \_\_\_\_\_ شاگل کو دوسرے دو ہوش  
 تھا اور جب مارٹن نے اُسے تفصیل بتائی تو شاگل نے اس کا ذاتی  
 بے شکریہ ادا کیا۔ پھر شاگل کے کہنے پر مارٹن نے کیمپنی کے  
 ہیلی کا پٹر اور بشن رام کے متعلق تفصیلات معلوم کرائیں تو اُسے  
 معلوم ہوا کہ ہیلی کا پٹر ایکیشیا کی سرحد میں داخل ہوا تھا۔ جہاں سے  
 اعلیٰ پاکیشیا نے اُسے اپنے قبضے میں کر لیا ہے۔ \_\_\_\_\_ بشن رام  
 ہوش البتہ دیں سے ملی تھی۔ چنانچہ شاگل سمجھ گیا کہ دونوں مجرم  
 کسی طرح سے ہیلی کا پٹر سمیت نکلی جلتے میں کامیاب ہو

شاگل نے اپنے دفتر میں سر کپڑے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔  
 آج ہی ہسپتال سے فارغ ہو کر آیا تھا۔ نہر ملی دوا کے زیر اثر  
 اور اس کے ساتھی بے ہوش ہو کر دیں پڑے رہے تھے۔ اور  
 وہیں پڑے پڑے ہی مرحلے آگے اس کا اسسٹنٹ مارٹن اس کی  
 طرف سے ہیلی کا پٹر کے آنے کی کال کا انتظار کرتے کرتے بے چہر  
 ہو کر اُسے ٹرانسپیر کال نہ کرتا۔ جب شاگل کی طرف سے اس  
 کال کا کوئی جواب نہ دیا گیا تو مارٹن کے دل میں دوسو سوں نے ڈیر  
 ڈال لیا۔ اور اس نے از خود ہیلی کا پٹر لے کر کالی پہاڑی پر جانے  
 فیصلہ کیا۔ اس کا خیال تھا کہ وہ کافی بلند ہی پر سے دو درہن کے  
 ذریعے صورت حال چیک کرے گا تاکہ نیچے سے ہیلی کا پٹر واضح  
 پر نظر نہ آ سکے۔ کیونکہ شاگل کی طرف سے کال کا جواب نہ ملنے کی  
 سے وہ شدید پریشان ہو گیا تھا۔ چنانچہ طاقتور دو درہن لے کر



اب کافی بہتر ہوں بائس۔۔۔ شاگل نے جواب دیا۔

تو پھر میرے دفتر میں آجاؤ۔ موجودہ صورت حال پر غور کرنے کے لئے میں نے خصوصی میٹنگ بلائی ہے۔ طرزی انیشی جنس کا چیف مل سٹڈی بھی شامل ہو رہا ہے تاکہ ہم اس مسئلے پر کوئی متفقہ عمل طے کر سکیں۔۔۔ ٹھاکر نے کہا۔

تیس۔۔۔ کس وقت میٹنگ ہے۔۔۔ شاگل نے کہا۔ ابھی آجاؤ۔ کرنل سٹڈی کو بھی میں نے بلایا ہے۔ وہ بھی ابھی پہنچ رہا ہے۔۔۔ ٹھاکر نے کہا۔

ٹھیک ہے بائس میں آ رہا ہوں۔۔۔ شاگل نے کہا۔ اور میری طرف سے اد۔ کے کے الفاظ سن کر اس نے ڈھیلے ہاتھوں سے سیور رکھ دیا۔ سیور رکھنے کے چند لمحوں تک تو وہ خاموش رہا۔ پھر آہستہ سے اٹھا اور اپنی کیپ سر پر جا کر وہ دفتر سے باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار سیکرٹریٹ کی طرف دوڑی جا رہی تھی۔ راستے میں ایک جگہ رک کر اس نے دو گلاس سیبوں کو جس کے پتے۔ تو اس کی طبیعت خاصی کال ہو گئی۔ اور جسم میں ہلکی سی آسٹمی اور ڈھیلپن میں خاصی کمی آگئی۔ اب وہ پہلے کی نسبت مستعد نظر آنے لگ گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ پیشل سیکرٹری کے دفتر کے دروازے پر پہنچا۔ اس کی آمد کی اطلاع ظاہر ہے پی۔ اے نے ٹھاکر صاحب سے دی تھی۔ اس لئے اس نے جیسے ہی بند دروازے پر دستک دی۔

گئے ہیں۔ ہسپتال میں طرزی انیشی جنس کے چیف کرنل سٹڈی نے بھی اس سے ملاقات کی تھی اور شاگل نے تمام صورت حال اُسے بتائی تو اس کا چہرہ بھی یہ سن کر ٹھیک گیا کہ مجرم نکل جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔

زہریلی دوا کے اثرات ابھی تک شاگل کے ذہن اور جسم پر تھے۔ لیکن یہ قابلِ برداشت تھے اس لئے وہ ہسپتال سے فارغ ہو کر دفتر آ گیا تھا۔ لیکن اب وہ بیٹھا سوچ رہا تھا کہ آئندہ اقدام کیا جائے۔

اُسی لمحے میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور شاگل نے سیور اٹھالیا۔

یس۔۔۔ شاگل چیف آف سیکرٹ سروس۔۔۔ شاگل۔۔۔ بلوچ میں حسبِ معمول گھن گرج کی بجائے ڈھیلپن نمایاں تھا۔ "ٹھاکر بول رہا ہوں۔ پیشل سیکرٹری وزارتِ دفاع" دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

یس۔۔۔ یس۔۔۔ شاگل نے فوراً ہی مودبانہ بیچ میں کہا۔ کیونکہ ٹھاکر اس کا بائس تھا۔ کافرستان میں سیکرٹ سروس وزارتِ دفاع کے تحت ہی تھی۔ لیکن اُسے ڈریل پیشل سیکرٹری نہ کرتا تھا۔

"اب آپ کی طبیعت کیسی ہے مہر شمس۔۔۔ ٹھاکر نے نا بلوچ میں پوچھا۔ ظاہر ہے اُسے پوری رپورٹ مل چکی تھی۔



”میں کم ان مسٹر شاگل۔۔۔ اندر سے ٹھاکر کی بھادی آواز نہ  
 دی اور شاگل دروازے کو دھکیل کر اندر داخل ہو گیا۔ کرنل سنڈ  
 ویاں پہلے سے موجود تھا۔ شاگل بھی سلام کر کے کرسی پر بیٹھ گیا۔ سیکرٹری  
 ٹھاکر نے رسیور اٹھا کر مینی۔ اسے کو ہر قسم کی ڈسٹرکشن سے روکا  
 پھر اس نے مینر کی دروازہ کھولی مگر اس میں سے ایک بڑا سا نقشہ نکالا۔  
 اسے مینر پر پھیلادیا۔ یہ نقشہ کافرستان کے اس علاقے  
 تفصیلی نقشہ تھا جس میں گن کریمک موجود تھی۔  
 ”پہلے تو یہ بات طے کر لی جائے کہ کیا پاکشیا کو گن اور کریمک  
 متعلق معلومات مل چکی ہیں یا نہیں۔ اس کے بعد اس کے جواب کی  
 میں باقی بات چیت ہوگی۔“ آپ اس سلسلے میں کیا کہتے ہیں کہ  
 سنڈاری۔“ سیکرٹری ٹھاکر نے کرنل سنڈاری سے بخدا  
 ہو کر کہا۔  
 ”سہ۔ رام داس کے دفتر میں وہ خفیہ فائل موجود ہے۔  
 میں اس سارے منصوبے کی جغرافیائی رپورٹ ہے۔ یہ فائل ایک  
 المادی کے انتہائی خفیہ خانہ میں ہے۔ میں نے چیکنگ کرانی ہے  
 فائل یہ ستور اسی طرح اپنی جگہ پر ہے۔ اور خفیہ خانہ بھی اس  
 بند تھا۔ اس سے یہ ظاہر ہے کہ نقی رام داس کا ہاتھ اس فائل تک  
 پہنچ سکا۔“ کرنل سنڈاری نے کہا۔  
 ”میرا خیال دوسرا ہے۔ یہ بات تو یقینی ہے کہ نقی رام داس کا  
 پاکشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔ میں۔ انہیں ایک۔  
 پکنک اسپاٹ پر بھی دیکھ چکا ہوں۔ اس سے ظاہر ہے انہیں

محبوبے کی گن گن مل چکی تھی۔ جس بنا پر انہوں نے اصل رام داس کی  
 لئے ایک نقی آدمی بھیجا۔ ظاہر ہے اس نقی رام داس کا ٹارگٹ وہی  
 ہوگی۔۔۔ ورنہ نقی رام داس کا کوئی ٹھکانہ نہیں بنتا۔ اب یہ رپورٹ  
 اصل مل چکی ہے کہ اصل رام داس ماداک سے غائب ہے۔ اور یہ نقی  
 اس بھی براہ ماست ماداک سے یہاں پہنچا تھا۔ اس کا ڈرائیور کا نام  
 جسے شکل سے پہچاننا یہ سب کچھ بتا رہا ہے کہ انہوں نے ماداک  
 اصل رام داس کو ٹریپ کیا۔ اس سے ساری معلومات حاصل  
 ۔ اور پھر اسے یقیناً قتل کر دیا گیا ہوگا۔ اصل رام داس چونکہ فائل کے  
 ق جاننا تھا اس لئے لازماً اس سے ٹپ حاصل کر لی گئی ہوگی۔ اس  
 نقی رام داس کو وہ المادی اور اس کے خفیہ حملے کا علم ہوگا۔ مٹری  
 نفس نے جب چھاپہ مارا تو نقی رام داس کو اس دفتر میں پہنچے  
 تھے یقیناً اس وقت ہو چکا تھا کہ وہ اس فائل کو نکال کر اس کے نوٹ  
 لے یا اسے ذہن میں رکھ لے۔ اور آخری بات یہ کہ اس کا اس  
 میں ملک سے خراب تدارک ہے کہ وہ جن مشن پر آیا تھا۔ وہ پورا کر چکا  
 ہے۔ یہ لوگ اس طرح فرار نہیں ہوتے۔ وہ یقیناً دوبارہ کوئی جاکر چلاتے  
 تھے۔ میرا خیال ہے کہ اس فائل کے تمام متدرجات پاکشیا سیکرٹ  
 کے پاس پہنچ چکے ہیں۔ اب یہ تو کرنل صاحب ہی بتا سکتے  
 ہیں اس فائل سے سیکرٹ سروس کو اس گن اور کریمک کے متعلق  
 معلومات مل سکتی ہیں۔“ شاگل نے کہا۔ اب اس کی ذہنی  
 کیفیت بالکل مادل ہو چکی تھی۔  
 ”میرا شاگل۔ آپ کی ذہانت واقعی قابل داد ہے۔ آپ کے



ہاں واقعی تہااری بات درست ہے۔۔۔ سیکرٹری ٹھاکر اب  
اپنی طرح شاگل کی حمایت میں تھے۔

سر۔ اب صرف سوچنے کی بات یہ ہے کہ پابکیشیا سیکرٹ مروس  
کی منصوبے کو سوتاؤ کر کے کس لئے کیا اقدام کرتی ہے۔ اور ہم نے  
کی اقدام کیا تو کرنا ہے۔۔۔ شاگل نے کہا۔

جہاں تک اس گن اور کریک کی حفاظت کا تعلق ہے۔ اس سلسلے  
پہلے ہی انتہائی اقدامات کئے چکے ہیں جن کی تفصیلات میں ٹھاکر  
جب کو بتا چکا ہوں۔۔۔ کرنل سنڈاری نے کہا۔

ہاں۔۔۔ اقدامات واقعی انتہائی شاندار ہیں۔ کم از کم ان اقدامات کے  
جس علاقے میں غیر متعلق آدمی تو ایک طرف۔ یا کوئی جانور بھی نظروں  
سے نہیں چھپ سکتا۔۔۔ سیکرٹری ٹھاکر نے سر ملاتے ہوئے کہا۔  
”جناب آپ کی بات بالکل درست ہے۔ یقیناً یہ اقدامات انتہائی  
شاندار ہوں گے۔ اور ان کا توڑ نہ ہوگا۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ پابکیشیا  
بمٹ مروس کوئی ایسا منصوبہ بنائے گی کہ یہ سارے اقدامات دھڑے  
کے دھڑے رہ جائیں گے۔۔۔ شاگل نے کہا۔

کیا مطلب۔ کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ پابکیشیا سیکرٹ  
مروس والے مافوق الفطرت ہیں۔ جن بھوت ہیں جو کسی کی نظروں میں  
نہیں بغیر کسی کریک کو تباہ کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے یا وہ اس  
ماہیم بم فائر کریں گے۔ اس بار سیکرٹری ٹھاکر نے قدمے  
پہلے ہجے میں کہا۔

”آپ انہیں نہیں سمجھتے۔ انہیں یہ معلوم ہوگا کہ ایسے انتظامات

دلائل ٹھوس ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات طے شدہ ہو چکی ہے۔  
کہ نقلی رام داس اس فائل کے مندرجہ ذیل سے جلنے میں کامیاب  
پچھلے ہے کیوں کرنل سنڈاری۔۔۔ سیکرٹری ٹھاکر نے کہا۔  
”جی ہاں، مگر شاگل کی بات میں واقعی وزن ہے۔ میں نے  
پر غور نہ کیا تھا۔۔۔ کرنل سنڈاری نے بھی اعتراض کرتے  
کہا۔ اور شاگل کا چہرہ مسرت سے کھل اٹھا۔ اس نے بہر حال م  
انیشیل جنس کے چھت کو اپنی ذہانت سے مرعوب کر دیا تھا۔  
”اب آپ بتائیں کہ اس فائل سے پابکیشیا سیکرٹ مروس  
معلومات مل سکتی ہیں۔“ سیکرٹری ٹھاکر نے کرنل سے منہ  
ہو کر کہا۔

پوری تفصیلات جناب۔ سوائے گن کی ساخت اور اس  
کا ذکر دہی اور اس کی تنصیب کی تکنیکی معلومات کے علاوہ باقی۔  
کرنل سنڈاری نے کہا۔

”آپ نے اتنی اہم فائل کو اس طرح ایک غیر متعلق آفس میں  
کہ سخت غلطی کی ہے کرنل۔ بہر حال اب تو جو کچھ ہونا تھا ہو گیا۔  
سیکرٹری ٹھاکر نے انتہائی غصیلے ہو کر کہا۔

”سر۔ اس میں کرنل سنڈاری کا قصور نہیں ہے۔ ان کا وہ  
پہلے کبھی پابکیشیا سیکرٹ مروس سے نہیں بڑا۔ اور پابکیشیا سیکرٹ  
مروس کے علاوہ اور کوئی سوچ بھی نہیں سکتا کہ اس قسم کی فائل  
دفتر میں بھی ہو سکتی ہے۔“ شاگل نے کرنل سنڈاری کی حفا  
کرتے ہوئے کہا۔



کئے جا چکے ہوں گے۔ تو کیا وہ خاموش بیٹھ جائیں گے۔۔۔ شاگل۔  
 ترکی یہ تو کی جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کرنل آپ مسٹر شاگل کو اپنے اقدامات کی تفصیل بتائیں پھر شاگل ان کا خیال بدل جائے۔ یہ یقیناً انہیں عام اقدامات سمجھ رہے ہوں سیکورٹی ٹھکانے کرنل سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور کرنل نے نقشہ کی مدد سے حفاظتی انتظامات کی تمام تفصیل شاگل کو سمجھانی شروع دی۔ شاگل خاموش بیٹھا سنتا رہا۔

”اب آپ بتائیے۔ آپ کا کیا خیال ہے۔“ سیکورٹی ٹھکانے نے کہا۔

”داعی ایسے انتظامات ناقابل تسخیر ہیں۔ لیکن ایک بات عرض کرو۔ یہ سارے انتظامات جن کی کیا کئے عقی طرف کئے گئے ہیں باقی اطراف کو ناقابل عبور سمجھ کر چھوڑ دیا گیا ہے۔

شاگل نے کہا۔

”ظاہر ہے مسٹر شاگل سائیڈس ناقابل عبور ہیں اور سامنے کی دھوکہ دہائیوں کا طویل سلسلہ ہے۔“ کرنل سنڈاری۔  
 منہ ہلکتے ہوئے کہا۔

”اس نقشے میں دھوکہ دہائیں کہ یہ دلدلوں کا طویل سلسلہ کہاں شروع ہوتا ہے۔“ شاگل نے نقشے پر پھکتے ہوئے کہا۔

”یہ دیکھئے شمالی سمندر سے ایک وسیع کھاڑی گھرگ کھاڑی ہے۔“ مہربانیں جانب کو مڑ کر اندر تک چلی آئی ہے۔ گھرگ کھاڑی کے اختتام سے دلدلوں کا طویل سلسلہ وقفہ وقفہ سے شروع ہو

یہ ایک ایک کر ختم ہوتا ہے۔ اب آب تیلیے کہ ادھر سے کون یہاں نکلتا ہے اور کیسے۔“ کرنل سنڈاری نے نقشے پر پنسل سے برکھینچے ہوئے کہا۔

”لیکن بہر حال ہمیں اس طرف نگرانی تو کرنی چاہیے۔ کسی بھی انداز۔“ شاگل نے قدمے ڈھیلے بچے میں کہا۔ اس کے انداز سے ظاہر ہو رہا تھا کہ اسے خودیقین ہو گیا ہے کہ داعی ادھر سے کوئی ہون آسکتا اور اس کی بات ہی نہیں۔

”فردت ہی نہیں ہے۔ ویسے بھی اس کریک کے اندر عملہ موجود قتل ہے۔ جو اس دلدل کو دور تک پیک کر سکتا ہے۔ میرے خیال میں غامبی کافی ہے۔“ کرنل سنڈاری نے قدمے سخت ہلچل کہا۔

”سنیے۔ آپ لوگوں کی بحث سے میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اگر سیکورٹی مردوں نے کوئی مشن اس گن کو تباہ کرنے کے لئے بھیجا تو دہائے کی عقی سمت سے ہی آسکتا ہے اور عقی سمت کا سلسلہ دارالحکومت سے آکر ملتا ہے۔ کھاڑی یا دلدل کی طرف نگرانی بے سود ہے۔ البتہ ایک کام ہو سکتا ہے کہ شمالی طرف سے جہاں سے کھاڑی نکل رہی ہے وہاں ایک گراں چوکی بنائی جاسکتی ہے۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ دارالحکومت اور اس کھاڑی کے مابین سیکورٹی مردوں کی نگرانی اور چیکنگ اور اسے روکنے کی ذمہ داری مسٹر شاگل اٹھائیں۔ اور کریک اور اس کی عقی پہاڑیوں کی حفاظت ذمہ داری کرنل سنڈاری اپنے ذمہ لیں۔ آپ دونوں کا آپس



میں مستقل رابطہ رہے۔ تاکہ ہر وقت ایک دوسرے کی امداد کی جلتے  
اس طرح ہم پاکیشیا سیکرٹ سروس کو فکسٹ دے سکتے ہیں۔  
سیکرٹری ٹھکانے کہا۔

”آپ کی بات درست ہے۔ اب آئیے دوسرے پہلوؤں پر بار  
کر لیں۔ سیکرٹ سروس والے ایک کام اور کر سکتے ہیں: وہ کرنل سنڈ  
اور ان کے آدمیوں کو اغوا کر کے ان کا روپ دھار سکتے ہیں۔ ایسا  
صورت میں انہیں کر یک دم تک پہنچنے میں کون روک سکتا ہے  
شاگل نے کہا۔

”یہ کیسے ممکن ہے کیا ہم احمق اور بچکے ہیں۔ آپ مٹھی اٹلی جے  
کی توہین کر رہے ہیں۔“ کرنل سنڈ اری نے اس بار غصے  
لہجے میں کہا۔

جس طرح مام داس کے سلسلے میں ممکن ہوا ہے۔ بہر حال احمق  
اچھی چیز ہے۔ شاگل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”دیکھئے میرا خیال ہے کہ ہمیں آپس میں اختلاف کرنے کی بجائے  
ایک دوسرے سے تعاون کرنا چاہیے۔ مسٹر شاگل کی بات درست  
ہے سب کچھ ممکن ہے۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ آپ دونوں  
آپس میں کوئی مخصوص کوڈ طے کر لیں۔ ایسا کوڈ جس کا آپ دونوں کے  
علاوہ کسی تیسرے آدمی کو حتیٰ کہ مجھے بھی علم نہ ہو۔ اور آپ ایک دوسرے  
کو جب بھی کال کریں وہ کوڈ کسی نہ کسی انداز میں ضرور دہرائیں۔ اس  
طرح صورت حال واضح رہے گی۔“ سیکرٹری ٹھکانے دونوں پر  
بیچ بکاؤ کرتے ہوئے کہا۔

اور کے۔ ٹھیک ہے جناب۔ ہم طے کر لیں گے۔ شاگل  
نئی سنڈ اری دونوں نے بیک وقت سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔  
”اب ایک اور بات۔ مسٹر شاگل کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ کسی طرح  
پہلے سے اس بات کا علم ہو جائے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کیا  
وجہ بنا رہی ہے یا وہ کیا منصوبہ بنائے گی تاکہ ہم فوری طور پر اس کا  
ہٹ سکیں۔“ سیکرٹری ٹھکانے کہا۔

”ہر ایک صورت ہے کہ میں یہاں ایسے لوگوں کی نگرانی کر اؤں  
تعلیق کسی نہ کسی انداز سے پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہو سکتا  
ہے۔ ایسے کچھ لوگ میری نظر میں ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ پاکیشیا  
سروس اپنے کسی منصوبے کے لئے ان سے ضرور رابطہ کرے  
اس طرح ہمیں ہر وقت پتہ چل جائے گا۔ اس کے علاوہ اور تو  
صورت نہیں ہے۔“ شاگل نے کہا۔

”کوڈ ایڈیا۔ ٹھیک ہے اب ہر بات طے ہو گئی۔“ سیکرٹری  
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں سمجھتی ہوں۔“ دونوں نے جواب دیا۔ اور اٹھ کھڑے ہوئے  
سیکرٹری ٹھکانے ان سے مصافحہ کیا اور وہ دونوں ایک دوسرے  
پر پیچھے چلتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھ گئے۔



لے موٹے موٹے حروف سے ایک ایسے سرکاری ادارے کا نام رکھا  
 ہاتھا۔ جس کا کام سمندر میں دیس سرج کرنا تھا۔  
 لاپنج تھوڑی دیر بعد آکر جہاز کے ساتھ رک گئی۔  
 "ہیلو" — لڑکی نے لاپنج کو روکتے ہوئے نوجوان کی طرف دیکھ  
 کر ہاتھ لہرایا۔

"ہیلو ڈیر" — نوجوان نے دُور بین آنکھوں سے ہٹا کر مسکراتے  
 ہوتے جواب دیا۔

لڑکی نے بڑی پھرتی سے لاپنج کو جہاز کے ساتھ باندھا۔ اور پھر  
 مخصوص سیڑھیاں چڑھتی ہوئی اوپر عرشے پر پہنچ گئی۔  
 "کوئی تعاقب میں تو نہیں ہے؟" — لڑکی نے اس نوجوان کے  
 ریب آکر سمندر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ کوئی نہیں ہے۔ میں نے ابھی طرح چیک کیا ہے۔"  
 جوان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور پھر جہاز کے اندر دنی جیسے  
 ن طرف بڑھ گیا۔ ایک راہداری سے گزردہ ایک چھوٹے سے کمرے  
 پر پہنچ گئے۔ یہ کمرہ دفتر کے انداز میں سجایا ہوا تھا۔ نوجوان میز کے  
 چھے موجود کسی پر بیٹھ گیا۔ جب کہ لڑکی سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئی اور  
 اس نے بڑی احتیاط سے اپنے دائیں کان میں ٹپکتا ہوا بندوق اتار کر  
 جوان کے حوالے کر دیا۔ اس بندوق کے درمیان میں سرخ رنگ  
 ایک موتی تھا۔ نوجوان نے غور سے موتی کو دیکھا اور پھر سر ہلاتے  
 وئے اس نے میز کی دواڑ کھول کر اسی طرح کا ایک اور بندوق دواڑ سے  
 نکالا اور اُسے لڑکی کی طرف بڑھا دیا۔

لاپنج خاصی تیز رفتاری سے سمندر کے سینے پر دوڑ رہی تھی  
 لاپنج کا سیڈنگ ایک خوب صورت دوشیزہ کے ہاتھوں میں تھا۔ جس  
 نے سر نہانے کا محض سا نہانے کا لباس پہن رکھا تھا اور اس کے  
 سنہرے بال ہوا میں اڑ رہے تھے۔ اس نے آنکھوں پر بڑے بڑے  
 شیشوں والی گالگل پہن رکھی تھی۔ سرخ لباس کی دجہ سے وہ دُور سے  
 بالکل شعلہ جوالہ نظر آنے لگی تھی۔ لاپنج سمندر کے اندر کافی فاصلے پر پہنچ  
 ایک چھوٹے سے جہاز کی طرف جا رہی تھی۔ جہاز کے عرشے پر رہنے والے  
 کے ساتھ خوب صورت اور سڈول جسم کا مالک نوجوان آنکھوں سے دُور  
 لگائے جھکا کھڑا تھا۔ اس کے جسم پر صرف نیکمر تھی۔ اور اس کی نگاہیں  
 اسی لاپنج پر جمی ہوئی تھیں۔ جو خاصی تیز رفتاری سے جہاز کی طرف  
 بڑھی چلی آ رہی تھی۔ جہاز اپنی ساخت سے بڑی پھیلیاں پکڑنے والا نہ  
 رہا تھا۔ اس پر کافرستان کا جھنڈا لہرا رہا تھا۔ اور جہاز پر سیاہ رنگ



مے پر یاد تو ابد ادا رہی کے فرش کا ایک مخصوص حصہ کسی صندوق  
 ٹھکن کی طرح اوپر کو اٹھ گیا۔ اب نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں صاف  
 ہی تھیں۔ صفدر سیڑھیاں پھلانگتا ہوا نیچے اترا۔ جب اس  
 پٹی سیڑھی پر قدم رکھے تو اوپر فرش برابر ہو گیا۔ سیڑھیوں کا  
 ہر ایک دروازہ بند پر ہوا۔ اور صفدر دروازے کو دھکیلتا ہوا اندر  
 ہو گیا۔ یہ کمرہ بھی دفتر کے سے انداز میں تھا۔ اور ایک بڑی  
 سائینڈ میں ایک چھوٹی میز کے پیچھے جویا بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے  
 تھ ایک جدید ساخت کا الیکٹرک ٹائپ رائٹر پر ہوا تھا۔ صفدر  
 بندہ جویا کے سامنے رکھنا۔ اور خود ایک کرسی اٹھا کر سائینڈ پر  
 با۔ جویا نے ایک لمحے کے لئے بندہ کو دیکھا۔ اور پھر ٹائپ  
 کے نچلے حصے کو انہی کی مدد سے مخصوص انداز میں کھٹکھٹایا۔ دوسرے  
 نچلے حصے میں ایک چھوٹا سا خانہ بن گیا۔ جویا نے بندہ اس  
 میں ڈالا اور پھر الیکٹرک ٹائپ رائٹر کی سائینڈ میں لگا ہوا بیٹن دبا  
 دوسرے لمحے ٹائپ رائٹر کا راڈ حرکت میں آ گیا۔ اور اسی آواز میں  
 لیس جیسے کوئی خاص تیز رفتار رہی سے ٹائپ میں تصرف ہو۔ تقریباً  
 نٹھک مسلسل ٹائپ ہونے کی آوازیں سنائی دیتی رہیں۔ پھر  
 نت خاموشی چھا گئی۔ اور اس کے ساتھ ہی خانہ دوبارہ کھلا۔ اور  
 نے اندر موجود بندہ اٹھا کر خانہ بند کر دیا۔

لو صفدر اب یہ دوسری رپورٹ تک فارغ ہو گیا۔ جویا  
 مگر کہ بندہ صفدر کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔  
 اور پھر اس سے پہلے کہ صفدر کوئی جواب دیتا۔ اچانک دروازہ کھلا

یہ دو۔ اور اب تم جاؤ۔ نوجوان نے ہلکی سے مخاطب ہو  
 کہا۔ ہلکی نے سر ہٹائے ہوئے دوسرا بندہ لیا اور پھر اسے اپنا  
 دائیں کان میں پہن کر وہ اٹھی اور تیزی سے کمرے سے باہر نکل کر باہر  
 سے ہوتی ہوئی عرش پر آگئی۔ جب وہ اپنی لایخ میں پہنچی تو نوجو  
 بھی عرش پر پہنچ گیا۔ اس کے گھگھے میں دُور میں لٹکی ہوئی تھی۔  
 چند لمحوں بعد ہلکی کی لایخ جہاز سے آگے سمندر میں بڑھ گئی۔  
 دُور میں آنکھوں سے لگائے لایخ اور اس کے گرد دُورِ آج کو دیکھتا رہ  
 یخ ایک مہیا پر کاٹ کو مدبادہ ساحل کی طرف مڑ گئی۔ جب لایخ  
 ساحل کے قریب موجود بڑے جہازوں کی آڑ میں گم ہو گئی۔ تو نوجوان نے  
 ایک طویل سانس لیا اور دُور میں گئے میں لٹکا کر وہ واپس مڑا۔ اور واپس  
 اسی کمرے میں آکر کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے میز پر پڑے ہوئے انٹرکام  
 کا دیکھنا دیا اور اس کا ایک نمبر دبا دیا۔

ریس۔ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔  
 رپورٹ مل گئی ہے جویا۔ میں نے چیک کر لیا ہے۔ کسی نے تعاقب  
 نہیں کیا۔ اس بار نوجوان کی آواز بدلی ہوئی تھی۔

چیک ہے صفدر۔ رپورٹ لے کر نیچے آ جاؤ۔ میں نعمانی کو عرش  
 پر بھیج رہی ہوں۔ دوسری طرف سے جویا نے کہا۔ اور اس کے  
 ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

صفدر نے رسیوں رکھا اور پھر مڑ کر اس نے ایک المادی میں  
 سے لباس نکال کر پہنا۔ اور پھر میز کی دروازے سے بندہ اٹھا کر وہ دفتر سے  
 نکلا اور ایک واد ادا رہی کے آخر میں جا کر اس نے فرش کے ایک کونے



اور نعمانی اندر داخل ہوا۔

”بحری پولیس کی ایک بڑی کشتی ہمارے جہاز کی طرف آ رہی ہے  
نعمانی نے تیز بچے میں کہا۔

”ادہ اچھا ٹھیک ہے۔ آؤ جو لیا جلدی کرو۔“ صفدر  
اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اور جو لیا بھی اٹھ کھڑی ہوئی اور پھر  
تینوں ایک دوسرے کے پیچھے دوڑتے ہوئے اوپر والی منزل پر پہنچے۔  
جو لیا اور صفدر تو جلدی سے دفتر والے کمرے کی طرف  
گئے۔ جب کہ نعمانی واپس عرشے کی طرف چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد انہیں بے شمار بھاری قدموں کی آوازیں سنا  
دیں۔ اور پھر چند لمحوں بعد دفتر کا دروازہ کھلا اور چار افراد اندر داخل  
ہوئے۔ اس وقت صفدر بڑی میز کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ جب  
جو لیا سائیکل کی میز کے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے شارٹ سینڈ کی  
ہاتھ میں کپڑی ہوئی تھی جس کا آدھا صفحہ بھرا ہوا تھا۔

”سہ۔ یہ آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔“ اندر سب سے  
داخل ہونے والے نعمانی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

اور صفدر نے اپنے سامنے شاگل کو دیکھ کر ایک طویل سانس  
شاگل سادہ لباس میں تھا جب کہ اس کے پیچھے بحری پولیس کے  
اعلیٰ آفیسر باقاعدہ یونیفارم میں تھے۔

”جی تشریف دیکھئے“ صفدر نے کرسی سے اٹھ کر ان  
استقبال کرتے ہوئے خوشدلی سے کہا۔

”میں سیکرٹ سروس کا چیف شاگل ہوں اور یہ بحری پولیس“

امر مشرب داس اور مسٹر توکل ہیں۔ شاگل نے بڑے نخوت  
سے انداز میں کہا۔

”ادہ اچھا اچھا۔ تشریف دیکھئے۔ یہ انام ایس۔ کے پنڈت ہے۔  
جن ریسرچ آفیسروں۔ یہ میری سیکورٹی میں رام کل ہیں۔“  
”میں مسکرا کر کہا اور شاگل اور دونوں آفیسر کرسیوں پر بیٹھ گئے۔  
”ابھی تھوڑی دیر پہلے ایک لڑکی آپ کے جہاز پر آ کر واپس گئی ہے۔  
اس وقت بغیر اس لباس کے عرشے پر دو درہین سمیت موجود تھے۔  
لڑکی کے ساتھ جہاز کے اندر چلے گئے۔ اور تھوڑی دیر  
وکی واپس آ گئی۔ آپ بھی عرشے پر پہنچ گئے۔ جب لڑکی واپس چلی  
آئی تو بھی اندر چلے گئے۔“ شاگل نے ایک ایک لفظ چپا  
رقعہ مکمل کیا۔

”جی ہاں۔ میں کو ر آئی تھیں۔ وہ ہمارے چیف ڈائریکٹر کی صاحبزادی  
ہیں۔ ڈائریکٹر جناب ارمان داس صاحب۔ وہ چیف ڈائریکٹر  
ب کو فون کرنے آئی تھیں۔ فون کر کے چلی گئیں۔“ صفدر  
وے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو نے یہاں جہاز پر آئی تھیں۔ کیا مطلب۔“ شاگل  
کی طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

”ہاں۔ آپ کی حیرت بجا ہے۔ چیف ڈائریکٹر صاحب ان دنوں  
کام میں گئے ہوئے ہیں۔ جہاز پر وائزر لیس فون ہے۔ تاکہ  
میں ان سے فوری رابطہ قائم کیا جاسکے۔ اس لئے یہاں  
میں جس بات کو سوسکتی ہے جب کہ باقی جگہوں سے ظاہر ہے۔“



آپ جانتے ہی ہیں۔ فارن کال کے کیا پرابلم ہوتے ہیں۔۔۔ صفحہ  
بہتے ہوئے کہا۔

اُسی لمحے دردِ اذہ کھلا اور ایک اندر آفسر اندر داخل ہوا۔

"میں نے چیک کر لیا ہے جناب۔ جہاز پر کوئی مشکوک چیز نہ  
ہے۔" اس آفسر نے اندر آکر کہا۔

"اور۔۔۔ کے۔۔۔ تم جاکر اس لڑکی کو لے آؤ۔" شاگل نے  
آفسر سے کہا اور آفسر سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔

"مسٹر پنڈت۔ کیا آپ مجھے اپنا شناختی کارڈ اوردوسرے  
کاغذات دکھا سکتے ہیں۔ جس سے مجھے یقین ہو کہ آپ واقعی ریسر  
ڈپارٹمنٹ کے ملازم ہیں۔" شاگل نے اس بار قہر سے کہنا  
بھیجے ہیں کہا۔

"جی ہاں کیوں نہیں۔" صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔  
اور پھر اس نے میز کی دراز کھول کر اس میں سے چمڑے کا ایک ٹیچر  
کیس اٹھایا۔ اور اسے کھول کر اس میں سے کارڈ اور دوسرے کاغذ  
نکال کر شاگل کے سامنے رکھ دیئے۔ شاگل غور سے کاغذات  
اور کارڈ کو دیکھتا رہا۔

اُسی لمحے دردِ اذہ ایک بار پھر کھلا اور وہی لڑکی جو صفدر کو بُند  
دے کر گئی تھی اس آفسر کے ساتھ اندر داخل ہوئی۔ لڑکی کے ہاتھ  
پر پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔

"یہ کیا ہو رہا ہے مسٹر پنڈت۔ انہوں نے مجھے ساحل پر لے کر لیا  
اور پھر یہ مجھے یہاں لے آئے۔ انہوں نے میری تلاشی لی۔" لڑکی

فہم احتجاج کرنے والے انداز میں کہا۔

"کوئی بات نہیں میں کوہا۔ یہ سرکاری آفسر ہیں۔ ان کا کام ہی چیکنگ  
ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ یہ جب مطمئن ہو جائیں گے تو آپ سے حذرت  
میں گے۔" صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور لڑکی عمر کو بھٹکتی ہوئی شاگل کے ساتھ دلی کو سی پڑھتی تھی۔  
ٹھیک ہے رکھیں۔" شاگل نے کارڈ اور کاغذات واپس  
لے جاتے ہوئے کہا۔

"ہاں میں کوہا۔ آپ کے والد صاحب کیا کرتے ہیں؟  
لڑکی نے اس بار سر کو را سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ڈیڈی۔ ڈیڈی چیف ڈائریکٹر ہیں۔" لڑکی نے برا سامنے  
لہتے ہوئے کہا۔

"آج کل کہاں ہیں؟" شاگل نے دوسرا سوال کیا۔  
"آخر آپ یہ انٹرویو کیوں لے رہے ہیں۔ اس کی وجہ کیا ہیں جوہر  
ہیں۔ مجرم ہوں۔ کیا ہوں۔" لڑکی نے بھڑکنے ہوئے کہا۔

"بلیز میں کوہا۔ جذبات میں مت تہمتے۔ آپ نہیں سمجھتی۔ یہ ہمارے  
مسکے بہت بڑے آفسر ہیں۔ آپ کے ڈیڈی سے بھی بڑے۔  
اس سے تعاون ہم سب کا فرض ہے۔" صفدر نے لڑکی کو سمجھاتے  
ہوئے کہا۔ اس نے جان بوجھ کر شاگل کی تعریف میں خلعے فقرے کہے  
تھے۔ اور اس کی توقع کے عین مطابق شاگل کا سینہ بھول گیا تھا۔ اور

بہرے پر چپک اُٹھی تھی۔  
"ڈیڈی ڈیڑن کا رہن گئے ہوئے ہیں۔ سرکاری کام پر۔"



اب آپ میٹنگ میں گئے ہوئے تھے۔ میں جہاز پر سے بول رہی ہوں۔  
 آپ سے بھی بڑے ایک آفیسر صاحب موجود ہیں۔ وہ شاید آپ  
 بات کرنا چاہتے ہیں۔" مس کورا نے کہا۔  
 مجھے بڑے آفیسر۔ کون ہیں۔ ان سے بات کرواؤ۔

ی طرف سے حیرت بھری آواز سنائی دی۔ اور مس کورا نے رسیور  
 کی طرف بڑھادیا۔

ہیلو۔ کون صاحب بول رہے ہیں۔" شاگل نے سخت  
 میں کہا۔

میں ارمان داس چیف ڈائریکٹر سی۔ سیرج بول رہا ہوں۔ آپ  
 صاحب ہیں۔ دوسری طرف سے بھی سخت الجھے میں کہا

"میں چیف آف سیکرٹ سروس شاگل بول رہا ہوں۔ ہم خصوصی  
 کے لئے جہاز پر آئے ہیں۔ ایک ٹاپ سیکرٹ معاملہ ہے۔  
 کہاں سے بول رہے ہیں۔" شاگل نے کہا۔

"اوه اچھا اچھا۔ ضرور پکیج کیجئے۔ میں ڈیپارٹمنٹ کا روم سے بول  
 ہوں۔ میں مشنریٹ سے کہہ دیتا ہوں۔ وہ آپ سے مکمل تعاون  
 دیں گے۔" دوسری طرف سے نرم الجھے میں کہا گیا۔

وہ مکمل تعاون کر رہے ہیں۔ آپ کے کہنے کی ضرورت نہیں۔ آپ  
 اپنے آپ کب واپس آ رہے ہیں۔" شاگل نے سر ہلاتے  
 لئے کہا۔

"میں تو ابھی دو ماہ تک یہیں ہوں۔ ایک سرکاری کام کے سلسلے

میں کورا نے نرم الجھے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اب اس کے چہ  
 پر شاگل کے لئے مرکوبیت کے آثار ابھر آئے تھے۔

"آپ کی رہائش کہاں ہے۔" شاگل نے پوچھا۔

"میں گواڈیلوپہ میں طے کی طالب علم ہوں اور وہیں ہوش  
 رہتی ہوں۔ میری مئی فوت ہو چکی ہے۔ اور ڈیڑھی اپنے دفتر کے۔

لمحہ ایک چھوٹے بیٹے میں بستے ہیں۔ اور میں لاپنج پر سیر کرنے  
 یہ میری جانی ہے۔ تو مجھے خیال آ گیا کہ ڈیڑھی سے ہیلو ہیلو کر لی جا

چناں کہ میں یہاں آئی۔ لیکن ڈیڑھی کسی میٹنگ میں مصروف تھے۔  
 لئے بات نہ ہو سکی اور میں واپس چلی گئی۔ اس کے علاوہ کوئی۔

سوال ہو تو وہ بھی پوچھ لیجئے۔" مس کورا نے منہ بند تے ہوئے  
 جواب دیا۔

"دعا اپنے ڈیڑھی سے میری بات کر لیتے۔" شاگل نے چہ  
 لچھے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"فون دیکھئے مشنریٹ۔ چلو اس وقت تو بات نہ ہوئی تھی  
 اب ہو جائے گی۔" مس کورا نے کہا۔

اور پھر صفدر نے میز پر پڑا ہوا سرخ رنگ کا فون مس کورا کی  
 طرف کھسکا دیا۔ مس کورا نے رسیور اٹھایا۔ اور پھر تیزی سے غیم

ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔  
 "ہیس۔ ارمان داس۔" دوسری طرف سے ایک بھج

آواز سنائی دی۔

"ڈیڑھی۔ میں کورا بول رہی ہوں۔ پہلے بھی میں نے آپ کو فون



میں تھیں۔ ارمان داس نے جواب دیا۔

”آپ کی صاحبزادی کہاں رہتی ہیں۔“ شاگل نے پوچھا۔  
 ”گواڈیو نیورسٹی کے ہوسٹل میں۔ کیوں۔ کیا اس سے کوئی  
 گئی ہے۔ چیف صاحب۔ یہ لڑکی بڑی نہیں ہے۔ بس ذرا جذبات  
 اگر اس سے کوئی غلطی ہو گئی ہو تو پلین معاف کر دیجیے گا۔“ ارمان  
 نے کہا۔

”اوسے نہیں۔ یہ تو معمول کی چکنگ تھی۔ مس کو را تو بھر پور تھا  
 وہی ہیں۔ یہ بتائیے کہ اس جہانزین کتنا علم دہتا ہے۔ اور کیا کام  
 ہے۔“ شاگل نے کہا۔

”یہاں پانچ افراد کام کرتے ہیں۔ مسٹرینٹ جو چیف ریبر  
 آفیسر ہیں۔ ان کی سیکرٹری مس رام کلی۔ ایک سیکورٹی آفیسر۔  
 اور ایک اسسٹنٹ ریسیورج آفیسر مسٹر مارٹن۔ اور جناب  
 کام سمندر کی تہہ میں ہونے والی جغرافیائی تبدیلیوں پر ریسیورج  
 ادویہ اپنی دیوڑھیں مایانہ بنیاد پر میرے دفتر بھیجتے ہیں جہاں سے ذ  
 ریسیورج کو منتقل کر دی جاتی ہیں۔“ ارمان داس نے تفصیل  
 ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے شکریہ۔“ شاگل نے مطمئن ہوتے ہوئے آ  
 اور سیورہ رکھ دیا۔

”ٹھیک ہے مس کو را۔ آپ جاسکتی ہیں۔ میں تکلیف دہی کے  
 معذرت خواہ ہوں۔“ شاگل نے اس بار مسکرا کر اس کو را سے  
 مخاطب ہو کر کہا۔

”اوسے نہیں جناب۔ کم از کم اس بہانے مجھے سیکرٹ سروس کے  
 ایک سے ملنے کا موقع مل گیا ہے۔ ہم لوگ تو جاسوسی نادل پڑھ پڑھ کر  
 سیکرٹ سروس کے چیف کو کوئی مافوق الفطرت قسم کا آدمی سمجھتے تھے۔  
 لیکن آپ کی شخصیت تو بڑی دلآویز اور دلچسپ ہے۔“ آپ کبھی ہماری  
 نیورسٹی تشریف لائیے۔ یقین کیجیے بیڑا مزہ آئے گا۔ اور اب بھی  
 میں جب اپنی سہیلیوں کو بتاؤں گی کہ میں سیکرٹ سروس کے چیف  
 سے مل کر آئی ہوں تو رام قسم وہ ہرگز یقین نہیں کریں گی۔“  
 مس کو را نے بڑے جذباتی انداز میں کہا۔

”اوسے نہیں مس کو را۔ ہم بھی عام انسانوں کی طرح انسان ہیں بس  
 ہمارے پردہ وہ کہ کام کرتے ہیں۔ اس لئے لوگ ہمارے متعلق ایسا  
 غرضنا لیتے ہیں۔“ شاگل کا چہرہ مسرت سے گلنار ہو گیا تھا۔  
 ”اچھا جناب شکریہ۔“ مس کو را نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور  
 پردہ تیز تیز قدم اٹھاتی کمرے سے باہر نکل گئی۔  
 ”مسٹرینٹ۔“ آپ لوگ مستقل یہیں رہتے ہیں۔“ شاگل  
 نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہم جہانزین نہیں رہتے جناب۔ یہاں صرف سیکورٹی آفیسرات  
 مقرر رہتے ہیں۔ ہم رات کو اپنے اپنے گھروں میں چلے جاتے ہیں۔“  
 صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اچھا۔ اور یہ جہانزین نہیں رہتا ہے۔“ شاگل نے پوچھا۔  
 ”جی نہیں۔“ ہم ضرورت کے مطابق ادھر ادھر گھومتے رہتے ہیں۔  
 بہر حال رہتے ہم کا فرستان کی سمندری حدود کے اندر ہی ہیں۔ البتہ دو



تین بعد بعد تیار پدید گرام گھر گ کھاڑی میں جا کر دیس پرچ کرنا ہے۔  
صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

گھر گ کھاڑی میں۔ وہاں آپ کیا دیس پرچ کریں گے۔  
شاگل نے بڑی طرح چوٹے ہوئے پوچھا۔

ہم اکثر دہاں دیس پرچ کرتے رہتے ہیں جناب۔ ادا اب تو حکومت  
کی طرف سے ہمیں خصوصی احکامات ملے ہیں۔ اب آپ سے کیا چھپ  
گھر گ کھاڑی ادا اس سے متعلقہ دلدلوں کے نیچے ایک انتہائی قیمتی دہا  
جس کا کوڈ نام ایٹھ سکس ہے ملنے کے امکانات ہیں۔ یہ دہات  
ایسی ہے کہ اگر یہ دافر مقدار میں مل گئی تو سمجھئے کافرستان کی قسمت  
بدل جائے گی۔ یہ دہات بس یوں سمجھئے پارس پتھر سے بھی زیادہ قیمت  
ہے۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

وہ احکامات آپ کے پاس ہیں۔ ذرا مجھے دکھائیے۔ شاگل  
نے ہونٹ پیچھتے ہوئے کہا۔

مس رام کلی۔ ذرا ایٹھ سکس فائل دکھائیے۔ صفدر نے  
خاموش بیٹھی جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

یس باس۔ جولیا نے مودبانہ ہجے میں کہا ادا اٹھ کر  
ایک المادی کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے المادی کھولی کہ اس میں دھکی  
جو کئی بہت سی خانوں میں سے ایک فائل اٹھائی۔ ادھر المادی بند کر  
کے وہ فائل لے لیں اپنی کسی پر آئی۔

صاحب کو پیش کر دو۔ صفدر نے کہا۔

ادا جولیا نے بڑے مودبانہ انداز میں فائل شاگل کے سامنے

ملک دی۔

شاگل نے فائل کھولی۔ ادا اس کے مطالعے میں مصروف ہو گیا۔  
فائل میں چند ہی کاغذات تھے ادا ان پر سرکاری مہر میں موجود تھیں۔  
شاگل فائل پڑھتا رہا۔ ادھر اس نے ایک طویل سانس لے کر فائل واپس  
بند کر دی۔

ٹھیک ہے۔ واقعی حکومت کی طرف سے خصوصی احکامات ہیں۔  
ہاں ہمیں اجازت دیجئے۔ ہم نے آپ کا کافی وقت لیا ہے۔  
شاگل نے لٹکتے ہوئے کہا۔ اب اس کے چہرے پر مکمل اطمینان کے  
خجرات نمایاں تھے۔

کوئی بات نہیں جناب۔ بس ایک درخواست ہے جناب۔  
صفدر نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

جی فرمائیے۔ شاگل نے چونک کر پوچھا۔

یہ ایسی سکس والا معاملہ ٹاپ سیکرٹ ہے۔ آپ نے خود دیکھا  
ہے۔ آپ چونکہ خود سیکرٹ سروس کے چیف ہیں۔ آپ کے اطمینان  
کے لئے میں نے فائل پیش کر دی۔ میرا مطلب ہے کہ اگر.....  
صفدر نے بیچھاتے ہوئے کہا۔

ادا۔ میں سمجھ گیا۔ آپ بے فکر رہیں۔ یہ ایک آڈٹ نہیں ہو  
گا۔ شاگل نے صفدر کی بات سمجھتے ہوئے مسرہ کر کہا۔

ٹھیک یوسر۔ صفدر نے بڑے مشکورانہ انداز میں کہا۔  
ادا پھر وہ سب کچھ سے باہر نکل گئے۔ صفدر بھی ان کے پیچھے  
گیا۔ ادھر وہ اس وقت تک ریٹنگ پر کھڑا انہیں دیکھ کر اوداعی انداز



میں ہاتھ ہلاتا رہا جب تک کشتی کافی فاصلے پر نہ پہنچ گئی۔ نعمانی بھی ایک طرف کھڑا ہوا تھا۔ پھر صفدر واپس مڑا۔ لیکن نعمانی اُسی طرح کھڑا رہا۔ صفدر تیز قدم اٹھاتا واپس دفتر میں آیا۔  
 "خاصی لمبی چینگ کی ہے انہوں نے۔" جولیانے طویل سنہ لیتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے۔ لیکن چیٹ باس کے انتظامات دیکھو۔ ہر لحاظ سے کمبو شنگل جیسا آدمی بالکل مطمئن ہو کر گیا ہے۔" صفدر نے سر ملاتے ہوئے کہا۔ اور جولیانے سر ہلادیا۔

ٹائمر اسٹیشن نے کار ہوٹل گرینڈ کے کمپاؤنڈ گیٹ میں پولیسی اہلکار کی طرف لے گیا۔ پارکنگ میں خاصا رش تھا لیکن پارکنگ ہوائے ہیات پر اس نے ایک خالی جگہ پر اپنی کار پارکنگ کی اور پھر اُسے بند کر دیا۔ نیچے اتر آیا۔ اس کے جسم پر کشمیری رنگ کا سوٹ تھا اور پھر پر متانت اور سنجیدگی دا فر مقدار میں موجود تھی۔ وہ تیز تیز قدم ہوٹل کے اندرونی گیٹ کی طرف بڑھا۔ بال میں داخل ہو کر وہ سیدھا مڑی طرف بڑھ گیا۔

"فما معلوم کیجیے۔ دو ممبر سچیں دوسری منزل میں مقیم سربراہ رٹ بے میں موجود ہیں یا نہیں۔ میں ان سے ملنا چاہتا ہوں۔ میری ملاقات صطے۔" ٹائمر ان نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کاؤنٹر گول مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ کا اسم ٹریفک۔" کاؤنٹر گول نے کاروباری انداز میں



شکریہ جناب۔۔۔ ناٹران نے ایک کرسی پر بیٹھنے ہوئے کہا۔  
 مجھے اطلاع دی گئی تھی کہ کسی سرکاری کام کے سلسلے میں مجھ سے  
 تعلق ہے۔ حالانکہ میرا کوئی سرکاری شعبے سے کوئی تعلق نہیں۔  
 میرا عمر آدمی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

سہ۔ ہم بھی جانتے ہیں کہ آپ کا تعلق کسی سرکاری شعبے سے نہیں  
 لیکن سر آپ کی بے پناہ قابلیت اور قیمتی دھاتوں میں آپ کی اہم ترین  
 دیرج شعبے کے چیف ایڈمنسٹریٹر۔۔۔ لڑکی نے کہا۔  
 ممنون ہوں گے۔۔۔ ناٹران نے سر ملے ہوئے کہا۔

اچھا یہ بات ہے۔ بہر حال پہلے آپ بتائیے آپ کیا چاہتے ہیں۔  
 ہر میں غور کیوں گا کہ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں۔۔۔ سر رابرٹ  
 نے مسکراتے ہوئے کہا۔

میرا تعلق حکومت کے ایک دیرج ڈیپارٹمنٹ سے ہے۔  
 ہمارے دیرج سیکٹر کی تحقیقات میں ایسے امکانات ملے ہیں کہ  
 جہاں شمالی سمندر سے ملنے والی گمرگ کھاد می ادا اس کے اختتام پر  
 پہنچی دلدلوں کے طویل سلسلوں کی تہہ میں ایسی سکس نامی دھات ملنے  
 کے آثار ہیں۔ اس رپورٹ پر ہماری حکومت نے بے حد دلچسپی لی۔  
 ناٹران نے کہا۔

اوه ایسی سکس۔ اچھا۔ دیرجی گئے۔۔۔ سر رابرٹ نے ایسی سکس  
 کا نام سننے ہی چونک کر سیدھا ہوتے ہوئے کہا۔ ان کے چہرے پر  
 دلچسپی کے آثار ابھر آئے تھے۔

یہ۔۔۔ لیکن سر ہماری دیرج اس پوائنٹ پر آکر رک گئی کہ

مسکراتے ہوئے پوچھا۔  
 آصف خان۔ میں شجرہ دیرج کا چیف ایڈمنسٹریٹر ہوں۔  
 ناٹران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔  
 ادر لڑکی نے سر ملے ہوئے کا دھڑیر رکھے ہوئے ٹیلی فون  
 اٹھایا۔

”دوم نمبر پچیس سیکنڈ سٹوری۔۔۔ لڑکی نے رسیور  
 ہوٹل ایکس پیچ آپریٹر سے کہا۔

سر رابرٹ۔ آپ کے گیسٹ آئے ہیں۔ جناب آصف خان۔  
 دیرج شعبے کے چیف ایڈمنسٹریٹر۔۔۔ لڑکی نے کہا۔

”یس۔۔۔ یس۔۔۔ لڑکی نے دوسری طرف سے  
 کہا اود سیکورڈ رکھ دیا۔

”آپ تشریف لے جائیں۔ سر رابرٹ آپ کے منتظر ہیں۔“  
 لڑکی نے رسیور کو کہہ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

شکریہ۔۔۔ ناٹران نے کہا اور پھر لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔  
 چند لمحوں بعد وہ دوم نمبر پچیس کے دروازے پر دستک دے رہا تھا۔  
 ”یس کم ان۔۔۔ اندر سے آواز سنائی دی اور ناٹران نے  
 دروازہ کھینک کر اسے کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ سامنے کسی پر  
 ایک ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا کسی دالے کے مصلے میں مصروف تھا۔  
 نے اندر داخل ہو کر دروازہ بند کر دیا۔  
 ”آؤ آصف خان۔ میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا۔ بیٹھو۔“

ادھیڑ عمر آدمی نے بڑے باوقار انداز میں کہا۔



بھرے پیچھے میں پوچھا۔

یس۔ میں ہر لحاظ سے تیار ہوں۔ میری طرف سے حکومت کو دے دیں۔ جہاں تک نہریلی دلدلوں کا تعلق ہے تو اس کے معاملات میں خود کر لوں گا۔ میری تو پوری زندگی انہی نہریلی دلدلوں کی گزری ہے۔ اس کے لئے خصوصی ساخت کی کشتی اور خصوصی ساخت میں ماسک اور دیگر سامان کی ضرورت ہوتی ہے۔ جس کا بندوبست خود کر لوں گا۔ البتہ اس کے اخراجات حکومت کو برداشت کرنے ہوں گے۔ سر رابرٹ نے کہا۔

تھینک یوسر۔ میں حکومت کی طرف سے آپ کا پیشگی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ یہ کنٹریکٹ فارم ہے۔ اگر آپ اس پر دستخط فرماتے ہیں تو یہ مکمل ہو جائے گی۔ اس میں معاوضہ آپ جتنا چاہیں کر لیں۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ ناٹران نے کوٹ کی طرف جیب سے فائل نکال کر سر رابرٹ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ فائل میں لگا ہوا کاغذ پڑھتے رہے۔ اور پھر انہوں نے اس کاغذ سے قلم لے کر اس پر دستخط کر دیئے۔

معاوضہ والا کالم ابھی خالی رہنے دیں۔ اگر ایٹمی سکس مل گئی تو مردوں کا دہ نہ نہیں۔ البتہ سامان خریدنے اور اسے یہاں تک لے کے لئے آپ کے جو اخراجات ہوں گے اس کے لئے آپ کو فی الحال پچیس ہزار ڈالر کا چیک دینا ہوگا باقی حساب بعد میں ہوتا ہے گا۔ لیکن یہ سب کچھ جلد ہی ہونا چاہیئے۔ تاکہ کام جلد از جلد شروع ہو کر ختم ہو سکے۔ میرے اور پرائیڈٹ بھی ہیں۔ سر رابرٹ

نہریلی دلدلوں میں لہہ کہ ہم کیسے دیسرج کر سکتے ہیں۔ یہ دلدلیں اس قدر نہریلی ہیں کہ دلدلیں خصوصی ماسک بھی کام نہیں آتے۔ اور پھر ہمارے پاس ایسی فنی سہولتیں نہیں ہیں کہ ہم دلدلی کی سطح پر کچھ دیگر گزاد کو دیسرج کر سکیں۔ حکومت کو آپ کی یہاں آمد کا پتہ چلا کیونکہ آپ ایسے معاملات میں بین الاقوامی شہرت رکھتے ہیں۔ سادہ اکثر اپنا وقت کافرستان میں گزارتے ہیں۔ کیونکہ آپ کو کافرستان سے محبت ہے۔ اس لئے حکومت نے یہ فیصلہ کیا کہ اگر آپ اس سلسلے میں ہماری مدد کریں تو حکومت نہ صرف مشکور ہوگی بلکہ جو معاوضہ آپ قبول کریں وہ بھی دینے کے لئے تیار ہے۔ میں حکومت کی طرف سے ابتداء میں بات چیت کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ ناٹران نے مودبانہ لہجے میں کہا۔ معاوضہ کی توخیر کوئی بات نہیں۔ وہ تو بعد میں طے ہوتا رہے گا۔ اگر ایٹمی سکس واقعی مل جاتی ہے تو کافرستان کی قسمت ہی بدل جائے گی۔ اور مجھے کافرستان سے اس لئے محبت ہے کہ میں کافرستان میں ہی پیدا ہوا تھا۔ اس لئے میں ذہنی طور پر اپنے آپ کو کافرستانی ہی سمجھتا ہوں۔ سر رابرٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ادہ اچھا۔ حیرت ہے۔ سر مجھے بہر حال اس بات کا غم نہ تھا۔ ناٹران نے بھی خوش ہوتے ہوئے کہا۔ میرے والد سر گینارڈ کافرستان کے ضلع شیخ میں ڈپٹی کمشنر تھے۔ میں یہاں ہی پیدا ہوا تھا۔ پھر جب کافرستان آزاد ہوا تو ہم واپس چلے گئے۔ سر رابرٹ نے کہا۔ تو سر آپ پھر ہماری مدد فرمائیں گے۔ ناٹران نے بڑے



نے کہا۔  
 "ٹھیک ہے سر۔ میں کل پھر حاضر ہوں گا۔ اس کے بعد باقی  
 طے ہو جائیں گی۔ چیک بھی لیتا آؤں گا۔" ناٹران نے کہا۔ اور  
 وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے سر رابرٹ کو سلام کیا اور پھر دروازہ  
 کمر باہر نکل گیا۔

ناٹرانے ٹیلی فون رکھا اور ایک طویل سانس لیا۔ اُسے حکومت  
 نے مکمل تسلی کر دی گئی تھی کہ سی ریسرچ جہاز کو واقعی گم کر  
 دیں ریسرچ کرنے کی خصوصی ہدایات دی گئی ہیں۔ اور اس  
 قدر ہی حکومت کے اعلیٰ آفیسر آصف خان نے اُسے یہ بھی بتایا  
 کہ ایک غیر ملکی ماہر سر رابرٹ کی خصوصی خدمات حاصل کر چکی  
 تھیں۔ تاکہ گم کر گئی ہو اور ان زہریلی دلدلوں میں ایک قیمتی دھات  
 رچ تیز سی سے کی جاسکے۔ اعلیٰ آفیسر آصف خان نے شاید ٹاپ  
 ہٹ ہونے کی وجہ سے ایٹمی سکس کے متعلق کچھ نہ بتایا تھا اور نہ ہی  
 نے اس کے پوچھنے کی ضرورت سمجھی تھی۔ اس کے ذہن میں  
 اٹامی اور دلدلوں میں ریسرچ کی طرف سے جو غش تھی۔ وہ  
 بعد ہو گئی تھی۔ اب ظاہر ہے حکومت اپنے کام کو تو بند نہ کر  
 — مسدود صرف مشکوک آدمیوں کا تھا۔ اُسے یہی رپورٹ می



”چیف آف سیکرٹ سروس شاگل سپیکنگ - کرنل سنڈاری سے بات کراؤ۔“ شاگل نے انتہائی گنجنت پلچھین کہا۔  
 ”یس۔ کرنل سنڈاری سپیکنگ۔“ چند لمحوں بعد کرنل سنڈاری کی مخصوص آواز سنائی دی۔  
 ”کرنل سنڈاری - میں شاگل بول رہا ہوں - ایس۔ ٹی - ایون۔“  
 اگلے نے کرنل سنڈاری کے ساتھ طے کردہ مخصوص کوڈ دودھرا یا تاکہ نقل سنڈاری کو اطمینان ہو جائے کہ واقعی شاگل ہی اس سے بات کر رہا ہے۔  
 ”ایس۔ ٹی - ایون - کیا ہوا - ایون ڈبل زیر دیکھیے“

”یہ سب نام لعل سیکینگ“ — دوسری طرف سے آؤ۔

”تکلمت جاری ہے سر۔“ رام لعل نے جواب دیا۔



دوسری طرف سے کرنل سنڈاری نے بھی مخصوص کوڈ دہرایا۔ ان درمیان پہی کوڈٹے ہوا تھا کہ جو پہلے فون کرے وہ ایس۔ ٹی۔ ایون کیا گا۔ وہ جواب میں یہی کہے گا کہ ایس۔ ٹی۔ ایون کیا ہوا۔ ایون ڈبن کہو۔

اد۔ کے کرنل صاحب۔ آپ پہلے تو یہ فرمائیں کہ رام د۔ والے دفتر میں موجود فائل اب بھی وہیں موجود ہے یا دیاں سے اٹھ گئی ہے۔ شاگل نے نرم لہجے میں کہا۔

ادہ۔ دیاں سے تو اُسے اُسی وقت ٹرانسفر کر دیا گیا تھا۔ اب وہ میرے قبضے میں ہے۔ کیوں۔ کرنل سنڈاری نے پوچھا۔ بس ویسے ہی خیال آ گیا تھا۔ میں نے سوچا کہ ہو سکتا ہے پانے پوری تفصیل حاصل نہ کی ہو۔ اس لئے دوبارہ وہ ایسا کرنا چاہیے۔ شاگل نے بات جلتے ہوئے کہا۔

ویسے اتنے احمق تو میرے خیال میں وہ نہیں ہوں گے کہ ایئر بار جو سپاٹ مشکوک ہو جائے وہیں دوبارہ آئیں۔ کرنل سنڈاری نے کہا۔

ہونے کو تو سب کچھ ہو سکتا ہے۔ ویسے کرنل صاحب۔ آپ کے پاس کوئی رپورٹ۔ یہاں تو بالکل خاموشی ہے۔ شاگل نے بتاتے ہوئے کہا۔

کچھ نہیں سب کچھ اد۔ کے ہے۔ کوئی خلاف معمول بات سن نہیں آئی۔ بہر حال ملٹری انٹیلی جنس پوری طرح جو کتنا ہے۔ کرنل سنڈاری نے کہا۔

اد۔ے ہاں۔ ایک بات یاد آگئی۔ گھر گھر کھا ڈھی ادا اس سے ملحقہ دلوں میں حکومت ایک برڈجیکٹ پر کام کر رہی ہے۔ حکومت کا ویسیرج شعبہ اس سلسلہ میں اعلیٰ پیمانے پر مصروف ہونے والا ہے۔ جب مجھے یہ اطلاع ملی تو میں نے پوری طرح چھان بین کی۔ مجھے حکومت کے اعلیٰ افسران نے تسلی کرادی۔ میں اس لئے آپ بتا رہا ہوں کہ کہیں آپ یہ سوچیں کہ میں نے نااہلی کی وجہ سے اس کو ہٹا دیا ہے۔ کیونکہ گھر گھر کھا ڈھی والی سائیڈ میرے ذمے لگا ئی تھی۔ شاگل نے کہا۔

اچھا ٹھیک ہے۔ آپ نے تسلی کر لی ہے تو ٹھیک ہے حکومت فظاہر ہے اپنے برڈجیکٹ بند نہیں کرنے۔ مسئلہ صرف تسلی کا تھا وہ ہو گئی۔ بہر حال آپ نے اچھا کیا مجھے بتا دیا میں سپاٹ کی اطلاع دے دوں گا تاکہ وہ لوگ بھی مطمئن رہیں۔

کرنل سنڈاری نے جواب دیا۔

اد۔ کے۔ گڈ بائی۔ شاگل نے کہا اور دوسری طرف سے اپنی کے الفاظ سنتے ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ ابھی رسیور لےو سیدھا ہوا ہی تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اس نے رسیور اٹھالیا۔

میں۔ شاگل چیف سپیکنگ۔ شاگل نے کمرخت

رام لعل بول رہا ہوں۔ ابھی ابھی سورت سنگھ نے اطلاع دی کہ اس نے ایئرپورٹ پر ایک مشکوک گروپ کو چیک کیا ہے۔



اب آپ نے مجھے یاد فرمایا تھا سہ۔۔۔ آنے والے نے مؤدبانہ  
میں کہا۔

سنو۔ فورمی ریڈ کے لئے تیار کر دو۔ کم از کم دس مسلح افراد  
نے چامیس اور اٹالین سفارت خانے کا وہ پیشیل اجازت نامہ بھی  
سفارت خانے کی فائل سے لے لو۔ جس کے تحت ہمیں خصوصی  
ت دی گئی ہے کہ ہم اٹالوی افراد کو جس طرح چاہیں چیک کر  
یں۔۔۔ شاگل نے تیز بولے ہیں اُسے ہدایات دیتے ہوئے

یہ سہ۔۔۔ راجیش نے کہا اور تیزی سے واپس مرگیا۔  
قریباً پانچ منٹ بعد ہی ٹیلی فون کی گھنٹی ایک بار پھر بجی تو شاگل  
بیوہ اٹھایا۔

بس شاگل۔۔۔ شاگل نے تیز بولے ہیں کہا۔

ام لعل بول رہا ہوں۔ اٹالوی سیاہوں کا گروپ ہوٹل الاسکا میں  
ہے۔ دہاں ان کے کمرے پہلے سے جک تھے۔ تیسری منزل  
رہا مے سولہ نمبر جناب۔۔۔ ام لعل نے اطلاع دیتے  
کہا۔

ہاں نگرانی پر کون ہے۔۔۔ شاگل نے پوچھا۔

میتا داس جناب۔۔۔ ام لعل نے جواب دیا۔

یکہ ہے۔ میں ابھی دہاں ریڈ کر رہا ہوں گا۔ تم میتا داس کو کہہ دو  
اے لالعل۔۔۔ اگر یہ لوگ صحیح ہی ثابت ہوئے تب بھی وہ  
بلنے کے بعد ان کی مکمل نگرانی کرتا رہے گا۔ اور اگر ہمارے

یہ بظاہر تو غیر ملکی سیاہوں کا گروپ ہے۔ لیکن اس میں ایک آدمی  
ہے جو پاکیشیا کا علی عمران ہو سکتا ہے۔ وہ اپنے ساتھیوں سے  
کی باتیں کر رہا تھا جیسی کہ اس کی عادت ہے۔۔۔ ام لعل۔  
بتاتے ہوئے کہا۔ اور شاگل کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔  
"اوہ گڈ۔۔۔ مکتے آدمی ہیں اس گروپ میں۔۔۔ شاگل۔  
آمین بچے میں پوچھا۔

جناب اس عمران سمیت چار آدمی اور ہیں۔ کل پانچ کا گروپ  
یہ لوگ اٹالیا سے آئے ہیں۔ ان کے کاغذات درست ہیں۔ بر  
ایک آدمی کی حرکات ایسی ہیں کہ اس پر عمران کا شک ہو سکتا ہے  
قد و قامت میں وہ بالکل عمران جیسا ہی ہے۔۔۔ ام لعل نے  
دیتے ہوئے کہا۔

"اب یہ گروپ کہاں ہے۔۔۔ شاگل نے پوچھا۔

جناب ہمارا ایک آدمی ان کی نگرانی کر رہا ہے۔ یہ ایئر پورٹ  
تو ہوٹل الاسکا کی طرف گئے ہیں۔۔۔ ام لعل نے جواب دیا۔  
اور۔۔۔ میں چیک کر لیتا ہوں۔۔۔ شاگل نے  
پھر اس نے وسیعہ کر کے کمیز کے کنارے لگا ہوا ایک بٹن دیا  
یہ سہ۔۔۔ دوسرے لئے دوا زے میں ایک نو  
نے نمودار ہوتے ہوئے کہا۔

"راجیش کو بلاؤ جلد ہی۔۔۔ شاگل نے تیز بولے ہیں کہا۔

نوجوان تیزی سے واپس مرگیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک  
اندہ داخل ہوا۔



ریڈ کے دوران یہ فراہم ہوں تب بھی سیتا داس ان کی نگہبانی کرے گا۔  
سیتا داس کی امداد کے لئے کم از کم چار آدمی اور بھی بھیج دو۔ جن کے پاس  
سواریاں ہوں۔ شاگل نے اسے یہ بات دیں۔  
”ٹھیک ہے۔ حکم کی تعمیل ہوگی۔“ رام نے کہا اور شاگل نے ریور رکھ دیا۔

”سہ ریڈ پاڈی تیار ہے سر۔ اور یہ کاغذ سر۔“ اسی  
راجیش نے دفتر میں داخل ہوتے ہوئے کہا اور ہاتھ میں بھٹا ہوا  
اسٹرام سے شاگل کی طرف بڑھا دیا۔ شاگل نے کاغذ کھول کر دیکھا۔  
پھر اطمینان سے سر ملاتے ہوئے اسے تہہ کر کے اپنی جیب میں رکھا  
اور پھر اٹھ کھڑا ہوا۔

”چلو شاید آج میری دیرینہ حسرت پوری ہو ہی جائے۔“  
شاگل نے کیپ سیٹڈ سے اپنی ٹوٹی اماں کو سر پر رکھتے ہوئے کہا اور  
تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

عمر اس کیسٹن شکیل۔ صدر ایچی۔ خاور اور ٹائیگر ٹالیہ کی طرف  
لے آئے دالی پرداڑے کا فرستان کے دارالحکومت ایرپورٹ پر  
مے تو اس وقت دھوپ خاصی چمک رہی تھی۔ وہ سب اٹالوی میک  
پ میں تھے۔ پسینہ کو رخ نے انہیں چیکنگ مال تک پہنچا دیا۔ اور  
برودہ کاغذات اور سامان کی چیکنگ کے لئے انتظار میں کھڑے ہو  
گئے۔ کاغذات ٹائیگر کے پاس تھے اور وہی لائن میں کھڑا تھا۔ جب  
لوہاتی سب ایک طرف ہٹ کر کھڑے ہو گئے تھے۔

”سر الرٹ۔ کیسے معذوق لوگ ہیں کا فرستانی۔ اب دیکھو نا۔  
یہاں کی لڑکیوں کو ڈھٹاک کا لباس نہیں ملتا تو لفافے پہن لیتی ہیں۔“  
لڑان نے قریب سے گزرتی ہوئی ایک لڑکی کو دیکھتے ہوئے کیسٹن شکیل  
سے مخاطب ہو کر اپنی آوازیں کہا۔ لڑکی اس وقت ساڑھی باندھنے  
میں تھی۔



”اسے ساڈھی کہتے ہیں مسٹر نادین۔ یہ کافرستان کی عورتوں کا کچل لباس ہے۔ آپ اسے لفافہ کہہ رہے ہیں۔“ کیپٹن شکیل نے ہنسنے ہوئے کہا۔

”ساڈھی۔۔۔ یہ کیا لفظ ہے۔ ساری ہونا چاہیے تھا۔ یعنی دیری ساری۔ لباس نہ ملا تو لفافہ پہن لیا۔ یعنی ساری پہن لی۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

ادریکپٹن شکیل کے ساتھ کھڑے ہوئے باقی افراد بھی بے اختیار ہنس پڑے۔

”یعنی آپ لفافے کو ساری کہہ رہے ہیں۔ لیکن میرے خیال میں تو جب کوئی لڑکی لباس ہی نہ پہنے تو اسے کہا جاسکتا ہے ساری“ صدیقی نے کہا۔

”نہیں۔ ایسی صورت میں تو ساری کی بجائے دیکھ استعمال ہوتا ہے مسٹر فرنیٹ۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور ایک بار چہرے بال چہرہوں سے گوج اٹھا۔

”اُسی لمحے عمران کی تیز نظروں نے ایک آدمی کو جلدی سے پسپا ہونے کی طرف بڑھتے دیکھا۔ وہ آدمی ان کے گرد پ کے قریب ہی تھا رہا تھا۔ اور عمران کے لبوں پر معنی خیز مسکراہٹ ابھرا آئی۔

”میں نے سنا ہے کافرستان میں ایسے قبائل اب بھی موجود ہیں جو عریاں رہتے ہیں۔ ظاہر ہے ان قبائل کی عورتیں بھی اسی طرح رہتی ہوں گی۔“ خادرنے کہا۔

”اچھا۔۔۔ داہ جوئی داہ۔ گڈ الفاریشن۔ میں تو یہاں سے ہوٹل الاسکا

پہنچے ہی سب سے پہلے ان قبائل کا پتہ کرادوں گا۔“ عمران نے آنکھیں کھلتے ہوئے کہا۔

”لیکن میں نے تو پڑھ لیا ہے کہ وہ آدم خود ہیں۔ اور خاص طور پر بریکوں کا گوشت بڑے مزے سے کھاتے ہیں۔“ کیپٹن شکیل نے کہا۔

”ارے ارے پھر تو دیکھم کی بجائے یہی ساری ہی ٹھیک رہے گا۔ اذکم جان تو دیکھی رہے گی۔“ عمران نے ذرا ہی دونوں ہاتھوں سے اپنے کان پڑھتے ہوئے کہا۔

”آؤ ابھی۔۔۔ کلرنگ ہوگئی ہے۔“ اُسی لمحے ٹائیگر نے ان کی طرف آتے ہوئے کہا۔ اس کے ہاتھ میں کافلات تھے۔ اور سامان بٹھرا لی بھی۔

”داہ داہ مسٹر دارم۔ یہاں تو پودا گرام بن کر بھی بگڑ گیا۔ آپ اب نہ ہیں۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”کیسا پودا گرام۔“ ٹائیگر نے نہ سمجھنے والے انداز میں کہا۔ ادریکپٹن شکیل نے جب اسے ساری بات بتائی تو وہ بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

اس کے بعد انہوں نے اپنے اپنے بیگ اٹھائے اور برونی دروازے کی طرف چل پڑے۔ عمران نے دیکھا کہ وہ آدمی بھی جوٹلی فون کر کے آچکا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ ایک سی ٹیکسی میں بیٹھ چکے تھے۔ ٹیکسی ڈرائیور نے انہیں سواری کے لئے علیحدہ کرایہ چارج کیا تھا۔ ادریکسی ہوٹل الاسکا کی







کا پتہ چلانے کی کوشش کی لیکن ایسا کوئی مائیک گائیگر نے ظاہر نہ کیا۔  
اس نے عمران مہمان ہو کر کسی پر بیٹھ گیا۔

”اب کیا پروگرام ہے عمران صاحب۔۔۔ سب کے اہل ہوتے ہی کیپٹن شکیل نے پوچھا۔ اب اس نے عمران کو اصل ہی بیکار اٹھا۔

”بھئی سیاحوں کا کیا پروگرام ہوتا ہے۔ گھومیں گے پھر پریس کریں گے۔ نئے نئے علاقے دیکھیں گے اور پھر واپس اپنے ملک جائیں گے۔“ عمران نے کہا۔

”ہاں ایئر پورٹ پر جمادی نگرانی ہو رہی تھی۔“ ٹائیگر نے کہا۔ یہاں بھی ہوگی۔ ابھی شاہ شامان جناب شاگل صاحب نے تشریف لائیں تھے اور جاما انٹرویو لیں گے۔ آخر ہم کوئی معمول نہیں۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”شاگل۔۔۔ وہ سیکرٹ سروس کا چیف۔۔۔ سب۔

جڑی طرح چومکتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ فی الحال تم سب نے مکمل تعاون کرنا ہے۔ ہمارے

دہ کو شش کے باوجود پیک نہ کر سکیں گے۔ کاغذات بھی درج

ہیں۔ سامان میں بھی ایسی کوئی چیز نہیں۔ البتہ وہ شخص آسانی

پہنچا نہ چھوڑے گا۔ اور اس بار میں آیا ہی اس لئے ہوں کہ اسے

چھڑایا ہی نہ جائے۔ کر لے اپنی حسرت پوری لیکن ابھی نہیں۔“

نے کہا۔

”یہ نیا سلسلہ ہے۔ بہر حال عمران صاحب ہمیں بتائیں تو سب کو

لیکھا ہے۔ اور ہمارے باقی ساتھی کہاں ہیں۔ تاکہ ہم اسی انداز میں کام

لیں۔“ کیپٹن شکیل نے کہا۔

”تمہیں اس جوئے باس نے کچھ نہیں بتایا۔ مجھے تو کہہ رہا تھا کہ میں

بڑے طوطوں کو پٹھا دیا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”اچھا۔ اب ہم بڑے طوطے ہو گئے۔ اگر تو رپورتاژ میں دیکھنا

آپ کیسے ہمیں بڑے طوطے کہتے ہیں۔“ کیپٹن شکیل نے

نے ہوئے کہا۔

”اچھا جلد بڑے طوطوں کو اس نے پڑھا ہے تو جوان طوطوں کو میں

بھولتا ہوں۔ ٹائیگر تم دردازے کے پاس جا کر خیالی رکھو۔ کی ہول لٹ

لہا منے سے جیسے ہی سیکرٹ سروس والے نظر آئیں ہمیں اشارہ

دیں۔ کم از کم شاگل کو تو تم پہنچاتے ہی ہو۔“ عمران نے کہا۔

ٹائیگر اٹھ کر دردازے کی طرف بڑھ گیا۔

”ہاں تو سنو نصف چار درویش۔“ عمران نے سنجیدہ ہوتے

ہوئے کہا۔

جس ڈیم کے ساتھ ہم نے پکنک منائی تھی وہ ڈیم انتہائی دفاعی

میت کا حامل ہے۔ اگر جنگ کی صورت میں کا فرستان اس ڈیم کو

ختم کر دے تو ہماری فوجوں کی سپلائی لائن ایک سخت ختم ہو سکتی ہے۔

تقدار کا تو اندازہ ہی نہیں کیا جاسکتا۔ اس لئے اس ڈیم کی

حفاظت کے لئے خصوصی انتظامات کئے گئے۔ لیکن گوشہ دونوں

فرستان کے ایک خفیہ منصوبے کا علم ہوا ہے۔ کا فرستان نے

نہر حد میں ایک ایسے دے کو جس کے سامنے کے رخ خوفناک



زہریلی دلدلوں کا طویل سلسلہ ہے اور سائیڈ دل سے بھی وہ ناقابلِ عبور ہے۔ ایک ایسی گن نصب کی ہے جو ایک لمحے میں ڈیم کو تباہ کر سکتی ہے۔ درے کا رخ چونکہ سائیڈ کی طرف ہے۔ براہِ راست ڈیم اس سے زبردیں نہیں آسکتا۔ اس لئے ایک ایسی پچیدہ ڈھلوان گن دیوالِ نصیب کی گئی ہے جو کہ میٹری پیئریزی سے حرکت کرتی ہے۔ یہ میٹری بوتھ ضرورت درے سے نکل کر سامنے موجود زہریلی دلدل تک چلی جائے گی۔ گن اس میٹری پر چلتے ہوئے باہر کونیکٹ کی اور گھوم کو ڈیک کو اڑا کر واپس درے میں پہنچ جائے گی۔ اس گن اور اس درے کو جسے کافرستان والے کرکٹ کہتے ہیں۔ اس طرح اس مشین کو گن کرکٹ کہا جاتا ہے انتہائی خفیہ رکھا گیا ہے۔ لیکن ایک ٹھونے اس منصف کی تفصیلات حاصل کر لیں۔ اب مسئلہ یہ تھا کہ اس گن کو کس طرح تیار کیا جائے کہ گن کے تباہ ہونے سے پہلے کافرستان کو اس کا تیرہ جا سکے۔ منصوبے کی تفصیلات حاصل کرنے کے دوران کافرستان میٹری ایٹمی جنس اور سیکرٹ سروس کو بھی اس بات کا علم ہو گیا۔ کمپانی شیا والے اس گن کرکٹ سے واقف ہو گئے۔ چنانچہ خطا نے انتہائی سخت حفاظتی انتظامات کر لئے۔ کرکٹ کے عقبِ جوبہاڑی علاقہ سے وہ بالکل ویران اور صاف ہے۔ دیوال سے خطا پہنچانے میں مددِ مشکل ہے کیونکہ اس علاقے میں کافرستان نے جبکہ حفاظتی انتظامات کر رکھے ہیں۔ اور تقریباً پوری میٹری ایٹمی جنس چکر میں دیوال بھی ہوئی ہے۔ اس لئے اوھرے جا کر گن کو تباہ کرنا ناممکن ہے۔ اب اس کی ایک اور صورت ہے کہ زہریلی دلدلوں کا

ہے جا کر اس گن کو تباہ کیا جائے۔ ان زہریلی دلدلوں کا اقتسام ایک مندری کھاڑی پر ہوتا ہے جسے گم گم کھاڑی کہتے ہیں۔ یہ کھاڑی مندر سے نکلتی ہے۔ یہ دلدلیں اس قدر زہریلی اور خوف ناک ہیں کہ ان کے اوپر سے پرندہ نہیں گزر سکتا۔ اس لئے ادھر سے کسی کا جانا رکھاؤ سے ناممکن ہے۔ لیکن اس گن کرکٹ کی تباہی بھی ہمارے ملک نے دفاع کے لئے انتہائی لازمی ہے۔ اس لئے ہمارے پاس یہ اس بار ایسا عجیب و غریب منصوبہ بنایا ہے کہ مجھ جیسے آدمی کی موٹی بھی لو کی طرح گھوم گئی ہے۔ عمران نے بڑے سنجیدہ ناؤ میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”کیا منصوبہ ہے وہ“۔ سب نے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

”مختصر یہ کہ پاس نے اپنے خصوصی ذرائع سے حکومت کافرستان کے ایک ایسے منصوبے کا سراغ لگایا جو ہمارے کام آسکتا تھا۔ اس منصوبے کے مطابق کافرستان کے سی۔ ایس۔ جی ڈیپارٹمنٹ نے ایٹمی اور اس سے ملحقہ زہریلی دلدلوں کی تباہی میں ایک انتہائی قیمتی ہتھیار دھات کا سراغ لگنا ہے۔ اس کے کچھ آثار تو ملے ہیں۔ لیکن اس پر پھر پورے سی۔ ایس۔ جی ہے۔ اور اس منصوبے کے تحت سی۔ ایس۔ جی کا ایک مخصوص بہار کھاڑی میں پہنچے گا۔ اور پھر وہاں سے نئے زہریلی دلدلوں میں ایک خصوصی ساخت کی نشی۔ سی۔ ایس۔ جی کے لئے گی۔ اس کے لئے حکومت کافرستان نے اس قسم کی سی۔ ایس۔ جی کے جی ایف ایس ماہر سردار برٹ کی خدمت حاصل کی ہیں جنہیں ایسی



نہ بلی دلدل میں معدنیات کی تلاش کا وسیع تجربہ حاصل ہے۔ وہ ایسا سامان ہبیا کہتے ہیں جو ان ذہن بلی دلدلوں میں کام آسکتا ہے۔ اب ایکسٹونے یہ کیا کہ اس جہاز پر قبضہ کر لیا۔ صفدر نے پینٹ ریسرچ انیسر کی عیگہ سنبھال لی۔ جو ایسا اس کی سیکرٹری بن گئی۔ نعمانی سیکورٹی انیسر بن گیا اور چوہان اسسٹنٹ ریسرچ انیسر۔ جہاز پر انسانی عملہ مستقل رہتا ہے باقی لوگ آتے جاتے رہتے ہیں۔ شعبے کا سربراہ ایک شخص ارمان واس سے۔ وہ آج کل ملک سے ہے۔ بہر حال اسے بھی ٹریپ کر لیا گیا اور اس کی جگہ بھی ایک نے اپنا آدمی ڈال دیا۔ اس شعبے سے متعلق اعلیٰ سرکاری آفیسر اصغر کو ٹریپ کر کے اس کی جگہ کافرستان میں ایکسٹونے فنان ایجنٹ نے سنبھال لی۔ سربراہ کو بھی ٹریپ کر لیا گیا۔ اور اس کی جگہ ایک فنان ایجنٹ نے سنبھال لی۔ اس طرح ہر طرف ایکسٹونے سیٹ ہو گئے۔ لیکن ایکسٹونے کو معلوم تھا کہ جیسے ہی جہاز کھانسی میں بیٹا شاگل مشکوک ہو جائے گا۔ چنانچہ ارمان واس کی لڑکی کو جو گھانا بونچہ کی طالب علم ہے۔ ٹریپ کر کے اس کی جگہ نائمران کی ایک اسسٹنٹ نے سنبھال لی۔ اور پھر اسے مشکوک انداز میں جہاز تک لے جایا گیا۔ ایکسٹونے کو یہ اطلاع مل چکی تھی کہ شاگل نے ساحل پر ایک گھرانہ پوشٹ بنائی ہوئی ہے۔ اس لڑکی سے جان پوچھ کر مشکوک حرکت کرانے اس طرح شاگل اس جہاز پر چڑھ دوڑا دیاں ہر لحاظ سے اس کی تسمیہ دی گئی پھر شاگل نے مزید تسلی کے لئے گو ایونیورسٹی میں چکینگ حکام سے بات چیت کی تو اصغر فنان نے اسے پوری طرح مہتمم

اس طرح اب شاگل کو ہر لحاظ سے مطمئن کر دیا گیا۔ کہ یہ جہاز اور دلدلوں ریسرچ کرنے والے تمام افراد حکومت کافرستان کے آدمی ہیں۔ سب کچھ حکومت کافرستان کے ایک خفیہ پردجیکٹ کے طور پر ہو رہا ہے۔ اب ظاہر ہے شاگل اس طرف توجہ نہ دے گا۔ اور ج کے پہلے دلدلوں کی طرف سے اس کی تک پہنچا جائے گا۔ ہا ایک منصوبہ۔ اس منصوبے پر صفدر۔ چوہا۔ نعمانی۔ اور ن اور اس کا گروپ کام کر رہا ہے۔ لیکن ایکسٹونے بھی جانتا ہے کل چین سے نہ بیٹھے گا۔ اور ہو سکتا ہے کہ ہماری سیکرٹ سروس ف سے اپنی توقع کے مطابق کوئی رد عمل نہ دیکھ کر اس کی توجہ دلدلوں والے ہمارے منصوبے کی طرف ہو جائے۔ اور جو بے وہ کوئی ایسا کیلکولیشن کر لے جس سے سارے معاملات خراب بن چنانچہ اسے الجھانے اور خاص طور پر کن کرک کے عقبی حصے میں جوئی کوڈی انٹیلی جنس سے ڈمی ایکسٹونوں کی طرح اٹے بھڑتے تے بھڑکے کن کرک کے عقبی حصے کی طرف پہنچا ہے۔ لیکن ہم انہیں صرف الجھانے رکھنا ہے۔ تاکہ ان کی توجہ پوری طرح ہماری رہے۔ اور اصل منصوبے کی طرف وہ دیکھ بھی نہ سکیں۔ پھر جیسے کن کرک تباہ ہوگی ڈراپ سین ہو جائے گا۔ عمران نے بغیر فیصل سے سارا منصوبہ تسلیم ہوئے کہا۔ واقعی یہ ڈبل جیم والا منصوبہ انتہائی عجیب و غریب اور ذہانت سے پر ہے۔ ایکسٹونے داغ میں شاید کوئی ماسٹر پیسٹورٹ ہے۔ اس قسم کے منصوبے نہ صرف سوچ لیتا ہے۔ بلکہ ان پر عمل بھی کر



پھر تھک کر دیکھنے لگے۔ اگر ٹائیگر کی عقل انسانوں جیسی ہوتی تو عقل مند انسانوں کی طرح چاروں ہاتھوں پیروں پر کھڑا ہو جاتا اور آرام سے آنکھ لگا کر دیکھتا رہتا۔ — عمران نے کہا اور ٹائیگر اور باتی ساتھی منہس پڑے۔

”نیکن اسی لمحے دروازہ پر زور سے دستک ہوئی۔ اور عمران نے آنکھ کا کوٹا دیا۔“

”کون صاحب ہیں۔ اتنے زور کی دستک دینے کے لئے کسی انسان کے پاس تو طاقت نہیں ہوتی کوئی جن ٹائیپ کی شے ہی ہوگی باہر“ عمران نے اونچی آواز میں فقرہ مکمل کیا تاکہ آواز چاہے کئی ہی باہر تک جلتے پہنچ جائے۔

”دروازہ کھولئے۔“ — باہر سے شاگل کی چیخ ہوئی آواز شنائی دی اور عمران اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ اس کا فقرہ شاگل کے کالوں تک پہنچ چکا ہے۔ اس نے ٹائیگر کو اشارہ کیا اور ٹائیگر نے اٹھ کر دروازہ کھول دیا۔

دوسرے لمحے شاگل جو پوری وادی میں تھا تین افراد کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ ان تینوں نے بھی درمی پہنی ہوئی تھی۔ انہیں درویشوں میں دیکھ کر عمران بھی ایک تھکے سے اٹھا۔ اور عمران کی وجہ سے باتی ساتھی بھی کھڑے ہوئے۔

”جی فرمائیے۔“ آپ کوئی بڑے آفسر ہیں اس نمائندہ کے۔ مگر جناب ذرا درمی کسی اچھے دھوبی سے استری کرایا کیجئے۔ اس پر سولیس دیکھ کر تو یوں لگتا ہے جیسے آپ نے خود استری کی ہو۔ بہر حال

لیتا ہے۔ — کیپٹن شکیل نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔  
”لیکن عمران صاحب آپ نے ابھی کہا تھا کہ مجھ نے شاگل کو منہ کر کے واپس بھیجا ہے۔ اگر شاگل مطمئن ہو کر چلا گیا تو پھر.....“  
چوہان نے پوچھا۔

”تو پھر کوئی ایسی حرکت کریں گے کہ وہ دوبارہ مشکوک ہو جائے اور تب پھر ہم اسے مسلسل مشکوک کرتے چلے جائیں گے۔ لیکن یہ وقت ہو گا جب ایک ٹوکی طرف سے مخصوص کاش ملے گا۔“

عمران نے کہا اور باتی ساتھیوں نے سر ہل دیا۔  
”کافی سزا مل گئی ہے تمہیں۔ اب آج آؤ واپس۔“ — عمران —  
مسکرا کر ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ جو بے چارہ کی بھول سے لگائے ہوئے کمان کی طرف جھکا کھڑا تھا۔

اور ٹائیگر ایک طویل سانس لے کر سیدھا ہوا۔ وہ چند لمحے تو وہ گھر سیدھی کمرہ دیا۔

اور باتی ساتھی اس کی حالت دیکھ کر دانتی منہ لگے۔ انہیں خیال ہی نہ آیا تھا کہ واقعی ٹائیگر کسے نے یہ سزا ہی تھی۔ وہ سب کو عمران کے بیانوں پر ساتھی کے طور پر جانتے تھے۔

”جناب آخر مجھے ہی یہ سزائیوں دی گئی۔ میرا قصور۔“ —  
نے مسکرا کر کسی پر ہنسنے ہوئے کہا۔

”ٹائیگر کی نظریں بے حد تیز ہوتی ہیں اور اس کا ذہن کی بھول جتنا ہوتا ہے۔ لیکن اب مجھے خیال آیا کہ ٹائیگر کی عقل تو انسانوں جیسی نہیں سکتی۔ اس لئے تم پہلے دونوں پیروں پر۔“ —  
ہے کھڑے ہو۔



فرمائیے۔ کیسے تشریف آوری ہوئی؟ — عمر ان نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا، لیکن اس نے دانستہ ایسے فقرے کہہ کر شاکل کی طرف سے پوری طرح مشکوک ہو جائے۔

ادھر عمران کی توقع کے عین مطابق شاکل کی تیز نظر میں عمران پر جھپکے۔ اس کے انداز سے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ عمران کے چہرے پر موجود مخصوص میک اپ کی تہہ سے انداز کا اصل چہرہ دیکھ رہا ہو۔

”میں سیکرٹ سروس کا چیف شاکل ہوں۔“ شاکل نے جب اپنا غصہ دباتے ہوئے کہا۔ کیونکہ فی الحال اس کے سامنے غیر ملکی ہی تھے اور اسے معلوم تھا کہ غیر ملکیوں کو ان کے سفارت خانوں کی طرف سے کس طرح کے تحفظات ملے ہوئے ہوتے ہیں۔

”چھاگل گڈ۔“ واقعی آفیسر کا نام ایسا ہی ہونا چاہیے۔ میوزک سے بھرپور ناہم ہے۔ عمران نے جان بوجھ کر اس کا مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں دیسی ہی مخصوص چمک تھی جیسی چمک شاکل اچھی طرح پہچانتا تھا۔

”چھاگل نہیں شاکل۔“ ادا سینے۔ میں صرف غیر ملکی ہونے کے غلط آپ کا لحاظ کر رہا ہوں۔ وہ اپنے متعلق ایسے رہنما کس دینے والے کے دانت توڑ دیا کرتا ہوں۔ اس لئے پلیز زبان سنبھال کر مجھ سے بات کیجئے۔ آپ اٹالیہ میں نہیں کا فرستان میں ہیں۔ ادا کا فرستان کے کسی چہرے سے بات نہیں کر رہے۔ سیکرٹ سروس کے سے بات کر رہے ہیں۔ میں چاہوں تو آپ کی لاشیں گٹر میں

پھینک دیں۔ ادا آپ کا سفارت خانہ آپ کو ڈھونڈھتا ہے یہ جلتے۔ شاکل نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”سوری آفیسر۔ مسٹر نارمن کی فطرت ہی کچھ مزاحیہ ہے۔ آپ مہذبہ کریں۔ میں اس گروپ کا انچارج ہوں۔ ہم لوگ سیاح ہیں اور فرستان میں سیاحت کے لئے آئے ہیں۔ دینے ہم اپنے ٹکس کے معزز شہری ہیں۔ میں سٹی ٹیک اسٹیٹ کا ڈائریکٹر ٹیکس پمپنگ ہوں۔ یہ مسٹر نارمن جن پر آپ ناراض ہو رہے ہیں۔ وہاں کے چیف میئر ہیں۔ یہ مسٹر البرٹ ہیں ان کا سٹی ٹیک اسٹیٹ میں کھلونے کھانے کا کارخانہ ہے۔ ادا یہ مسٹر فرنیٹ ہیں ایک اعلیٰ سرکاری آفیسر اور یہ مسٹر جونی ہیں۔ اپنی پورٹ ایکسپورٹ کا وسیع کاروبار کرتے ہیں۔ ادا یہ ہیں مسٹر وارم۔ یہ اس اسٹیٹ کے اسسٹنٹ سیکرٹری وزارت صنعت ہیں۔ ادا یہ ہیں ہمارے کاغذات۔ آپ مزید تسلی کرنا چاہیں تو ہمارے سفارت خانے سے کہہ سکتے ہیں۔ ٹائیگرونے بڑے سنجیدہ لہجے میں اپنا ادا اپنے ساتھیوں کا تعارف کرتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اپنے کوٹ کی اندرونی جیب سے کاغذات نکال کر شاکل کی طرف بڑھا دیئے۔

شاکل نے خاموشی سے کاغذات لئے اور انہیں دیکھنے لگا۔ اتنے بڑے بڑے نمبر لے ادا ٹیٹس سن کر وہ خاصا مرعوب نظر آ رہا تھا۔

”سوری آفیسر۔ اگر میری باتیں آپ کو بُری لگی ہوں تو میں معذرت خواہ ہوں۔“ عمران نے بھی اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے



”ٹھیک ہے جناب۔ اب ہم کیا کہہ سکتے ہیں جیسے آپ کا جی چاہے  
 کر لیجیے۔“ ٹائیگر نے کاغذ داپس کر تے ہوئے کہا۔  
 ”ایک بات تو بتائیں جناب چھاگل صاحب۔ کیا آپ کو ہم پر شک  
 ہے یا آپ جزل چکیک پر شکے ہوئے ہیں۔“ عمران نے منہ  
 لٹے ہوئے پوچھا۔

”میں آپ کو آخری بار کہہ رہا ہوں کہ میرا نام درست لیجیے۔ ورنہ  
 دانت توڑ دوں گا۔ سمجھے۔ میں آپ سے نرمی سے پیش آ رہا ہوں۔  
 یہ میری بے عزتی کر رہے ہیں۔“ شاگل نے تیز جوتے جوتے  
 کہا۔

”دیکھئے ہاگل۔ اداہ سو مری۔ سو مری کیا نام ہے آپ کا اداہ“  
 نے بے اختیار منہ پیٹتے ہوئے کہا۔

”شاگل۔“ شاگل نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

”اچھا کابل ٹھیک ہے۔ اچھا نام ہے۔ آپ نے میرے سوال کا  
 ب نہیں دیا۔“ عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”اس کامیک اپ سب سے پہلے صاف کر دو۔ آج یہ مجھ سے  
 لہ نہیں جاسکتا۔ میں اسٹرے سے اس کے گال چھیل دوں گا۔“  
 نے یہ پیر پٹتے ہوئے کہا۔

ادریلی بار عمران کی اکھوں میں ہلکی سی پریشانی کے آثار نمایاں ہو  
 گئے۔ یہ اسٹرے دالائیڈیا و انجی نیا تھا۔ اب چلے ہے میک اپ کیسا  
 ہوا اسٹرے کی تیز دھاوا کے سامنے تو نہیں ٹھہر سکتا تھا۔

”اچھا اچھا شہید کو کرنے کو آپ کے ہاں میک اپ صاف کرنا کہتے

میں کہا۔  
 ”ٹھیک ہے کوئی بات نہیں۔“ شاگل نے کاغذات سے  
 سر اٹھائے بغیر کہا۔ وہ کافی دیر تک ان کاغذات کو دیکھتا رہا۔ کاغذ  
 واقعی اصل تھے۔

”ٹھیک ہے آپ کے کاغذات اصلی ہیں۔ لیکن ہماری اطلاع ہم  
 غلط نہیں ہو سکتی۔ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ بین الاقوامی مجرموں کا ایک  
 گروپ کا فرستان کے دارالحکومت میں داخل ہوا ہے۔ اس  
 ہم چکیک کر رہے ہیں۔ اگر آپ تکلیف محسوس نہ کریں تو میرے آدھے  
 آپ کا میک اپ چیک کریں گے تاکہ ہمیں پوری طرح اطمینان ہو  
 اور کمرے کی تلاشی بھی ہم نہیں گئے اگر کچھ نہ ملا تو بین ذاتی طور پر آپ سے  
 معدت کر لوں گا۔“ شاگل نے ہونٹ بھیختے ہوئے کہا۔

”نہیں آئیہ۔ یہ سراسر زیادتی ہے۔ ہم آپ سے بوجھنا  
 سکتے تھے وہ ہم لے کر دیا ہے۔ اس سے زیادہ نہیں۔ اگر آپ نے  
 زبردستی کی تو پھر میں سفارت خانے سے بات کر دوں گا۔“ ٹائیگر نے  
 اس بار قدرے سخت لہجہ میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ کو سفارت خانے سے فون کرنے کی تکلیف کی ضرورت نہیں ہے۔  
 پاس آپ کے سفارت خانے کا اجازت نامہ موجود ہے۔“ شاگل نے  
 بڑے طنز پر انداز میں کہا۔

ادریلی حجب سے وہی تہہ شدہ کاغذ نکال کر اس نے ٹائیگر کی دست  
 بڑھادیا۔ ٹائیگر کے تہہ پر حیرت کے آثار ابھر آئے جیسے اسے  
 یقین نہ آیا ہو۔



”راجندر۔۔۔ کمرے کی تلاشی ہو۔ اور ساتھ ہی ان سب کی بھی۔  
اب میں ان سے بیٹھ کر اور میں ہی بات کر دوں گا۔“ شاگل نے  
جھنجھٹے ہوئے کہا۔

”بے شک تلاشی لے اور ہم تو شیو کا سامان بھی ساتھ نہ لائے تھے۔  
اب سوچ رہے تھے کہ یہیں سے خرید لیا جائے۔ چلو پور دیس میں رقم ہی  
بچ گئی۔“ عمران نے بدستور شاگل کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا۔  
”یہ زیادتی ہے ہم معزز لوگ ہیں۔“ ٹائیکو نے اپنی تلاشی  
اجتناج کرتے ہوئے کہا۔

لیکن شاگل نے ان کی ایک نہ سنی۔ لیکن نہ ہی کمرے سے کچھ برآمد  
ہوا اور نہ ان کی تلاشی سے۔ پھر شاگل انہیں ساتھ لے کر کمرے سے  
باہر آگیا۔ شاگل نے شاید اپنے طور پر یہ سوچا تھا کہ غیر ملکیوں کو  
میں طرح سیکیورٹ مردوں کے ساتھ دیکھ کر کوئی اخباری رپورٹر یا کیمرہ من  
غیر بنادے۔ اس لئے وہ انہیں پچھلی طرف موجود آگ بجھانے والی  
میرٹھویں سے نیچے آتا دیکھ بھلی گئی میں لے آیا۔ اور پھر اس کے حکم پر  
گام اور جیس میں وہیں آگئیں۔ شاگل نے عمران کو اپنے قریب بٹھالیا۔  
جب کہ باقی ساتھی دوسرے لوگوں کے ساتھ سوار کرائے گئے۔ عمران  
نے گا دیں بیٹھے ہی اپنا سر سیٹ کی پشت سے لگا لیا۔ اور آنکھیں بند  
کر لیں۔ جیسے اُسے نیند آ رہی ہو۔ شاگل بار بار اُسے دیکھ رہا تھا۔  
اور شاید دل میں سوچ رہا تھا کہ کاش اس کا شک یہ نہ نکلتے۔ اور یہ  
عمران ہی ہو۔ لیکن جس طرح عمران اطمینان کے ساتھ چل پڑا تھا۔ اور  
نراقت سے اس کے ساتھ گا دیں آکر بیٹھ گیا تھا۔ اس بات

میں بہت خوب۔ واہ کیسا مہمان نواز ملک ہے کہ یہاں کی سیکرٹ  
سروس اپنے مہمانوں کی شیو کوئی ہے بہت خوب۔“ عمران نے  
مکروارے ہوئے کہا۔

”یوشٹ اپ ٹائیکو۔ ڈیم فول۔“ شاگل غصے سے چیخ پڑا۔  
معاہدہ شاید اب اس کی بوداشت سے باہر ہو چکا تھا۔ اس نے انتہ  
پھرتی سے دیوار نکال لیا اس کا چہرہ غصے کی شدت سے آگ کی  
تپ رہا تھا۔

”ارے صاحب۔ میں نے کوئی غلط بات کر دی ہے جو آپ  
ناراض ہو گئے ہیں۔“ عمران نے بڑے مہموم سے بچے میں۔  
”راجندر۔“ شاگل نے چیخ کر ساتھ کھڑے ایک مسٹر ڈم  
سے کہا۔

”میں باس۔“ اس نے مودبانہ پچھے میں کہا۔  
”باقی آدمی بلاؤ جلدی۔“ شاگل نے غصے سے چیخے ہوئے  
اور راجندر سے ملتا ہوا باہر نکل گیا۔

”وہ شیو کرنے میں آپ سے زیادہ ماہر ہیں لیکن۔۔۔۔۔۔“  
عمران ہلکا آہنی آسانی سے کہاں باز آنے والا تھا۔ لیکن شاگل نے  
جواب نہ دیا۔ وہ ہونٹ بھیغے خاموش کھڑا رہا۔ چند لمحوں بعد  
مزید مسلح افراد آئے۔

”کمرے میں پھیل جاؤ اور جو غلط حرکت کرے گویوں سے بھوتا  
ڈالو۔“ شاگل نے ان آدمیوں کے آتے ہی کہا۔ اور نمر آئے  
دلے تیزی سے کمرے میں پھیلے پھلے گئے۔



سے شاگل نفیاتی طور پر الجھ گیا تھا۔ وہ عمران سے بار بار ٹکرا چکا تھا۔ اور اس کی ٹائپ کو اچھی طرح جانتا تھا۔ کہ عمران اپنی جان پر کھیل جاتا۔ لیکن اتنی آسانی سے سمیٹ کر اوڑھ ساتھ نہ چل پڑتا۔۔۔۔۔ لیکن بہر حال د چیلنگ مزدور کرنا چاہتا تھا۔ اور اس نے اپنے ذہن میں یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ اگر واقعی یہ عمران نکلا تو گن گن کر بدلے چکائے گا۔

سی۔ ریسرچ شعبے کا جہاز گمرگ کھاڑی کے آخری حصے میں تھا۔ جہاز پر اس وقت خاصی چل چل پھل نظر آرہی تھی۔ عجیب و غریب لمے سامان کی بند پیٹیاں جہاز پر لوڈ کی جا رہی تھیں۔۔۔۔۔ یہ پیٹیاں دالے مین ٹرک تھیں۔ اور مزدور انہیں عرثے پر رکھ کر جہاز سے اڑ جاتے اور دوسری پیٹی لاد دیتے۔ بحری پولیس کے اعلیٰ حکام بھی موجود تھے۔ اور شعبے کے کئی اعلیٰ آفیسر بھی آئے ہوئے تھے۔ اُنکے عقیدہ اور جو لیا ایک طرف خاموش کھڑے تھے۔ نغمائی حسب ل مشین گن اٹھائے اپنے مخصوص سٹول پر بیٹھا ہوا تھا۔ چوہان پٹیل ملے میں تھا۔

جب تینوں ٹرکوں سے پیٹیاں جہاز پر پہنچ گئیں تو مزدور واپس گئے۔ آپ لوگ بھی جائیں یہ سرکار ہی کا مہ ہے۔۔۔۔۔ شعبے کے ایک



اعلیٰ آفیسر نے بحری پولیس کے آفیسر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سادہ۔ ہم اس وقت تک یہیں رہیں گے۔ جب تک ان تینوں سے سامان باہر نہیں نکالا جاتا۔ یہ ہماری ڈیوٹی میں شامل ہے۔ پولیس کے آفیسر نے خشک بلے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ ادا آؤ منہ بنا کر واپس مڑ گیا۔

تھوڑی دیر بعد ایک سیاہ رنگ کی لمبی سی کاہ ساحل کے قریب کر دی۔ جہاز ساحل کے بالکل ساتھ لگا کھڑا تھا۔ کاربن سے دھواں نکلے۔ ان میں سے ایک ادھیر عمر تھا۔ جب کہ دوسرا قد بے فوج تھا۔ جسم دونوں کا بھی مضبوط تھا۔ انہیں دیکھ کر شجہ ریسرچ کے آفیسر میں مستعدی آگئی۔ اور مصدق بھی ہو کر نکلا۔ وہ دونوں جیسے ہی سیرج چڑھ کر اُدھر آئے۔ آفیسر ان نے انہیں بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔ "یہ سر رابرٹ ہیں۔ معدنیات کی ریسرچ کے بین الاقوامی یہ ہمارے حالیہ راجدیکٹ کے چیف ہیں۔" دوسرے نوجوان۔ ادھیر عمر کا تعارف کرتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے پہلے تو جہاز پر آفیسر ان کا تعارف کرایا۔ اور آخر میں مصدق اور جولیا کے ساتھ ساتھ

کا بھی اس نے ان کے نئے ناموں سے تعارف کرایا۔ "لیکن یہاں اتنی بھیڑ کیوں ہے۔ کیا یہاں کوئی نمائش لگانا ہے؟" آصف خان۔ سر رابرٹ نے بڑے تلخ انداز میں شجہ سے کہا۔ اور بحری پولیس کے آفیسر ان کی طرف دیکھتے ہوئے نوجوان سے مخاطب کر کہا۔

"ادہ سووری۔ میں ابھی انہیں فارغ کرتا ہوں۔" آصف

نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ آفیسر ان کی طرف بڑھ گیا۔

"آپ لوگ اب جا سکتے ہیں۔ آپ فارغ ہیں۔" آصف خان نے ٹھیکے کے اعلیٰ آفیسر ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہیں سر۔" انہوں نے بیک آواز جواب دیتے ہوئے کہا۔ "میری کار بھی واپس لے جانا۔ میں اب مشن مکمل ہونے تک سر رابرٹ کے ساتھ رہوں گا۔" آصف خان نے کہا۔

"یہیں سر۔" ایک آفیسر نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ اڑی سے سیر ہیلوں کی طرف بڑھ گئے۔

"آپ حضرات یہاں کیسے تشریف لائے ہیں۔" آصف خان بحری پولیس کے آفیسر سے مخاطب ہوا۔

"ہمارا تعلق بظاہر تو بحری پولیس سے ہے لیکن ہم دراصل سیکرٹ سروس سے تعلق ہیں۔ اور چیف نے اس سامنے علاقے کی خصوصی نگرانی کا حکم دیا ہے۔ اور یہ بندہ بیٹیاں ہم چیک کرنا چاہتے ہیں۔" ان میں سے نے جیب سے ایک کارڈ نکال کر آصف خان کی طرف بڑھاتے ہوئے

کہا۔ "لیکن یہ تو سرکاری کام ہے۔ ہم کوئی پرائیویٹ لوگ تو نہیں ہیں۔" آصف خان نے کارڈ دیکھ کر واپس کرتے ہوئے تلخ لہجے میں کہا۔ "سادہ سر۔ یہ ہماری ڈیوٹی ہے۔ آپ بندہ پیڈیوں کا سامان چیک کریں پھر ہم واپس چلے جائیں گے۔" اسی آفیسر نے کہا۔

یہ عجیب ملک ہے۔ جس میں حکومت کے ایک شعبے کو دوسرے پر اعتماد نہیں ہے۔ سر رابرٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔



کے خاندان ایجنٹ نامنران سے کئی بار مل چکا تھا۔ اور اس کی آواز اچھی طرح جانتا تھا۔

”میں ہوں صفدر۔ آپ نامنران ہیں شاید۔“ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”شاید نہیں یقیناً میرا نام نامنران ہے۔ اور یہ اصلی سر رابرٹ نہیں بلکہ پرویز صاحب ہیں۔ ان کا تعلق بھی سیکرٹ سروس سے ہے۔ اصلی سر رابرٹ کو سامان کی آمد کے بعد ٹریپ کر لیا گیا تھا۔ نامنران نے مسکراتے ہوئے اپنا اور سر رابرٹ کا تعارف کرایا۔

”یہ مس جولیا ناٹین اور یہ نعمانی اور یہ چوہان۔ جماعت تعلق پاکشیشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔“ صفدر نے جولیا۔ نعمانی اور چوہان کا تعارف کرائے ہوئے کہا۔

”مس جولیا آپ ہیں۔ آپ کے لئے ایک ٹوکا ایک خصوصی پیغام ہے۔“ سر رابرٹ نے چوکتے ہوئے کہا۔ اور کوٹ کی ایک پھولی سی جیب سے مائیکرو کیسٹ نکال کر جولیا کی طرف بڑھا دیا۔

”میں یہ پیغام سن آؤں۔“ جولیا نے مائیکرو کیسٹ ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔

”ایک ٹوکے کہا تھا کہ آپ یہ پیغام باقی ممبران کی موجودگی میں سنیں گی۔“ سر رابرٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ آپ ایک ٹوکے بہت قریب رہتے ہیں شاید۔“ جولیا نے چوٹا کر سر رابرٹ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”قریب سمجھیں یا دور۔ گو میرا تعلق بھی سیکرٹ سروس سے ہے۔“

”یہ بات نہیں جناب۔ دراصل آج کل سیکرٹ سروس ایک خاص مشن پر کام کر رہی ہے۔ اس لئے مجبور رہی ہے۔“ سیکرٹ سروس آفیسر نے کہا۔

”ٹھیک ہے آصف خان۔ بیٹیاں کھلو اگر انہیں چیک کرادو تاکہ لوگ اطمینان سے واپس جائیں اور ہم اپنا کام شروع کر سکیں۔“ سر رابرٹ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

اور آصف خان نے نعمانی اور صفدر کو بیٹیاں کھولنے کے احکام دینے شروع کر دیئے۔ پچھلے کمرے سے چوہان بھی باہر آ گیا تھا۔ چنانچہ ان تینوں نے مل کر باری باری بیٹیاں کھول کھول کر اس کا سامان باہر نکالنا شروع کر دیا۔ یہ سارا سامان عجیب و غریب قسم کے ماسک۔ ساختی آلات۔ روبرٹ مائیکروب و غریب ساخت کی کشتیوں اور اس قسم کے دوسرے سامان پر مشتمل تھا۔ آخر ساری بیٹیاں کھل کر سامان باہر آ گیا۔

”ٹھیک ہے جناب۔ اب ہم جا رہے ہیں ہمیں صرت اسلحے کی تلاشی ہے۔“ سیکرٹ سروس آفیسر نے کہا۔

اور پھر وہ سب خاموشی سے سر جو کہ جہاز سے نیچے اترنے لگے۔ اپنے ان کی ایک جیب بھی موجود تھی۔ جب جیب آگے بڑھ گئی تو آصف خان اور سر رابرٹ جو دینک کے پاس پڑی ہوئی کرسیوں پر بیٹھ تھے۔ اٹھے اور صفدر کی طرف بڑھ گئے۔ جو خاموش کھڑا تھا۔

”آپ میں سے صفدر صاحب کون ہیں۔“ اس بار نامنران نے اصلی لہجہ میں کہا۔

اور صفدر اس کی آواز سن کر جو کاک پڑا۔ وہ کانفرنس میں ایک



لیا کھینچا کا سرحدی ڈیم۔ جس کے ساتھ آپ لوگوں نے عمران کے ساتھ  
 مٹائی تھی انتہائی دفاعی اہمیت کا حامل ہے۔ کافرستان نے اس  
 تباہ کرنے کے لئے ایک خفیہ منصوبہ بنایا ہے۔ ایک ٹھوکی  
 میں آواز سنائی دے رہی تھی۔ اور سب ممبران خاموش بیٹھے یہ پیغام  
 رہے تھے۔ ایک ٹھوکی پر پوری تفصیل سے اس منصوبہ بتانے کے  
 اس کے خلاف کی جانے والی کامدائی بھی تفصیل سے بتادی۔ کہ  
 طرح اس مشن پر دو پہلوؤں پر کام ہوگا۔ اور پھر عمران اپنا گروپ  
 رکھ کر ایک۔ کہ بعضی حصے کی طرف جائے گا۔ اس کا کام کافرستانی  
 بٹ سرحدیں اور کافرستانی طرزی انشیل جس کو ابھنا دینا ہے۔ جب  
 آپ لوگوں نے زہریلی دلدلوں کے ذریعے اس گن گن کر تک پہنچا ہے۔  
 ہر اس تباہ کرنا ہے۔ زہریلی دلدلوں والے مشن کی سربراہ  
 باہوگی۔ جب کہ گن کر ایک کے عقبی حصے والے مشن کا سربراہ عمران  
 مشرپر ویز چونکہ سربراہ برٹ کے عوب میں ہیں اور انہیں پہاڑ  
 ن اس لئے بھیجا گیا ہے۔ کیونکہ یہ سربراہ برٹ کی طرح اس مخصوص  
 حصے کے ماہر ہیں۔ اور یہ زہریلی دلدلوں سے بہتر دالے بچاؤ کے  
 کام کریں گے۔ لظاہر سربراہ برٹ ہی اس مشن کے سربراہ ہوں گے۔  
 کہ سرکاری طور پر ایسا ہی ہے۔ لیکن وہ بھی انتظامی طور پر جولیا کے تحت  
 کام کریں گے۔ جولیا اور عمران کا آپس میں مابلہ ایون کس  
 میٹر کے ذریعے رہے گا کہ ڈیٹیل ٹیم ہوگا۔ اور اس جولیا کا کردار  
 لحاظ سے عمران کی ہدایات کی پابندیوں کی تاکہ صحیح طور پر مشن کو  
 انجام دیا جاسکے۔ پیغام ختم ہوا۔ مس جولیا اس پیغام کو سننے کے بعد

لیکن میں ایک اور شعبے میں ہوں۔ آپ کی طرح ایکشن کو آپ سے میرا کوئی  
 تعلق نہیں۔۔۔ پروین نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔  
 "تو کیا آپ بھی پیغام سنیں گے۔" جولیا نے پوچھا۔  
 "جی ہاں۔ اب تو میں بھی آپ کا ہی ساتھی ہوں۔" پروین نے  
 مسکراتے ہوئے کہا۔  
 "مجھے اجازت دیجئے۔ میں آپ سے علیحدہ رہ کر کام کر دل گا۔"  
 اسی لئے عمران نے کہا۔ اور پھر وہ سب سے مصافحہ کر کے جہاڑ کی  
 سیڑھیوں کی طرف مڑ گیا۔  
 "تو آئیے پھر پہلے یہ پیغام سن لیں۔ اس کے بعد باقی کام ہوگا۔"  
 جولیا نے کہا۔ اور وہ سب بڑے ڈال مناکھے میں جا کر کرسیوں پر  
 بیٹھ گئے۔ صفدر نے مائیکرو کیسٹ ریکارڈر لگا کر وہیں رکھ دیا۔ اور جوں  
 نے مائیکرو کیسٹ اس میں ڈال کر اس کا بٹن دبا دیا۔ چند لمحے تو  
 خالی ریل چلنے کی آوازیں سنائی دیتی رہیں۔ پھر ایک ٹھوکی مخصوص آواز  
 ابھری۔ اور پروین کے ہوں پر لمبی سی مسکراہٹ رہنے لگی کیونکہ وہ اپنا  
 ہی ریکارڈر لگا کر پیغام اب خود ہی سن رہا تھا۔ بس فرق اتنا تھا کہ  
 جب اس نے پیغام ریکارڈ کیا تھا۔ اس وقت وہ بلیک ڈیو تھا اور  
 اب اسی کا نام پروین تھا۔ اس کا عمران نے اس کے ذمے یہ ڈیوئی خاص  
 طور پر لگائی تھی۔  
 ایک ٹھوکی پسٹلنگ۔ مشرپر ویز نے یہ کیسٹ آپ کو دیا ہوگا۔ مس  
 پروین سیکرٹ سرورس کے ایک خصوصی شعبے سے متعلق ہیں۔ لیکن اس  
 مشن میں وہ آپ کے ساتھی ہوں گے۔ اس مشن کی تفصیلات اس طرح



اس ٹیپ کو داش کم دیں گی۔ بائی بائی۔ اس کے ساتھ ہی خالی ٹیپ کی آواز سنائی دی اور جو لیانے ایک طویل سانس لیتے ہوئے دیکھا کہ آت کر دیا۔ اس کے چہرے اور آنکھوں میں اطمینان اور مسرت کی چمک تھی۔ شاید اس لئے کہ ایک کٹونے بر حال اسے اس مشن کا سربراہ منتخب کیا تھا ورنہ پہلے وہ دل ہی دل میں اس بات پر سوچ رہا تھا کہ اس اجنبی پر دینے کے لئے ٹیپ پہنچنے سے کہیں یہ مطلب نہ ہو کہ اجنبی کو ہی سربراہ بنادیا جائے۔ لیکن اب وہ مطمئن تھی۔ ادھر جب دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ اگر عمران اسے باقاعدہ اس سلسلے سے معاملے کی تربیت نہ دیتا اور اسے پوری تفصیل سے ہر سامان کی کارکردگی کے بارے میں نہ سمجھاتا تو وہ مابہر تو ایک طرف سامان کو دیکھ کر بھی اس کے متعلق نہ سمجھ سکتا۔ لیکن اب عمران کی تربیت کے بعد وہ اپنے آپ کو سربراہ برٹس بھی بڑا مابہر سمجھ رہا تھا۔

”صغدد اس پیغام کو داش کم کر دو۔ اور سربراہ برٹس آپ کو ہم سربراہ برٹس ہی کہیں گے۔ آپ کام شروع کر دیں۔ تاکہ مشن کو جلد ہی جلدی مکمل کیا جاسکے۔“ جو لیانے باقاعدہ لیڈر کی طرح ہدایت دینی شروع کر دیں۔

”ایس میڈم“۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ کسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

ہیڈ کوارٹر پہنچتے ہی عمران اور اس کے ساتھیوں کو ایک بڑے ال ٹا کمرے میں کرسیوں پر بٹھا دیا گیا۔ کمرے میں چار مسلح افراد ایک طرف دیوار کے ساتھ کھڑے ہوئے تھے۔ لیکن انہوں نے بھی مشین گنز اپنے کانہوں سے لٹکانی ہوئی تھیں۔ اس لئے کہ ایک تو وہ اپنے ہیڈ کوارٹر میں تھے۔ اس لئے ظاہر ہے ہیڈ کوارٹر سے کسی کے بغیر اجازت مل جانے کا وہ تصور بھی نہ کر سکتے تھے۔ اور دوسری بات یہ کہ ان احوال وہ غیر ملکی معزز لوگ تھے۔ اس لئے بھی شاید وہ ان پر حشیہ نگین مان کر رکھنا ضروری نہ سمجھ رہے تھے۔ شاہل ایک طرف کھڑا تھا۔ اس کا بیالو بھی اس کے ہوا سر میں تھا۔ اس کے چہرے پر شدید تذبذب کے آثار نمایاں تھے۔ اسے معلوم تھا کہ اگر اس کا شک غلط نکلا تو اسے علی سطح پر خاص دھاتیں بھی کرنی پڑیں گی۔ اور شاید براہم مندر کی جھاڑ بھی سننی پڑے۔ اور ساتھ ہی اس کی یہ بھی خواہش تھی کہ شک درست



بھوکے بھیڑیے جیسی چپک تھی۔

میں ابھی ثابت کر دیتا ہوں جناب۔۔۔ بلونت سنگھ نے کہا۔ اور چپک کھٹے لگا۔

بلونت سنگھ کئی بات سن کر عمران کی آنکھوں میں الجھن سی تیرنے لگا۔ بلونت سنگھ شکل صورت ادا آنکھوں سے خاصا ذہین ادا اپنے کام میں نظر آ رہا تھا۔ اور جب اس نے اپنا بیگ کھول کر اس میں سے ایک جدید ساخت کا میک اپ واشٹر نکالا تو عمران نے ایک طویل سانس لیا۔ میک اپ واشٹر واقعی انتہائی جدید ساخت کا تھا اور اس نے لازماً سب کے اصل چہرے ظاہر کر دیتے تھے۔ اور عمران جانتا تھا کہ یہی اس کا اصل چہرہ ظاہر ہوگا۔ شاکل نے واقعی بھوکے بھیڑیے کی طرح اس پر ٹوٹ پڑنا ہے۔ پہلے عمران اس لئے اطمینان سے اس کے چہرہ چلا آیا تھا کہ اس کا خیال تھا کہ عام سے واشٹر سے وہ میک اپ فن کریں گے۔ لیکن کافرستان کی سیکرٹ سروس نے واقعی بہترین مشینیں منگوائی تھیں۔

”سنو۔ میری بات سنو۔ تم آخر چاہتے کیا ہو۔ مجھے تو یہ بلونت صاحب خود میک اپ میں نظر آ رہے ہیں۔ کہہ دو تو ابھی اس کے بے سے جھٹی آتا کہ دکھا دوں۔“ عمران نے اچانک کمرسی اٹھ کر قریب موجود بلونت سنگھ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

”تم گھڑکیوں آتے۔ وہیں بیٹھو خیر دار۔“ شاکل نے عمران کو بلونت سنگھ کے قریب آتے دیکھ کر چیخے ہوئے کہا۔ اور خود ہولسٹر دیو اور نکالتا ہوا تیزی سے عمران کی طرف بڑھا۔

”نکے تاکہ عمران ادا اس کے ساتھیوں کی اس طرح گرفتاری اس کی زندگی کا سب سے بڑا کاؤ نامہ بن جائے۔“

شاکل کے حکم پر میک اپ کا خصوصی ماہر بلوایا گیا تھا۔ ہتھوڑی دیر بعد ایک ادھیڑ عمر ہاتھ میں ایک بیگ اٹھاتے اندر داخل ہوا۔

”یس سر۔“ ادھیڑ عمر آدمی نے شاکل کے سامنے جھکے ہوئے کہا۔ وہ جینز کوادر کے شعبہ میک اپ کا انچارج بلونت سنگھ تھا۔ ادا اپنے کام میں خاصا ماہر سمجھا جاتا تھا۔

”بلونت سنگھ۔ ہمیں شک ہے کہ یہ غیر ملکی میک اپ میں ہیں اور یہ بھی سن دو کہ جن لوگوں کے متعلق ہمیں شک ہے کہ یہ ہو سکتے ہیں وہ بے حد کایاں لوگ ہیں۔“ لازماً انہوں نے کوئی خصوصی میک اپ کیا ہوگا۔ شاکل نے بلونت سنگھ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جناب۔ بلونت سنگھ کی ساری عمر اسی شعبے میں گزر گئی ہے۔ میں تو اپنی آنکھ سے دیکھ کر بتا سکتا ہوں کہ کوئی میک اپ میں ہرے یا نہیں۔“ بلونت سنگھ نے بڑے فاخرانہ انداز میں کہا۔

”اچھا دیکھ کر بتاؤ۔“ شاکل نے کہا۔

ادہ بلونت سنگھ تیزی سے عمران ادا اس کے ساتھیوں کی طرف بڑھ آیا۔ وہ قریب آ کر غور سے ان کے چہرے دیکھتا رہا۔

”جناب یہ سب میک اپ میں ہیں۔“ بلونت سنگھ نے یکنکت شاکل کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

”ادہ ادہ۔“ اگر یہ درست ہے تو میں تمہارا منہ موتیوں سے بھر دوں گا۔“ شاکل یہ سنتے ہی خوشی سے اچھل پڑا۔ اس کی آنکھوں



”مم—مم—مم—میں تو.....“ — عمران نے خوف زدہ انداز میں شاگل کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔ جیسے وہ شاگل کے اس طنز پر چخنے سے خوف زدہ ہو گیا ہو۔ لیکن دوسرے ہی لمحے شاگل کے حلق سے زوردار چیخ نکلی۔ اور وہ فٹ بال کی طرح اچھل کر دیوار کے ساتھ کھڑے ہوئے چاروں مشین گن برداروں سے جا کھرا یا۔

عمران کو اس طرح اٹھتے اور بونٹ سنگھ کے پاس جاتے دیکھا عمران کے ساتھی بھی چونکا ہو گئے تھے۔ چنانچہ جیسے ہی عمران نے شاگل کو اچھل کر مشین گن برداروں پر پھینکا۔ اس کے سب ساتھی بھی کبلی کی طرح حرکت میں آئے۔ اور پھر اس سے پہلے کہ شاگل اور اس کے ساتھی سنہیلے وہ ان کے ہاتھوں سے نکلنے والی مشین گنوں سے صرف چمکے تھے بلکہ اب ان کے رخ بھی ان کی طرف تھے۔ شاگل کو اچھلتے ہی عمران ایک بار پھر گھوما اور بونٹ سنگھ چیخا ہوا زمین بوس ہو گیا۔ کاکہ پوری قوت سے اس کی کپٹی پر پڑا تھا۔

”خبردار اگر کسی نے حرکت کی تو گولیوں سے بھون ڈالیں گے“

کیپٹن شکیل نے چیخے ہوئے کہا۔

ادھر عمران صورت حال بدلتے ہی کبلی کی سی تیزی سے دو طرف کی طرف بڑھا اور اس نے بڑی بھرتی سے اس کی کنڈی لگا دی۔

”کک—کک—کک—کیا مطلب“ — شاگل نے خروش سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر شدید ترین حیرت کے آثار تھے۔

اس کے ساتھیوں نے اب اپنے ہاتھ اٹھائے تھے۔

”اپنے منہ دیوار کی طرف کر لو جلدی“ — عمران نے چیخ کر کہا۔

شاگل کے علاوہ اس کے باقی ساتھیوں نے تیزی سے اپنے رخ دیوار کی طرف کر لئے۔ جب کہ شاگل اسی طرح حیرت سے اکھپا ہوا رہے۔ وہ شاید ابھی تک اپنے آپ کو ذہنی طور پر نئی سچویشن میں بربٹ نہ کر سکا تھا۔ ادھر جیسے ہی شاگل کے ساتھیوں کے رخ دیوار کی طرف ہوئے۔ کیپٹن شکیل کے اشارے پر ان کے سرورں پھر زمین پر اترے۔ اور وہ خالی ہوتے ہوئے پوروں کی طرح ڈھیر ہو گئے۔ اسی

شاگل ایک لمخت اچھلا اور اس نے پاگوں کے سے انداز میں عمران کو لگا کر دیا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ بھی چیخا ہوا پشت کے بل زمین پر لگا۔ عمران نے اسے دھتیا نہ انداز میں اپنے اوپر آتے دیکھ

بڑی پھرتی سے اپنا ایک گھٹنا موڑ کر اس کے آگے کو دیا تھا۔ نتیجہ وہی جو نکلتا چاہیے تھا۔ شاگل نے نیچے گرتے ہی اٹھنے کی کوشش کی۔

ن عمران کی لمخت حرکت میں آئی اور اس کے بوٹ کی ٹو شاگل کی کپٹی

فصوص انداز میں پڑی۔ اور دوسرے لمحے شاگل کا تڑپتا ہوا جسم

لمخت ڈھیل پڑ گیا۔ کپٹی پر پڑنے والی مخصوص ضرب نے اسے

جو شے کے اندر سرورں میں دھکیل دیا تھا۔ وہ بونٹ سنگھ پہلے ہی

ما پر بے ہوش پڑا تھا۔

”انہیں ختم نہ کر دیں“ — کیپٹن شکیل نے دانت بیسنے لگے کہا۔

”ارے یہ غضب نہ کرنا۔ فائرنگ کی آواز دل سے پورا امید کو اور

خٹ اٹھے گا۔ اور پھر وہاں سے نکلتا ناممکن ہو جائے گا“ — عمران

کہا۔



"مردہ ہی تو نہیں کہ فائزنگ کی جلتے۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"کوئی مردوں والا کام بھی کبھی کر لیا کرو۔ اب بے ہوش پڑے ہوؤں کو تو کوئی عورت بھی مارنا گوارا نہیں کرتی۔ آؤ اب نکل چلیں۔"

مشین گتیں چھپا لو۔۔۔ عمران نے کہا اور دد دانے کی طرف مڑا۔

"ٹھہرو۔ ذرا میں شاگل کو آؤ ٹوگراف تو دے دوں۔۔۔ عمران۔

مسکرا کر مڑتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے جیبوں کو ٹوٹنا شروع کر دیا۔

جلدی ایک چھوٹا سا کاغذ اس کے ہاتھوں میں آگیا۔ اس نے جیب کا

مخبر نکال کر اس پر جلدی سے آؤ کا خاکہ بنایا اور خاکے کے اوپر شاگل

لکھ کر نیچے اس نے ان طرف علی عمران کے الفاظ لکھے اور پھر کاغذ اس

نے بے ہوش پڑے ہوئے شاگل کی مٹھی میں زبردستی پھنسا دیا کیسٹ

شکیل اور دوسرے ساتھیوں کے لبوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔

تصور ہی تصور میں شاگل کی شکل دیکھ رہے تھے۔ جب شاگل ہوش آئے

انے کے بعد یہ کاغذ دیکھ گیا۔

عمران نے دد دانہ کھولا اور پھر باہر آگیا۔ وہ ایک طویل راہداری

میں تھے۔ راہداری میں مختلف آفسز کے دروازے تھے۔ عمران

اس کے ساتھی بڑے اطمینان سے چلتے ہوئے راہداری سے گزرتے

صحی میں پہنچے۔ اور پھر چند لمحوں بعد وہ ہیڈ کوارٹر کی عمارت

باہر پہنچ چکے تھے۔ عمران کے اشارے پر آخر میں نکلنے والے خادمہ

دروازہ بند کر دیا تھا۔ اور عمران جانتا تھا کہ شاگل کی دہشت سی

کہ کوئی اس کی اجازت کے بغیر اندر جانے کا تصور بھی نہ کر سکے گا۔

چونکہ شاگل بغیر کسی سے کچھ کہے انہیں لے کر سیدھا اس کمرے میں آگیا۔

میں لے شاید کسی کو بھی علم نہ تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی دراصل کون

ہیں۔ وہ انہیں غیر ملکی ہی سمجھ رہے تھے۔ اور ظاہر ہے غیر ملکیوں کو مدد

کی ہمت دینے بھی عام سپاہی نہ کر سکتے تھے۔ باہر آتے ہی عمران

بڑی سے آگے بڑھا۔ اور پھر قریب گلی سے اپنے ساتھیوں سمیت ہوتا

وادہ پھلی سڑک پر آگیا۔

"ہمیں اب داراب کالونی کی کوٹھی نہیں بچیں پہنچنا ہے۔ علیحدہ علیحدہ ہو

لو گان پہنچو۔ دیاں جو پہنچے کو ڈایکسٹور رہے گا۔۔۔ عمران نے پھلی

سڑک پر آتے ہی کہا اور پھر وہ سب تیزی سے بکھرتے چلے گئے۔ اور

نورہی دیر بعد وہ علیحدہ علیحدہ ٹیکسیوں میں بیٹھ کر داراب کالونی کی طرف

بھاگ رہے تھے۔



ہراسیٹر پر ہی باتیں کر رہے تھے۔ کشتی کے فرش پر عجیب و غریب  
فٹ کی چھوٹی چھوٹی مینین بکھری ہوئی تھیں۔ جن میں کشتی میں باقاعدہ  
گی کی لہریں دوڑتی صاف نظر آ رہی تھیں۔ البتہ کئی مینین بند  
پر ہی تھیں۔ ایک چھوٹی سی ٹائپ رائٹر مینین مسلسل چل رہی تھی۔ اور  
پھر ایک مخصوص ساخت کے دہڑکے پر چل رہی تھی جس پر کمپیوٹر کا رڈ  
اگر مسلسل چھوٹے بڑے مورخ بن رہے تھے۔

بلیک زبرد ایک بڑی سی مینین کے مختلف پتچ لھلھنے میں مصروف  
ہو گیا اور صفد اس کی مدد کر رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد مینین کی  
سائیکس خٹنے کی طرح کھل گئی۔ اور بلیک زبرد نے اپنے  
لہجے پہنے ہوئے ٹائٹ کی ایک انگلی اس خٹنے کی۔ اور نیچے سے اوپر  
لے زور سے دبا یا تو کھٹاک کی آواز سے رائفل کے گہرائی طرف سے مینین  
چھوٹا سا میزائل باہر آ گیا۔ اس میزائل کے پیچھے ص ساخت کی  
جس پر موجود چھوٹے سے ڈائل پر دو مختلف رنگوں کا اس سیٹر ہی کے  
یہ دنیا کا سب سے طاقتور ٹائم میزائل ہے۔ ٹائم بم۔ اس پر ٹائم  
لگا رہا ہے۔ اس سے یہ گین اور کو یک تباہ ہو سکتے ہیں۔  
لہ زبرد نے بتایا۔

گیا مطلب۔ وہ عام بم سے کیوں نہیں تباہ ہو سکتے۔  
لے چمکتے ہوئے پوچھا۔

باس کو جو اطلاعات ملی ہیں۔ اس کے مطابق یہ گین انتہائی خفیہ طریقے  
میسٹران کارمن کی ایک ایسی کمپنی نے تیار کی ہے۔ جو خفیہ طور پر  
ہدینا کو اس طرح کی گین تیار کر کے فروخت کرتی ہے۔ اس گین میں

نیلے رنگ کی ایک بڑی سی کشتی جس کی شکل ایک بڑے مینین  
جیسی تھی۔ مگر گکھا ٹی کے ساتھ والی دلیل پر تیر رہی تھی۔ اس کشتی  
چند ا دلیل سے فکر کو خود بخود اچھلتا اور پھر آگے جا کر پھر فکر اچھلتا  
طرح کشتی دلیل کی سطح پر چل رہی تھی۔ انداز ایسا تھا جیسے کوئی مینین  
اچھل اچھل کر چل رہا ہو۔ کشتی کے اندر تین افراد موجود تھے۔ جنہوں نے  
لباس پہن رکھے تھے جیسے خلائی جہاز کے مسافر پہنتے ہیں۔ صف  
عجیب و غریب ساخت کے ماسک تھے۔ چہرے کے ساتھ  
شفاف شیشہ تھا جس میں سے ان کی شکلیں نظر آ رہی تھیں۔ سر دل پر  
ایر مل ٹائپریں کافی اوپر کو اٹھ کر لڑ رہی تھیں۔ ہر ایک کی کمر پر  
کا ایک بڑا سا سنڈر بندھا ہوا تھا۔ یہ بلیک زبرد۔ صف  
ہو گیا تھے۔ چوہان اور نعمانی کو انہوں نے جہاز پر چھوٹا اٹھا۔ جہاز  
خصوصی ٹرانسمیٹر کے ذریعے ان کا رابطہ قائم تھا۔ جب کہ وہ آپنا



مرہٹے ہوئے کہا۔

"لیکن ہم اس درے تک کیسے پہنچیں گے۔ ظاہر ہے درے میں  
وادی نہ کوئی آدمی تو موجود ہی ہوتا ہوگا۔" جولیلے نے کہا۔

"بالکل۔ ایک نہیں کئی افراد ہوں گے۔ اسی لئے تو ڈبل ٹیم بھیجی جا  
ہی ہے۔ ادھر عمران کمانڈر ایکشن کرتا ہوا اس درے کے عقبی سمت  
ن پہنچے گا۔ ادھر ہم اس طرح تحقیق کا بہانہ کرتے ہوئے درے  
کے سامنے دلی دلدل میں پہنچ جائیں گے۔ پھر عمران آخری جنگل کے  
اکاشن میں جولیا کو دے گا۔ اس طرح سب کی توجہ اُسی طرف ہونے لے  
لی۔ ظاہر ہے ہم تو سائنس دان ہیں اور سرکاری آدمی ہیں۔ اور  
یہ ایسے بھی درہ دلدل سے بہت اونچائی پر ہے۔ اور نیچے سے اوپر  
لہنے کا بظاہر کوئی راستہ نہیں۔ اس لئے وہ ہماری طرف سے مطمئن  
ہو گئے۔ آخری اکاشن ملتے ہی ہم درے پر مخصوص ساخت کی  
پڑوسی جگہ کے طور پر پھینکیں گے اور پھر ایک آدمی اس سیڑھی کے  
پہلے اوپر جائے گا اور وہاں جا کر یہ میزائل ڈال کرے گا اس پر ٹائم  
لگے گا۔ اور وہاں آجائے گا۔ اور ہم دلدل سے نکل کر دور والی  
جگہ میں ملے جائیں گے۔ اور پھر اُسی تیز رفتاری سے جہاز تیار اور  
پھر سب شہر میں غائب ہو جائیں گے۔ اس کے بعد کافرستانی حکومت  
تحقیق کرتی پھرے گی کہ اس کے سائنسدان کہاں گئے اور بین الاقوامی  
پیسرچ سکالر سر رابرٹ کہاں گئے۔ ہر حال ہمارا مشن مکمل ہو چکا  
ہوگا۔" بلیک زیرو نے مزید تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"یہ بتائیں کہ یہ سب باتیں آپ کو کس نے بتائی ہیں۔ ایکسٹرونے

یہ خصوصیت ہے کہ یہ نہ صرف کمپیوٹر کنٹرول ہے بلکہ اس کی حفاظت  
کے لئے بھی عجیب و غریب دفاعی نظام رکھا گیا ہے۔ اس مشین کے  
نظر نہ آنے والی ایسی مخصوص ریز کا حلقہ ہر وقت کام کرتا رہتا ہے  
کوئی نقصان پہنچانے والی چیز کو اس نہیں کر سکتی۔ ان ریز کو نہ  
کیا جاسکتا ہے۔ اور نہ ہی ختم کیا جاسکتا ہے۔ بلیک زیرو  
عمران کی بتائی ہوئی باتیں انہیں سمجھانا شروع کر دیں۔ عمران نے د  
اس پر تحقیق کی تھی۔  
"اگر ایسی بات ہے تو پھر اس مشین کی مرمت کیسے کی جاتی ہے؟  
جولیلے نے پوچھا۔

نیلے رنگت گت یہ پیشی میزائل ایسا ہے جو ان ریز کو کاٹ  
جیسی تھی۔ مگر رکھنا ادا سکتا ہے۔ لیکن یہ میزائل ایسا ہے جو  
چند ادا دلدل سے بھی ٹوٹ سکتا ہے۔ اور اس میزائل کو کسی چیز سے پھینکنا  
طرح کشتی دلدل اس میں ٹائم فٹ کیا جاسکتا ہے۔ اس وقت یہ میزائل  
ایک گرت کرے گا جیسے اسے کسی لانچر سے داغا گیا ہو۔ اور یہ د  
کے فاصلے پر جا کر پھٹ جائے گا۔ اور پھر اس گن کی تباہی کو کوئی نہ  
سکے گا۔" بلیک زیرو نے مزید تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔  
"اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ یہ میزائل درے کے اندر جا کر اس  
کے ساتھ نصب کرنا ہوگا۔" صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ اس لئے تو یہ سارا اکیلے چلایا گیا ہے۔ ورنہ تو دور  
ہی ہم کسی لانچر کے ذریعے داغا جاسکتا تھا۔" بلیک زیرو



ماترہوں۔ لیکن ایک بات ہے ایک ٹو بچانے کی شخصیت ہے کہ اُسے  
 بچانے کے باوجود بھی باتوں کا علم ہو جاتا ہے۔ اب بھی ہو سکتا ہے کہ وہ  
 ہادی باتیں سن رہا ہو۔ اس لئے ایسی صورت میں مجھے قصور وار نہ سمجھنا  
 ایک زبردستی مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ظاہر ہے اس کی بات سچ تھی۔  
 بن ایک ٹو سے جو ایسا بات پھیلنے کی بات کہ رہی تھی اسی ایک ٹو سے  
 وہ خود بات کر رہی تھی۔ اور ساتھ ہی کہہ رہی تھی کہ ایک ٹو کو پتہ نہ  
 ہے۔

”آپ کام شروع کریں مسٹر پرڈیز۔ بعد میں جو ہو گا دیکھا جائے۔“  
صفدر نے بات کا رخ بدلتے ہوئے کہا۔

ماں تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ یہ نام نہ ملے اعلیٰ میں دوسرے کے اندر  
 محب کرنا ہے اگر تم جاؤ تو ابھی آنکری دلدار نکال پھینکتے ہیں، لیکن  
 مجھے نہ کہتا ہے کہ خلیفہ ملک عمران صاحب کی طرف سے کاشی نہ ملے  
 دوسرے میں داخل ہوں۔" — بیک زید نے کہا۔

لیکن اب یہ کیسے معلوم ہو گا کہ عمر ان کی طرف سے کاشن ملنے والا ہے۔ نظر ہے جب کاشن ملے اس وقت ہمیں دے کے قریب ہونا چاہیے۔ جو لیٹنے لکھنے ہوئے ایچ میں کہا۔

ہاں ہونا تو ایسا ہی چاہیے۔ لیکن فکر کی بات نہیں۔ یہ کشتی جہنم کو  
آخری دلدل تک پہنچ سکتی ہے۔ اگر تم نے جلدی کی تو ہو سکتا ہے۔  
میں موجود طریقہ ایسی جہنم کو کہہ جائے۔ بلکہ میرا خیال  
وہ ہے کہ ہمیں کاش ملنے تک اسی دلدل میں ہی رہنا چاہیے۔ کاش  
ہم ہی ہم آخری دلدل تک پہنچ جائیں گے۔ اس طرح دے میں موجود

توان کا کوئی ذکر اپنے پیغام میں نہیں کیا۔ حالانکہ میں لیڈر ہوں۔ مجھے ان باتوں کا اور تفصیلی پردہ و کرم کا علم ہونا چاہیے تھا۔۔۔ جو لیا۔۔۔ قدرے تلخ لہجے میں کہا۔

ایک ٹوکریا کہنا چاہیے اور کیا نہیں کہنا چاہیے کے کہنا چاہیے اور کے نہیں کہنا چاہیے یہ میرا درد سر نہیں ہے مس جو لیا۔ کی شکایت تو آپ ایک ٹوکری سے کریں۔ میرا تو فرض یہ ہے کہ ان کے حکم کے مطابق اپنی ڈیوٹی سرانجام دوں۔ اور وہ میں کر رہا ہوں۔ آپ میری لیڈر ہیں۔ اگر آپ حکم دیں تو میں دالیں چلا جاتا ہوں۔ بلیک زیرو نے بھی جواب میں انتہائی سرد اور خشک لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

وہ اسے دیکھ کر ہنس پڑا۔ "ادھر مسٹر پرویز ناراض ہونے کی بات نہیں ہے۔ مس تو یہ ویسے ہی کہہ رہی تھیں۔ سارا کام اہم ہے۔" صفدر نے فحاشی سے بچاؤ کرتے ہوئے کہا۔

سورہی مشہور بیوی۔ بس دیسے ہی بات منہ سے نکل گئی۔  
اس کا ذکر چیف سے نہیں کریں گے۔ جو لیانے عقد نہ کر  
مظاہرہ کرتے جوئے توڑا ہی اپنی غلطی تسلیم کر لی کیونکہ اُسے خیال  
گیا تھا کہ مشہور بیوی تو دوسرے شعبے سے متعلق ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ  
وایس جاگہ ایکٹو سے شکایت کر دیں۔ اور پھر مظاہرہ ہے جو  
قیامت ہی ٹوٹ سکتی تھی۔ اب وہ عمران تو نہ تھا کہ جیسی بات  
ایکٹو کو نہیں کرتا۔

نہیں مس جو لیا۔ میں ایسا آدمی نہیں ہوں کہ کسی کی شکایت



لوگ بھی مشکوک نہ ہوں گے۔ — بلیک زیرو نے کہا۔

"لیکن کاشٹن ملنے کے کتنی دیر بعد ہمیں کام مکمل کرنا ہوگا۔ اس بات کا پتہ ہے آپ کو؟" — جولیائے نے کہا۔

"میرا خیال ہے۔ آدھا گھنٹہ تو بہر حال لگ جائے گا۔ ویسے چیف نے تو اس کے متعلق کچھ نہیں بتایا۔ آخر سٹر بھی لنگے اس پر چڑھنے دے پھر میزائل نصب کر کے واپس آنے میں اتنی دیر تو ضرور لگ ہی جائے گی۔" — بلیک زیرو نے کہا۔

لیکن اس سے پہلے کہ صفحہ دریا جولیائے کی بات کا جواب دیتے۔ اچانک جولیائے کی سائیڈ — بیلٹ سے بندھے ہوئے ایک ڈبے سے مخصوص آوازیں نکلنے لگیں۔ یہ جہاز کے ساتھ رابطہ ٹرانسمیٹر تھا۔ اس کا تعلق جولیائے کے ماسک کے ساتھ تھا۔ اُسے یہ آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ جولیائے جلدی سے ٹرانسمیٹر کی سائیڈ کا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ہیلو ادور" — جولیائے نے اپنی نئی حیثیت والی آوازیں کہا "مارٹن بول رہا ہوں۔ مس رام کلی۔" — سر رابرٹ سے بات کرنا شروع کیا۔

ادور "— دوسری طرف سے چوٹان کی آواز سنائی دی۔" — ادور کے ادور "— جولیائے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ ادور "— نے جلدی سے ٹرانسمیٹر کی سائیڈ سے ایک تا رکھینچی اور اُسے بلیک زیرو کی سائیڈ میں موجود ایک جھوٹے سے ڈبے سے منسلک کر دیا۔ اب بات چیفٹ سر رابرٹ بھی کر سکتے تھے اور جولیائے بھی ادور دونوں بھی سن سکتے تھے۔

"ہیلو ہیلو۔ رابرٹ سپیکنگ ادور۔" — بلیک زیرو نے

رابرٹ کی آواز میں کہا۔ اس کا ہجے بے حد باد تھا۔

سر رابرٹ۔ میں اسٹیشنٹ ریسرچ آفیسر مارٹن بول رہا ہوں۔ شائع ریسرچ کے ایک اعلیٰ آفیسر تشریف لائے ہیں مشرمانگل ن سیکورٹی آفیسر وہ آپ سے فوری ملنا چاہتے ہیں۔ آپ جہاں پہنچ رہے ہیں۔

— مارٹن نے کہا۔ "میں اہم کام میں مصروف ہوں۔ اُسے مرنے پر نہیں چھوڑا جاسکتا۔ مشرمانگل سے میری ٹرانسمیٹر پر بات کرنا ادور۔" — بلیک زیرو انتہائی کراخت پہنچے ہیں کہا۔

"بہتر۔ ادور۔" — دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں بلوک بھادی آواز سنائی دی۔ "ہیلو سر رابرٹ۔ میں چیفٹ سیکورٹی آفیسر شائع ریسرچ مانگل بول رہا ہوں۔ ادور۔" — بھادی آواز دالنے لگا۔

— ریس مشرمانگل کی بات ہے۔ جس کے لئے آپ نے مجھے شرب کیا ہے ادور۔" — بلیک زیرو نے انتہائی کراخت پہنچے کہا۔

— سر رابرٹ۔ آپ کے نام ایک تار آئی ہے جاک لینڈ ہے جس میں عجیب وغریب کوڈ الفاظ درج ہیں۔ ادور تار کے ساتھ ایک ہمارے کہ اس تار کو انتہائی فوری طور پر سر رابرٹ تک پہنچایا جائے۔ مانگل کے اپنے مائے میں ٹاپ ایمر جینی۔ چنانچہ میں تار لے کر یہاں آیا ہوں ادور۔" — دوسری طرف سے مشرمانگل نے کہا۔

"اچھا آپ ایسا کریں کہ تار مشرمانگل کو دے دیں۔ میں فوری ہو کر



واپس آؤں گا تو ان سے لے لوں گا ادھر۔“ بلیک زیمرون نے کہا۔  
 ”سو ہی سربراہ رٹ۔ مجھے یہی ہدایت ہے کہ تارا آپ کے ہاتھوں  
 میں دوں۔ اگر آپ فوری طور پر نہیں آ سکتے تو میں یہاں جہاز پر آپ کا  
 انتظار کروں گا ادھر۔“ ہیسٹ مارگل نے کہا۔  
 ”اور۔“ آپ انتظار کریں میں ہاتھ میں موجود کام مکمل کر کے  
 واپس آ رہا ہوں اور رائیڈ آؤں۔“ بلیک زیمرون نے کہا۔ اور ہانس  
 کا تار نکال دیا۔ دوسری طرف سے بھی رابطہ ختم ہو چکا تھا۔ اس نے جیو  
 نے بھی اپنی سائیڈ ڈالائٹ انسٹیٹ آف کر دیا۔  
 ”یہ تار کس نے بھیجی ہے اد کیسی ہے۔“ بلیک زیمرون حیرت  
 سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”مجھے تو بتاؤ کیسی کال تھی۔“ صفدر نے پوچھا کیونکہ اُسے کوئی  
 بات سنائی نہ دی تھی اور جو لینے اُسے ساری تفصیل بتادی۔  
 ”ادہ پردیز صاحب۔ یہ ضرور کوئی نیا چکر ہے۔ اگر معاملہ صرف تارا کا  
 ہوتا تو پھر اس کے لئے چیف سیکورٹی آفیسر اس قدر اصرار نہ کرتا۔“  
 صفدر نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”بہر حال جو ہو گا دیکھ لیا جائے گا۔ اب اتنا بھی گھبرانے کی ضرورت  
 نہیں۔ میں نے کچھ وقت اس لئے لے لیا ہے تاکہ میں آپ کو اس ٹار  
 میز ازل کشتی کو چلانے اور دوسری مشینوں کے متعلق کچھ بتا دوں تاکہ اگر  
 کسی بھی وقت میرے ساتھ کچھ بن جائے تو مشین کی تکمیل میں رکاوٹ نہ  
 آئے۔“ بلیک زیمرون نے کہا اور پھر وہ ان دونوں کو تفصیلات بتاتا  
 لگا۔

شاگل کا واقعی پاگل ہو چکا تھا۔ اس نے پورے ہیڈ کوارٹر کے  
 لئے اپنے بال فیرج لئے تھے۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے اس  
 بڑھ چکا تھا کہ یوں لگتا تھا جیسے اب کبھی ٹھیک نہ ہوگا۔  
 ”تم سب منہ دیکھتے رہے۔ اور وہ شیطان کے بچے نکل گئے۔ تم  
 انہیں روکا کیوں نہیں۔“ شاگل نے غصے کی شدت سے چیخے  
 پیر تھختے ہوئے کہا۔

”جناب کمرہ ساؤنڈ میروٹ تھا۔ اندر کی آوازیں باہر سنائی نہ دے  
 تھیں۔ پھر ہمیں تو معلوم ہی نہ تھا کہ یہ غیر ملکی کون ہیں اور کیا انہیں  
 سمجھے یا نہیں۔“ ایک اسسٹنٹ نے بہت کرتے ہوئے

”ادہ ادہ بڑی چوٹ ہو گئی۔ ادہ ادہ ہاتھ آکر نکل گئے۔ کاش میں ان  
 ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال دیتا۔ ادہ۔“ شاگل نے چوٹ کھائے



ہوئے سانپ کی طرح سر کو ادھر ادھر پھرتے ہوئے کہا۔ وہ اس وقت  
 ہیڈ کو اوڑھنے کے بڑے ٹھن میں کھڑا تھا۔ اور اس نے چیخ چیخ کر پورے مین  
 کو اوڑھ کر اکٹھا کر لیا تھا۔ اسے ہوش بھی خود ہی آیا تھا۔ ادبوش میں آنا  
 ہی جب اس کی نظر اپنے ماتہ میں موجود پچے پر پڑی جس پر اٹو کی تصویر کے  
 اوپر شاگل اور نیچے عمران کا لفظ لکھا ہوا تھا۔ تو بس اس کے دماغ کا فوڈ پو  
 اڑ گیا۔ اسے پتہ ہی نہیں چلا کہ اس کے بعد اس نے کیا کیا کیا کیا کیا کیا  
 کیں۔ یہ تو ہیڈ کو اوڑھنے میں موجود دوسرے عمل کو جو موجود تھا کہ اچانک شاگل  
 کے بڑی طرح چیخے اور ہیڈ کو اوڑھنے کے برآمدے میں پاگلوں کے سے اندہ  
 میں دوڑتے دیکھ کر وہ سب اپنے اپنے کمروں سے نکل کر اس کے گرد  
 اکٹھے ہوتے گئے۔ اور پھر شاگل نے چیخ چیخ کر ان سے غیر ملکیوں سے  
 متعلق پوچھا۔ لیکن ظاہر ہے وہ کیا بتا سکتے تھے۔ یہاں تو کوئی غیر ملکی آتا  
 اور جاتے رہتے تھے۔

”سردہ غیر ملکی کون تھے۔ ایک اور اسٹنٹ نے ڈانٹ  
 ڈرتے پوچھا۔

”تمہارے باپ تھے۔ جاؤ دفع ہو جاؤ۔ جاؤ۔ شاگل  
 نے بڑی طرح چیخے ہوئے کہا۔ اور وہ سب کان دبا کر واپس اپنے  
 اپنے کمروں کی طرف لوٹ گئے۔

شاگل اب اپنے آپ کو کسی حد تک سنبھال چکا تھا۔ وہ تیز تر قدم  
 اٹھاتا سیدھا اپنے دفتر میں آیا۔ اس نے سیکورٹی والوں کو اس کمرے  
 میں موجود اپنے بے ہوش ساتھیوں اور میک اپ ماسٹر کو ہوش میں  
 لاکھہ دیا تھا۔

شاگل اپنی کرسی پر بیٹھا بے چینی کے عالم میں اپنی مٹھیاں بھینچ رہا تھا۔  
 ہمدہ دانت پیتا۔ کبھی دانتوں سے ہونٹ کاٹتا۔ واقعی اس کا ذہن  
 تھوچکا تھا۔ اسی لمحے اُسے پرچے کا خیال آیا جو بلاش میں آنے  
 بعد اس کے ماتہ میں نظر آیا تھا۔ اس نے جلدی سے جیب میں  
 والا پرچہ جیب میں موجود تھا۔ بچلے کس جذبے کے تحت اس  
 سے جیب میں ڈال لیا تھا۔

میں تمہیں کتے کی موت ماروں گا عمران۔ کتے کی موت  
 نے دانت پیتے ہوئے کہا۔ اور پھر پرچے کو چیر پھاڑ کر روٹی کی  
 میں ڈال دیا۔

اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بجی تو اس نے ریسور

شاگل سپیکنگ۔ شاگل نے زخمی اہلے میں کہا۔  
 کیا بات ہے ابھی تک تم شاگل ہی ہو یا گل نہیں ہوئے۔ پھر چلا  
 دوسری طرف سے عمران کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی

اور شاگل عمران کی آواز پہنچتے ہی ایک جھٹکے سے یوں کرسی سے اٹھ  
 چا جیسے عمران اس کے سامنے خود آ گیا ہو۔

تم۔ تم۔ احمق۔ تو۔ میں تمہیں کتے کی موت ماروں گا۔  
 نے بے اعتدال پچھے ہوئے کہا۔  
 احمق اور اٹو کی موت تو احمق ادھار کی طرح ہی آسکتی ہے تمہاری  
 میں۔ دوسری طرف سے عمران نے ہنسنے ہوئے جواب دیا۔







سرچ کرنے کے لئے تم نے آدمی بھیجے ہیں۔ شاگل نے پوچھا۔

آپ کے نمبر پر بات۔ جناب مجھ کیا معلوم میں کیے۔ ٹریسنگ کاشن۔ نہیں جناب بالکل نہیں۔ آپ ریٹر نے ہوں۔ دوسری طرف سے سرچنگ شعبے کے انچارج شدہ۔

حیرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

تو۔ تو کیا تمہیں آپ ریٹر نے کوئی نمبر نہیں بتایا۔ اور تم نے

پاٹی اس بات کرنے والے کے پیچھے نہیں بھیجی۔ شاگل کی

اس قدر حیرت تھی کہ جیسے اُسے شرنان کی بات کا یقین ہی نہ آیا ہو۔

نہیں جناب۔ مجھے تو آپ ریٹر کی طرف سے کوئی کال نہیں ملی۔

شرنلے جواب دیا۔

اور شاگل نے یوں انظر کام کا رسیورپٹنجا جیسے کوئی باکسر

مٹکست خوردہ حریف پر آخری کھلکھراہی واضح حیرت کا اعلان

اس نے جلدی سے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا۔ ادنیٰ بچے لگا ہوا ایک

بٹن دبا دیا۔ اس بٹن کے دبتے ہی ٹیلی فون کا کنکشن برآمد ہوا۔

ایکس چنچ سے ہوجاتا تھا۔ ورنہ عام حالات میں یہ فون ڈائریکٹ

آپ ریٹر سپیکنگ سمر۔ دوسری طرف سے ایک

آواز سنائی دی۔

تم کس وقت سے ڈیوٹی پر ہو۔ شاگل نے غراتے

پوچھا۔

پچھلے دو گھنٹوں سے جناب۔ آپ ریٹر نے حیرت

لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

تو تمہیں میرے فون سے ٹریسنگ کاشن نہیں ملا تھا۔

نوسر۔ سب او۔ کے ہے۔ نہ ہی کوئی مشکوک آدمی ادھر آیا ہے



اور نہ ہی کوئی مشکوک کا راب تک ادھر سے گزری ہے۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

سنو۔ اب تم نے ہوشیار رہنا ہے۔ مجھے اطلاع ملی کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایک گروپ یہاں پہنچ چکا ہے۔ اور اس کے ایک آدمی سے یہ بات سنی گئی ہے کہ وہ دہرہ بکر مائی طرف جانے والے سڑک کے بارے میں بات کر رہا تھا۔ شاگل نے بات کو مردہ تر وڑ کر کہا۔

ادھر ہم پہلے ہی ہوشیار ہیں۔ اب ادھر بھی زیادہ محتاط رہ گئے۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

ٹھیک ہے۔ ہو سکتا ہے میں خود بھی دہان آؤں۔ بہر حال انتہائی احتیاط کی ضرورت ہے۔ شاگل نے کہا۔ اور سیور کھدین۔

اس نے دہرہ بکر ماسے جہاں گئی کو ایک موجود تھا۔ کو جانے والی سڑک کی آخری موڑ پر پہلے ہی ایک نفعیہ چیک پوسٹ بنا رکھی تھی۔ جہاں سیکرٹ

سروس کے افراد داخل اسلحہ ادر گاڑیوں کے موجود تھے۔ گو اسے سمجھا تھا کہ عمران سیدھی بات کرنے والا آدمی نہیں ہے۔ اس نے اگر سید

دہرہ بکر ماکا نام لیا ہے۔ تو پھر لانا وہ کسی اور طرف جانے کا۔ دہرہ بکر ماکا نام قطعاً نہیں جانے گا۔ لیکن پھر بھی وہ باتیں اسے کھٹک

تھیں۔ ایک تو یہ کہ گن کر ایک بہر حال دہرہ بکر ماس ہی تھی اور ظاہر ہے عمران کا گروپ وہاں اسی گن کر ٹیم کے سلسلے میں ہی آیا تھا۔ اور

بات یہ کہ عمران نے اسے فون کیوں کیا تھا۔ کیا صرت اس نے کہ وہ اسے کوئی اشارہ کرنا چاہتا تھا۔ کیا دہرہ بکر ماکا ایک اشارہ تھا یا

لران کا مقصد کچھ اور تھا۔ کیونکہ یہ بات وہ بھی جانتا تھا کہ عمران جیسا داہ مخواہ فون کرنے کا مسک لینے والا نہیں ہے۔ اور پھر آخر میں غلطی سبب چکر فی الحال اس کی سمجھ سے بالاتر تھا۔ اس نے اس قیاطا چیک پوسٹ والوں کو ہوشیار کر دیا تھا۔

اسی لمحے وردا زہ کھلا اور ایک دہلا پتلا اور مخنی سا آدمی اندر داخل ہوا۔ کچھیں آدھی کھلی ہوئیں اور آدھی بند تھیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے میں چل رہا ہو۔ اسے دیکھتے ہی شاگل چونک پڑا۔

وہ جتنا تم ادھر یہاں۔ شاگل نے بڑی طرح چونکتے ہوئے

فنا اس کا خاص خبر تھا۔ انتہائی عیار۔ زمین۔ چالاک۔ وہ جب قاتل کوئی خاص خبری لے آتا تھا۔ اس نے جتنا کو اس پراسرار انداز میں آتے دیکھ کر شاگل چونک پڑا تھا۔

اس۔ پاکیشیا کے علی عمران کو پکڑنا ہے آپ نے۔ جتنا کے ایسی آواز نکلی جیسے کسی گڑیا کو دبانے سے سیٹی کی آواز نکلتی ہے۔

وہ علی عمران کہاں ہے۔ تم نے اسے کہاں دیکھا۔

ناکے منہ سے علی عمران کا نام سن کر بے اختیار اچھل پڑا۔

میں آپ کو بتا سکتا ہوں کہ اس وقت علی عمران اور اس کے یہاں ہیں۔ لیکن بائیں کافی عرصے سے کوئی مطلب کی خبر نہ ملی۔ بائیں خاصا مقروض ہو گیا ہوں۔ جتنا نے دانت

ہونے کہا۔

مخنے گنا چاہتے ہو۔ جلد ہی کھالو کارڈ۔ شاگل نے یونچھے



ہوئے کہا۔

اور جنہا نے جلدی سے جیب سے ایک کارڈ نکال کر اس کے  
لکھے ہوئے کہا۔

”باس نجم از کم ڈبل تو کر دیں۔“ جنہا کا لہجہ عاجزانہ  
”ارے ڈبل۔۔۔ تم ڈبل کہہ رہے ہو۔ میں تین گنا معاوضہ کر  
ہوں۔ اگر تم خود اپنے منہ سے ڈبل نہ کہتے تو شاید میں بچاؤ گنا گنا  
شاگل نے جلدی سے کارڈ برتین کا ہندسہ لکھ کر اس کے گرد دائرہ  
اور اپنے دستخط کر کے تاریخ ڈال دی۔ پراپیٹی منجر ڈال  
ملنے کا یہی طریقہ کار تھا۔ فی خبری ریٹ مقرر تھے۔ لیکن خبر کی اہم  
کے مطابق آفیسر مجاز اس ریٹ کو بڑھا سکتا تھا۔ اور تین گنا کا  
تھا کہ اب فکس ریٹ سے جنہا کو تین گنا زیادہ معاوضہ ملے گا۔ ا  
کی ادھ لکھی آٹھمیں اب نہ صرف پوری طرح کھل گئی تھیں بلکہ بعض  
قریب ہو گئی تھیں۔ کارڈ برتین گنا اضافہ اور وہ بھی شاگل  
آدمی کے ہاتھ سے۔ جس نے زندگی میں کبھی ڈبل معاوضہ نہ کیا  
جنہا کا دماغ ہی گھوم گیا تھا۔ اب اُسے کیا معلوم کہ اس وقت شا  
ذہنی کیفیت کیا تھی۔ اس کیفیت میں تو عمران کا بہتہ دینے دا  
کو تو شاید وہ سونے میں تول دینے سے بھی گریز نہ کرتا۔ تین گنا  
تو کوئی حیثیت ہی نہ رکھتا تھا۔

”بولو جلدی بولو کہہاں ہے عمران اور اس کے ساتھی۔  
شاگل نے کارڈ واپس جنہا کی طرف پھینکے ہوئے کہا۔  
”جناب۔ میں ابھی تھوڑی دیر پہلے ساسان روڈ کے قریب

نزد رہا تھا کہ ایک پبلک فون بوٹھ کے پاس سگریٹ سلگانے کے لئے  
لگ گیا۔ اور جناب یہ فون بوٹھ اوپر سے ٹوٹا ہوا تھا۔ اس لئے اندر  
سے آواز سنائی دے رہی تھی۔ چونکہ میں فون بوٹھ کے عقب  
میں تھا۔ اس لئے نہ ہی اندر موجود آدمی مجھے دیکھ سکتا تھا اور نہ میں اُسے  
یہاں میں آواز بخوبی سن رہا تھا۔ اور جناب جب میں نے آواز سنی اور  
بت چیت سنی تو میں اچھل پڑا۔ یہ آواز پاکیشٹیا کے علی عمران کی  
تھی۔ میں اُسے اچھی طرح پہچانتا ہوں۔ اس پر میں چونک پڑا۔ اُسی لمحے  
مرد سے ایسی آوازیں سنائی دیں جیسے کچھ لوگوں نے عمران پر حملہ کر دیا ہو  
یہ حیران رہ گیا۔ کیونکہ میرے سامنے تو کوئی اور اندر داخل نہ ہوا تھا۔  
یہاں میں سوچ رہی رہا تھا کہ بوٹھ کا دروازہ کھلا اور عمران کے قدم قدامت  
بہا غیر ملکی شخص مسکراتا ہوا باہر آیا اس کا حلیہ اور تھا۔ لیکن وہ سو  
بہا عمران تھا۔ میں عقب میں ہو گیا۔ عمران فون بوٹھ سے نکل کر اطمینان  
سے چلتا ہوا لمحہ کیف میں داخل ہوا۔ میں اس کے پیچھے گیا تو وہ اس کیفے  
کے عقبی دروازے سے دوسری سڑک پر آگیا۔ اور پھر وہ ایک  
بسی میں بیٹھ گیا۔ میں اس وقت اس کے قریب سے گزرا تو میں نے  
عمران کو ٹیکسی ڈرائیور کو داراب کا فون جانے کا کہتے خود سنا۔ ٹیکسی جب  
افنی دور چلی گئی تو مجھے حکمہ کی ایک ٹیکسی نظر آگئی۔ میں اس ٹیکسی کے  
میلے شارٹ کٹ کرتا ہوا داراب کا فون پہنچ گیا۔ دہان تھوڑی دیر بعد  
عمران کی ٹیکسی پہنچ گئی۔ عمران نے ٹیکسی پہلے چوک پر کوئی اور ٹیکسی کے  
میلے کے بعد وہ پیدل چلتا ہوا آگے بڑھا۔ میں ایک طرف بیٹھا  
نہ دیکھتا رہا اور جناب پھر وہ کوٹھی بھر پچیس میں داخل ہو گیا۔ میں عمران







باہر کی چکیں لگ کر رہی تھیں۔ کوئی مشکوک آدمی تو موجود نہیں۔  
بلیک زیدو نے پوچھا۔

نہیں۔ میں نے چیک کر لیا ہے۔ وہ اکیلا ہی کار میں آیا ہے۔  
اد کوئی آدمی نزدیک موجود نہیں ہے۔ باقی سہ کار میں ہے۔  
نعمانی نے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے جواب دیا۔ اور بلیک زیدو نے سر ہلایا۔  
نعمانی دوسری طرف مڑ گیا جب کہ بلیک زیدو دفتر والی راہ اد کی طرف  
داخل ہوا۔ اور پھر دفتر کا دروازہ کھول کر اندر چلا گیا۔ اندر دفتر میں چوہان  
کے ساتھ ایک لمبا تڑنگا اور خالص سٹیل جسم کا ایک نوجوان بیٹھا ہوا  
تھا۔ اس نے سیٹھی رنگ کا سوٹ پہن رکھا تھا۔ اس کی نعل میں ریو اور ک  
اچھا موجود تھا۔ اور چہرے پر خاصی سخت گیری تھی۔ بلیک زیدو  
کے اندر داخل ہوتے ہی چوہان احتیاطاً اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ اد کی بھی اٹھ  
کھڑا ہوا۔ وہ خود سے بلیک زیدو کو دیکھ رہا تھا۔ جو اس وقت سر رابرٹ  
کے میک اپ میں تھا۔

سر رابرٹ۔ یہ چیف سیکورٹی آفیسر ہیں۔ چوہان نے  
بلیک زیدو سے مخاطب ہو کر کہا۔

میرا نام مارگل ہے۔ اور میں شعبہ سیرج میں چیف سیکورٹی آفیسر  
ہوں۔ نوجوان نے خشک ہلچے میں اپنا تعارف کر لیا۔ ہونے کے بعد  
”جی دیکھیں کہاں ہے وہ تار“ سر رابرٹ نے بھی جواب  
میں سر ہلچہ ہی ایٹایا اور وہ بڑے وقار سے کرسی پر بیٹھ گئے۔

”جناب یہ کاغذ دیکھئے۔ آپ کو میرے ساتھ ہیڈ کوارٹر چلنا ہو گا۔  
تارو میں موجود ہے۔ اور جناب سیکورٹی وزارت سے سنی ریسرچ آپ

علاقات کریں گے۔“ نوجوان نے جیب سے ایک کاغذ نکال کر  
بلیک زیدو کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”مجھے ہیڈ کوارٹر جانا ہو گا۔ سیکورٹی سے ملاقات کرنی ہو گی۔ یہ کیا  
نہ ہے۔ میں اس قدم کا کام میں مصروف ہوں اور تم اسے مذاق  
بہ ہو۔“ بلیک زیدو نے انتہائی کڑخت ہلچے میں کہا۔  
”میں تو صرف حکم کی تعمیل کر رہا ہوں جناب۔“ نوجوان نے  
سہلچے میں کہا۔

بلیک زیدو نے کاغذ کھولا تو چونک پڑا۔ خط آصف خان کی طرف  
تھا۔ اس میں اس نوجوان کے ساتھ آنے کی تاکید کی تھی۔ اور ساتھ  
آصف خان کا مخصوص کوڈ بھی درج تھا۔ یعنی ناٹران کا مخصوص  
ہ۔ اور ظاہر ہے اب کسی شبہ کی کوئی گنجائش نہ تھی۔ مارگل یقیناً ناٹران  
ہی تھا۔ اور کسی خاص وجہ سے ناٹران نے اُسے بلایا تھا۔

”ٹھیک ہے چلو۔“ بلیک زیدو نے کاغذ ہتھ کر کے جیب میں  
رکھ دیا۔ کسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور چوہان حیرت سے اُسے  
دیکھ رہا تھا۔

”جناب میں.....“ چوہان نے پچھلتے ہوئے کہا۔  
”کوئی بات نہیں۔ یہ خط آصف خان کی طرف سے ہے۔“  
بلیک زیدو نے مسکراتے ہوئے کہا اور چوہان نے اطمینان سے سر  
ہلچہ کیا۔

تھوڑی دیر بعد بلیک زیدو اس نوجوان کے ساتھ کار میں بیٹھا  
ایمنڈ کی طرف سے شہر کی طرف جانے والی سڑک پر سفر کر رہا تھا۔



”کیا تم آصف خان کے آدمی ہو؟“ بلیک زبرد نے مارگلہ  
مخاطب ہو کر پوچھا۔  
”میں ان کا ماتحت ہوں جناب۔“ مارگلہ نے گمراہی سے  
خشب پہلے میں جواب دیا اور بلیک زبرد خاموش ہو گیا۔  
کار مختلف سرگلوں سے گزرنے کے بعد ایک عمارت کے  
داخل ہوئی۔ وہاں مشین گنوں سے مسلح چار افراد موجود تھے۔ مارگلہ  
میں بلیک زبرد چلتا ہوا ایک کمرے کے دروازے پر پہنچا۔  
”اندر تشریف لے جلیئے جناب۔“ باس آپ کا انتظار  
ہیں۔“ مارگلہ نے دروازے پر پہنچ کر کہتے ہوئے کہا۔  
اور بلیک زبرد دروازہ کھولی کہ اندر داخل ہوا تو اندر کمرے  
اندر تھا جیسے ہی وہ اندر داخل ہوا۔ دروازہ اس کی پشت پر بند  
اور دوسرے کمرے کی چٹ کی آواز سے کمرہ روشن ہو گیا۔ اور پھر بلیک  
روشنی مالتے ہی بے اختیار اچھل پڑا۔ جو شخصیت اس کے سامنے  
موجود تھی۔ اس کی موجودگی کا تو وہ زندگی میں کبھی تصور بھی نہ کر سکتا  
کمرے میں چاروں طرف مشین گنوں سے مسلح تقریباً دس افراد موجود  
بلیک زبرد کے سامنے سر رابرٹ موجود تھے۔ وہی سردار  
جس کا میک اپ اس نے کر رکھا تھا۔ سر رابرٹ کے ساتھ ایک اور  
آدمی اور بھی موجود تھا جس کی تیر نظریں بلیک زبرد پر جمی ہوئی تھیں۔  
”خوش آمدید نقی سر رابرٹ۔“ یہ مڑھی انیشی جنس کے  
کرنل سنڈاری ہیں اور تم اس وقت طبری انیشی جنس کے نرغے  
ہو۔“ سر رابرٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور بلیک زبرد کو یوں محسوس ہوا جیسے حقیقت میں اس کے پیروں  
تھلے سے زمین کھسک رہی ہو۔ ابھی وہ حیرت سے کھڑا سر رابرٹ اور  
کرنل سنڈاری کو دیکھ رہا تھا کہ اچانک اس کے سر کی عقبی طرف ایک  
نوردار ضرب لگی۔ اور بلیک زبرد جو شدید حیرت کی وجہ سے بت  
بنا کھڑا تھا اچھل کر منہ کے بل زمین پر گر گیا۔ اور دوسرے کمرے کے دو افراد  
نے انتہائی ماسرانداز میں اسے قابو کیا اور پھر بلیک بھگنے میں اس کے  
دونوں ہاتھوں کو پشت کی طرف کر کے کلائیوں میں کھپ ہتھکڑی ڈال  
دی گئی۔  
”اب اسے اٹھا کر کسی پر بٹھا دو۔ پہلے اس کی تلاشی لے لو۔“  
کرنل سنڈاری نے حکمانہ پہلے میں کہا۔  
اور پھر بلیک زبرد کو اٹھا کر مال کی ایک دیوار کے ساتھ موجود لوٹے  
کی کمری پر بٹھا دیا گیا۔ دوسرے کمرے کو ہٹے کی کسی کے بازو دل سے  
لوہے کے راڈ نکال کر آپس میں مل گئے۔ اور اب بلیک زبرد کا بقایا  
جسم بھی ان لوہے کے راڈز میں جکڑا گیا۔ اب وہ پوری طرح بے بس  
ہو چکا تھا۔ اس کی تلاشی بھی کی گئی تھی۔ لیکن ظاہر ہے اس کے پاس کوئی  
اسلحہ تھا ہی نہیں جو برآمد ہوتا۔  
”اب اس نقی آصف خان کو بھی لے آؤ۔“ کرنل سنڈاری  
نے کہا۔ اور دو آدمی خاموشی سے کمرے سے باہر چلے گئے چند لمحوں  
بعد وہ ایک بے ہوش آدمی کو کندھوں پر اٹھانے واپس آئے اور  
انہوں نے اسے بھی بلیک زبرد کے ساتھ دوسری کمری پر بٹھا کر اسی  
طرح جکڑ دیا۔ یہ آصف خان تھا۔ ظاہر ہے اصل میں ناٹران تھا۔



وجہ سے میں ہتھارے آدمیوں کو ختم کر کے قید سے نکل آنے میں  
یاب ہو گیا۔ اور ہتھارے دو آدمیوں کی لاشیں اسی طرح ویرانے  
ہری جگہ قید پڑی ہوں گی۔ لیکن اب مجھے کسی سرکاری آدمی  
کی اعتبار نہ رہا تھا۔ کرنل سنڈاری سے میرے ذاتی تعلقات تھے۔  
مجھ میں نے کرنل سنڈاری سے رابطہ قائم کیا۔ کرنل سنڈاری  
غیرہمتیقات کی توجہ چلا کر سر رابرٹ کی نگرانی میں گلبرگ کھاڑی  
تھقہ نہر ملی دلدلوں میں باقاعدہ کام چور ہوا ہے اور سر رابرٹ  
لا موجود ہیں۔ اس سے کرنل سنڈاری کھٹک گئے۔ چونکہ

کاڈاکٹر کٹر جنرل ملک سے باہر تھا۔ اود میں نے انہیں بتایا کہ چیف  
نسر پٹر آصف خان نے ان کے ساتھ تمام بات حیت مکمل کی تھی۔  
لئے کرنل سنڈاری نے خفیہ طور پر آصف خان کے متعلق تحقیقات  
غیرہمتیقات آصف خان بھی نقلی آدمی ہے۔ لیکن اس پر ظاہر نہ  
ہو سکا کہ آصف خان کی طرف سے شیل فون پر آصف خان کو یہ ہدایت  
ہو کہ وہ سر رابرٹ کو ہلا کر ان کے سیکرٹری سے ملاقات کا بندوبست  
ہمارا مقصد صرف یہ تھا کہ یہاں تک پہنچنے سے پہلے کسی کو یہ  
ہوسکے کہ اصلی سر رابرٹ سامنے آچکا ہے۔ چنانچہ خط جلد ہی  
آصف خان پر قابو پایا گیا اور پھر اسی خط کے ذریعہ تم یہاں  
پہنچ گئے۔ سر رابرٹ نے پوری تفصیل سے ساری کہانی  
سننے ہوئے کہا۔

لیکن اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ تم اصلی سر رابرٹ ہو۔ مجھے  
موجرم نظر آ رہے ہو۔ بلیک زبرد نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

ایک ٹوکا کا فرستان میں چیف ایجنٹ۔  
بلیک زبرد خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی سمجھ میں یہ سارا سکر نہ آ رہا تھا  
میں تو یہی بتایا گیا تھا کہ ناٹھان نے اصلی سر رابرٹ کو ہلاک کر دیا تھا۔  
لیکن اب یہ سر رابرٹ کہاں سے آ گیا تھا۔ اور پھر ناٹھان کی یہ پوزیشن  
اس کا خط اور مخصوص کوڈ۔ کوئی بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔ وہ کسی پر  
خاموش بیٹھا تھا۔ سر پر لگنے والی ضرب کی وجہ سے اس کے سر میں درد کی  
تیز لہریں اٹھ رہی تھیں۔ لیکن چونکہ ہی لسی بن گئی تھی کہ اسے درد کی  
طرف متوجہ ہونے کی ذہنی فرصت ہی میسر نہ تھی۔

”ماں تو نقلی سر رابرٹ۔ اب تم بتاؤ کہ دراصل تم کون ہو“  
سر رابرٹ نے آگے بڑھ کر بلیک زبرد سے مخاطب ہو کر کہا۔  
”اصلی سر رابرٹ تو میں ہوں۔ لیکن تم میرے میک اپ میں  
کون ہو۔ اور سنو۔ میں حکومت کا فرستان کی خصوصی درخواست  
پر کام کر رہا ہوں۔ کا فرستان کے اپنے فائدے کے لئے۔ اگر مجھے  
نقصان پہنچایا گیا تو پھر کا فرستان ہمیشہ کے لئے ڈوب جائے گا۔“

بلیک زبرد نے سر رابرٹ کے ہی لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔  
”بہت خوب۔ خاصے ڈھیت قسم کے آدمی ہو۔ سنو تمہارے  
آدمیوں نے مجھے اغوا کر کے قید کر دیا تھا۔ لیکن تمہارے آدمیوں سے  
بھول ہو گئی۔ انہوں نے مجھے ایک ویران جگہ پر قید کر کے خود غافل ہو  
گئے۔ میں صرف سائنسدان ہی نہیں ہوں۔ بلکہ خطرناک حالات سے  
نہنے کی بھی پوری صلاحیتیں رکھتا ہوں۔ کیونکہ بعض اوقات مجھے انتہائی  
خطرناک علاقوں میں بھی کام کرنا پڑتا ہے۔ چنانچہ انی مخصوص صلاحیتوں



”احکامات دینے سے بات نہیں بنے گی۔ مجھے یہ کوئی بین الاقوامی مجرم  
 قرار دیتے ہیں۔ ہمیں ان کا طریقہ کار ابھی برلٹ دینا چاہیے۔“  
 برلٹ نے کہا۔ وہ اس وقت معدنیات کے ماہر کے ساتھ  
 برلٹ کے بھی ماہر نظر آ رہے تھے۔  
 ”وہ کیسے سر رابرٹ۔“ کرنل سنڈاری نے چونکتے  
 ہوئے پوچھا۔

”ایسا ہے کہ میں تمہارے ساتھ جہاز پر جاتا ہوں۔ چونکہ انہیں علم  
 تھا کہ ان کا ساتھی نقلی سر رابرٹ ٹریس پر چکا ہے۔ اس لئے  
 جہاز ساتھی ہی سمجھیں گے۔ میں ان سب کو جہاز پر اس طرح اکٹھا  
 کر گا کہ وہ آسانی سے قابو میں آسکیں۔ تم اس نقلی سر رابرٹ اور  
 نصف خان کو جہاز پر لے آنا۔ اور اپنے باقی ساتھیوں کو بھی جہاز پر  
 لے آنا۔ اس کے بعد تمہارے ساتھی جو مسلح ہوں گے انہیں قابو میں  
 کر کے پھر ان سب سے اٹھی ہی پوچھ گچھ ہو جائے گی۔ اس طرح وہ  
 نقصان پہنچائے بغیر قابو میں بھی آجائیں گے۔“ سر رابرٹ  
 نے یہی تفصیل سے آئندہ اقدامات کا خاکہ بتاتے ہوئے کہا۔  
 ”مگر دیر میں گڈ سر رابرٹ آپ کو تو سیکرٹ سرورس کا چیف  
 بنائے۔“ کرنل سنڈاری نے بڑے تعریف بھرے  
 لہجے میں کہا۔

اور سر رابرٹ مسکرا دیئے۔

اور اس کے بعد سر رابرٹ کی ہدایات پر عمل شروع ہو گیا۔ اور  
 اندر دیر میں دل ہی دل میں قدرت کی اس امداد پر ہنس دیا۔ اب

ابھی معلوم ہو جاتا ہے کہ کون اصلی ہے اور کون نقلی۔“  
 سر رابرٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور اسی لمحے کرنل سنڈاری نے اپنے ساتھ کھڑے ہوئے  
 مسلح آدمی کو اشارہ کیا اور وہ تیزی سے کمرے میں موجود ایک الماری  
 کی طرف بڑھا۔ اس نے الماری کھول کر اس میں سے ایک جدید  
 کامیک اپ واشر نکالا اور پھر اس میک اپ واشر سے واقعی جینہ  
 بعد بلیک زیمو اور ناٹران اپنی اصل شکل میں کر سکیں پر موجود تھے۔  
 ناٹران کا میک اپ صاف ہوتے وقت اُسے بھی ہوش آ گیا تھا۔  
 اب وہ آدھیں پھاڑے سب کو دیکھ رہا تھا۔ جیسے اسے صورت  
 سمجھ میں نہ آ رہی ہو۔

”اب بولو نقلی سر رابرٹ تمہارا اصل مشن کیا تھا۔“ کرنل  
 نے آگے بڑھ کر انتہائی سخت لہجے میں کہا۔  
 بلیک زیمو خاموش رہا۔ ظاہر ہے چوتھن ہی ایسی ہو گئی تھی کہ  
 کیا جواب دیتا۔

”کرنل سنڈاری۔ جہاز میں اور کشتی میں باقی افراد بھی  
 کے ساتھی ہی ہوں گے۔ ورنہ یہ اکیلے کچھ نہیں کر سکتے۔ اس لئے ہم  
 پہلے سارے گینگ کو پکڑنا چاہیے۔ پھر ان سے پوچھ گچھ ہو۔ ایسا نہ  
 کہ انہیں اس نقلی سر رابرٹ کے پکڑے جانے کی خبر ہو جائے۔  
 وہ جلد بازی میں کوئی نقصان کر دیں۔“ سر رابرٹ نے کہا۔  
 ”میں احکامات دے دیتا ہوں۔“ کرنل سنڈاری  
 سر ہلاتے ہوئے کہا۔



سچویشن بدل دینے کا چانس مل سکتا تھا۔ جب کہ یہاں کرسی میں جبرئیل  
جلنے کے بعد وہ تو اپنا جسم تک ہلانے کے قابل نہ رہا تھا۔ اس  
نے بھی دل ہی دل میں سچویشن بدلنے کے لئے ایک منصوبہ پر غور  
کا سوچ لیا تھا۔ اس لئے وہ مطمئن تھا کہ کم از کم کچھ نہ کرنا  
سے کچھ کر لینے کا موقع تو ملے گا۔

عمر ایضاً اپنے ساتھیوں کو داداب کا لونی کی کوٹھی میں بھیجنے کے بعد  
قد قریب ہی موجود ایک سپر سٹور میں داخل ہو گیا۔ اس نے وہاں سے  
پنچہ اقدامات کے لئے کچھ چیزوں کی خریداری کی۔ اور پھر اس  
ملان کو اس نے داداب کا لونی کی کوٹھی نمبر پچیس میں کڑی زبان کو بھیجنے کا  
قہر دیا۔ اس سپر سٹور میں سامان گھر تک پہنچانے کی سہولت ترقی یافتہ  
لوگوں کے سپر سٹورز کی طرح موجود تھی۔ سامان خاصا وزنی اور پھیلاؤ  
ہو تھا۔ اس لئے عمران نے سوچا کہ وہ اسے کہاں ساتھ اٹھائے پھرے  
گا۔ معمولی سے مزید چار جزدینے کے بعد سامان خود بخود پہنچ جائے گا۔  
ملان کی ادائیگی کرنے کے بعد وہ سٹور سے باہر آیا۔ اور پھر ایک  
ہد سائیڈ روڈ پر سے ہوتا ہوا ایک نیوٹرک پریپنچ گیا۔ تھوڑی دیر بعد  
اسے ایک کیفے کے ساتھ پیبلک فون بوتھ نظر آیا تو اس میں داخل ہوا  
ہد اس نے شاگل کے نمبر ملائے وہ دراصل شاگل کو اپنے پیچھے چلنے



اس کے خیال کے مطابق جو لیا۔ صفد اور ملک زید و اب نہر ملی  
 لہ میں پہنچ چکے ہوں گے۔ اس لئے اب اس مشن کو مکمل کر ہی دینا چاہیے۔  
 جس کا نیا پروگرام یہ تھا کہ وہ ایک فوجی جہیز میں فوجیوں کے رعب  
 غمی کر یک کے عقب میں کام کرے گا۔ اور اس کے لئے اس  
 بیگم روڈ سے گزر کر چھوٹی پہاڑی کراس کرتے ہوئے درہ بکرا کے  
 فے میں داخل ہونے کا پروگرام بنایا تھا۔ گن کر یک درہ بکرا کے علاقے  
 ہی واقع تھا۔ عمران نے یہاں آنے سے پہلے ہی ناٹران کے ذمہ  
 ستان ملٹری سیکرٹ سروس کے پیشکش چیکنگ کر دے کے شناختی کارڈ  
 رنل سنڈاری کی طرف سے خصوصی اجازت نامہ تیار کرنے کے لئے  
 دیا تھا تاکہ گن کر یک کے عقب تک پہنچنے میں اُسے زیادہ پریشانی نہ  
 فی پڑے۔ چنانچہ اس نے فون پر ناٹران کے خفیہ نمبر ملائے۔  
 اس سے کوڈ ورڈ میں بات کہنے لگا کیونکہ ناٹران اس وقت  
 خان کے میک اپ میں دفتر میں موجود تھا۔ اور عمران کو خطرہ تھا کہ  
 ہونے کی وجہ سے ان کی بات چیت کہیں چیک نہ ہو رہی ہو۔ ناٹران  
 اسے بتایا کہ کاغذات تیار ہیں تو عمران نے اُسے یہ کاغذات داراب  
 نا کی کوٹھی نمبر پچیس میں پہنچانے کے لئے کہہ دیا۔ اس کو کٹھی کا  
 بہت بھی ناٹران نے ہی کیا تھا۔ اس لئے اس نے شام تک کاغذات  
 سینے کا وعدہ کیا اور عمران نے مطمئن ہو کر رسیور رکھ دیا۔ عمران  
 کاغذات کے ساتھ ساتھ ناٹران کو فوجی وردیوں اور ایک ایسی طاقتور  
 پہنچانے کا بھی کہہ دیا تھا۔ جس پر فوجی رنگ کیا گیا ہو۔ اور ناٹران نے  
 کا بھی وعدہ کر لیا تھا۔

کے لئے کھودینا چاہتا تھا۔ تاکہ شاگل اس کے ساتھ ہی الجھا رہے۔ اب  
 اگر شاگل کو کوئی کھیل نہ ملتا تو پھر عمران کا مقصد فوت ہو جاتا۔ اور اُسے  
 شاگل کی ذمہ داری سے اتنی امید نہ تھی کہ وہ از خود عمران اور اس کے  
 ساتھیوں کے متعلق کوئی کھیل ڈھونڈ لے گا۔ چنانچہ شاگل سے  
 بات چیت میں اس نے درہ بکرا کو جانے والی سڑک کا حوالہ شاگل کو  
 جان بوجھ کر دیا اور آخر میں اس نے جان بوجھ کر ایسا تاثر دیا جیسے اس پر  
 کسی پارٹی نے حملہ کر دیا ہو۔ اس طرح وہ شاگل کو ذہنی طور پر مغربہ  
 الجھانا چاہتا تھا۔ چنانچہ یہ تاثر دے کر وہ مسکراتا ہوا فون بولتے ہوئے نکلا  
 اور پھر ایک کھینے کے عقبی دروازے سے نکل کر اس نے دوسری سڑک  
 پر سے ٹیکسی ایجنج کی۔ کیونکہ اُسے یقین تھا کہ جلد یا بدیر شاگل اس  
 فون بولتے کا پتہ چلا لے گا۔ اس لئے ایسا نہ ہو کہ وہ اس ٹیکسی کو بھی ڈھونڈ  
 نکالے اور اس طرح داراب کا فونی والی کوٹھی کو کھیلو اُسے مل جائے۔

کوٹھی میں پہنچ کر اُسے معلوم ہوا کہ سپر سٹور کی مخصوص گاڑی سامان  
 پہنچا گئی ہے۔ اور پھر اس نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ نئے پروگرام کی  
 منصوبہ بندی شروع کر دی۔ اس نے شاگل کو تو درہ بکرا کی طرف  
 جانے والی سڑک کا حوالہ دیا تھا۔ لیکن وہ جانتا تھا کہ شاگل درہ بکرا کو  
 جانے والی سڑک کے ساتھ ساتھ اس طرف جانے والے اور استوا  
 کی بھی نگراں کرانے گا۔ کیونکہ عمران جانتا تھا کہ شاگل اس پر سر کر  
 بھی یقین نہ کرے گا کہ عمران نے اُسے جان بوجھ کر صحیح کھیلو دیا ہو گا۔ اب  
 اس کا پروگرام ڈائریکٹ گن کر یک کے عقبی حصے میں کام کرنے کا تھا۔



دیکھا ہوا تھا۔ وہ اس کمرے میں آکر بیٹھ پڑا گیا۔ اور اس نے  
میں بند کر لیں۔

ابھی اس کے دماغ پر پہلی سی میند کا خمار چڑھا تھا کہ اچانک چٹک  
سکی کسی آوازیں اُسے سنائی دیں۔ آوازوں سے یوں محسوس ہو رہا  
جیسے دور کہیں ساٹینس رنگے ریوا اور جن رہے ہوں۔

”واہ قسمت۔ لوگوں کے خواب میں جل پریاں آتی ہیں اور ہمارے  
بیس تو گولیاں سی چلتی ہیں“۔ عمران نے بڑا اکر کر وٹ بدلے  
کے کہا۔ اس نے آنکھیں نہ کھولی تھیں۔ کیونکہ میند کا خمار بہر حال

نہ پرچھایا ہوا تھا۔ ابھی اُسے کر وٹ بدلے چند ہی لمبے گھرے ہوں  
کہ اُسے باہر بھاری قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ اور عمران  
بونا کہ آنکھیں کھولیں اُسے آنکھیں کھولنے میں خاصی تکلیف ہوئی۔

”آنکھیں کھل گئیں۔ اور پھر وہ ایک جھٹکے سے اٹھنے لگا اس کا  
جسم سے زیادہ جسم اوپر کا اٹھا لیکن پھر وہ دھڑام سے بستر پر گر گیا۔

وہ جسم اس کے ذہن کا ساتھ نہ دے رہا تھا۔ اور دوسرے لمحے  
کے ذہن میں خطرے کی گھنٹیاں تو ایک طرف گھڑیاں بجنے لگی۔

نئے جسم کو سن کر دینے والی مضمون پوسٹنگھی کی تھی۔ اور مسک صرف  
گھنٹے کا ہی نہ تھا۔ بلکہ اس گھنٹے کے اثرات نے اس کے جسم پر

ای طرح قبضہ بھی چالیا تھا۔ اب وہ بیٹھ پر سیدھا اور بے حس و حرکت  
ہوا تھا۔ صرف دیکھ سکتا تھا۔ سوچ سکتا تھا لیکن حرکت نہ کر سکتا تھا۔

اُسی لمحے اس کے کمرے کا دروازہ کھلا۔ اور بھر عمران کی آنکھیں  
ہونے کے باوجود حیرت سے پھیلنے لگیں۔ کمرے میں داخل ہونے

”اب ہمارا اصل مشن شروع ہوگا دوستو۔ اس لئے تم سب نے  
انتہائی ہوشیاری اور مستعدی سے کام کرنا ہے۔ کافرستانی بڑے

ایشلی جس نے دیاں خاصے حفاظتی انتظامات کر رکھے ہوں گے۔  
لئے معمولی سی کوتاہی بھی خطرناک ثابت ہو سکتی ہے۔“ عمران نے

کرسی پر بیٹھتے ہوئے باقی ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔  
”لیکن عمران صاحب۔ ایک بار جھپٹھاڑ ہونے کے بعد ہم دیاں

دائیں کیسے نکلیں گے۔“ کیپٹن شکیل نے کہا۔  
”اس کی پلاننگ میں نے پہلے ہی کر رکھی ہے۔ جن کو ایک تباہی

ہی میں اپنی سرحد پر موجود ایک خصوصی ہیلی کاپٹر کو کاش دوں گا۔ اور  
ہم اس ہیلی کاپٹر کی مدد سے دیاں سے نکلی کر اپنی سرحد میں داخل

جائیں گے۔ اور یہ بھی بتا دوں کہ اس ہیلی کاپٹر کو لے کر آنے کا  
ڈیوٹی تو میری ہی ہے۔ میں کسی فوجی کو درمیان میں نہیں ڈالنا چاہتا۔

جب تک نہ پھرتا جائے۔“ عمران نے کہا۔  
”میرا خیال ہے اب کچھ دیر ہمیں آرام کر لینا چاہیے۔ تاکہ مشن کے

وقت تک ہم پوری طرح چاک و چوبند رہیں۔“ کیپٹن شکیل نے کرسی  
سے اٹھتے ہوئے کہا۔

اور عمران نے بھی اثبات میں سر ہلادیا۔ باقی ساتھی بھی اٹھ کھڑے  
ہوئے اور پھر وہ ان کمرؤں کی طرف بڑھ گئے۔ جدھر آرام کرنے کے

بیڈز موجود تھے۔ اپنے ساتھیوں کے جانے کے بعد عمران کچھ دیر  
تو خاموش بیٹھا رہا۔ اور پھر اس نے بھی فی الحال دو تین گھنٹوں کے

آرام کرنے کا ہی پروگرام بنایا۔ اس نے اپنے لئے ایک علیحدہ کمرہ



لے وقت کے لئے اپنے آپ کو ذہنی طور پر تیار کر رہا تھا۔



بڑے سے مال کمرے میں اس وقت خاصی رونق تھی۔  
 سائیدو اداس کا پورا گروپ جولیاء صفدر، نعمانی اور چوہان کلپ  
 لکڑیوں میں جکڑے ہوئے دیوار کے ساتھ لگی نوے کے پنوں پر بیٹھ  
 تھے۔ سر رابرٹ کا منصوبہ بے حد کامیاب رہا تھا۔  
 صفدر، جولیاء، نعمانی اور چوہان سر رابرٹ کو اپنا ساتھی پر دین سمجھ کر  
 کے داؤ میں آگئے تھے۔ سر رابرٹ نے جہاز پر جانے سے پہلے  
 نئے منصوبے میں تھوڑی سی تبدیلی کر لی تھی۔ بلیک زیمو اور ناٹران  
 وہ اپنے ہمراہ نہ لے گئے تھے۔ بلکہ وہ خود کرنل سنڈا ہی اور  
 زی انٹیلی جنس کے دس مسلح افراد کے ساتھ جہاز میں پہنچے۔ اور انہوں  
 نے جولیاء صفدر، نعمانی اور چوہان کو اکٹھا کر کے کرنل سنڈا ہی اور  
 ان کے ساتھیوں کا تعارف کرانے کے بہانے ان سب پر آسانی سے

والا شاگل تھا۔ وہی شاگل جسے احمق سمجھ کر عمران نے از خود کھود  
 کے لئے فن کیا تھا۔ اداب وہ احمق اس کے سامنے موجود تھا۔  
 صورت میں کہ اس کا جسم حرکت کرنے سے معذور ہو چکا تھا۔ شاگل  
 چہرے پر گیس ماسک چڑھا ہوا تھا۔ لیکن گیس ماسک کے  
 میں اس کی شکل اور مسرت سے بھرتی ہوئی آنکھیں صاف دکھائی دے  
 تھیں۔ شاگل کے پیچھے چار اور افراد بھی اندر آ گئے۔ انہوں نے بھی  
 پر گیس ماسک پہن رکھے تھے۔ اور پھر شاگل نے اشارہ کیا تو ان  
 سے دو نے آگے بڑھ کر عمران کو بیڈ سے اٹھایا اور جس طرح سہ  
 کپڑے کر لے جاتے ہیں اس طرح عمران کو اٹھا کر باہر لے جایا گیا۔  
 اُسے لے جانے والے اُسے لے کر سیڑھ کو کھٹی سے باہر کھڑ  
 ہوئی ایک بڑی سی دیگن میں پہنچا آئے۔ کیپٹن شکیل اور  
 پہلے سے عمران جیسی حالت میں دیگن میں موجود تھے۔ اور پھر باقی  
 بھی اُسی طرح آدمیوں کے ہاتھوں میں اٹھتے ہوئے دیگن تک پہنچ  
 اور تھوڑی دیر بعد پانچ مسلح افراد دیگن میں سوار ہوئے۔  
 دیگن آگے بڑھ گئی۔ شاگل اس دیگن میں نہ تھا۔ ظاہر ہے وہ صوبہ  
 جیب یا کار میں موجود ہو گا۔ عمران دیگن کے فرش پر پڑا ہوا سوچ  
 تھا کہ آخر شاگل کو اس کوٹھی کا کیلو کیسے مل گیا۔ اور پھر شاگل نے  
 فطرت کے خلاف ڈائریکٹ ایکشن کرنے کی بجائے باقاعدہ منصوبہ  
 کرتے ہوئے ان پر قابو کیسے پایا۔ بہر حال اب جو ہونا تھا ہو چکا تھا۔  
 یہ تھا کہ آگے کیا ہو گا۔ اتنا تو بہر حال عمران جانتا تھا کہ شاگل  
 بھوکے بھیڑیے کی طرح اس پر ٹوٹ پڑے گا۔ اس لئے اب وہ



۱۔ اور کرنل سنڈاری مال کے ایک کونے میں موجود ٹیلی فون سیٹ (ن) بڑھ گیا۔ اس نے رسیور اٹھایا۔

”میں سر۔۔۔ دوسری طرف سے ملٹری انٹیلی جنس ہیڈ کوارٹر آپریشن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”سیکرٹ سروس کے چیف شاگل سے بات کرنا اوجھل ہے“

سنڈاری نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”یہ لوگ بین الاقوامی مجرم ہیں۔ لیکن میں ان کا مقصد نہیں سمجھ سکا۔“  
ملٹری دلدلوں میں کیا کرنا چاہتے تھے۔ ”سر رابرٹ

کہا۔

”میں جانتا ہوں۔ یہ کیا کرنا چاہتے تھے۔ اور جہاں تک میرا خیال یہ مجرم نہیں ہیں بلکہ ان کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے بہر حال شاگل کے آنے کے بعد ہی اصل صورت حال واضح ہو گئی۔ یہ کیونکہ اس کا سابقہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے پڑتا رہتا ہے۔ وہ شاید انہیں شکوں سے بھی بچاتا ہو۔“ کرنل سنڈاری

کہا۔

”پاکیشیا سیکرٹ سروس“۔ سر رابرٹ نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کا خاص آدمی تو علی عمران ہے۔ میں اُسے طرح جانتا ہوں۔ وہ تو ان میں شامل نہیں ہے۔“ سر رابرٹ

کہا۔

اُمی لٹری ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل سنڈاری ٹیلی فون کی ن بڑھ گئے۔ اور انہوں نے رسیور اٹھایا۔

قابو پایا۔ چونکہ وہ سر رابرٹ کی وجہ سے مطمئن تھے اس لئے آسے مار کھائے۔ اور پھر سر رابرٹ نے خود ہی جہاز اور کشتی کے سامان کی پڑتال کی۔ چونکہ وہ اپنے سائنسی سامان کے متعلق اچھا آگاہ تھے۔ اس لئے انہوں نے اس سامان میں موجود ٹائم میزائل کو غلطی پر ٹیس کر لیا۔ اور کرنل سنڈاری اس ٹائم میزائل کی کارکردگی واقف تھا۔ اس لئے انہیں ساری صورت حال کا بخوبی علم ہو گیا۔ کے بعد وہ انہیں لے کر اس مال میں پہنچے۔ یہ مال مناکمرہ ملٹری سروس کے ہیڈ کوارٹر کا تھا۔ شہری عمارت سے بلیک زیرو اور۔۔۔ کو بھی تھوپی گاڑی میں ہمیں منگوا لیا گیا تھا۔ چنانچہ اب اس نیا بلیک زیرو اور اس کا پورا اگر دپ موجود تھا۔

کرنل سنڈاری اور سر رابرٹ دونوں کا چہرہ اپنی اس شہناج پر کھل پڑا ہوا تھا۔ جب کہ بلیک زیرو اور اس کے ساتھی دیوار سے ساتھ رکھی ہوئی بوسے کی پتھوں پر خاموش بیٹھ ہوئے تھے۔ سب کے ماتھے پشت پر کے کھپ ہتھکڑیوں میں جکڑے ہوئے اور ان کے پیروں میں بھی زنجیر بنا بیڑیاں ڈال دی گئی تھیں۔ سب دھ سب بے بس سے ہو کر رہ گئے تھے۔

”میں سیکرٹ سروس کے چیف شاگل کو بلاؤں تاکہ ایکس پوچھ گچھ اس کے سامنے ہو اور دوسرا اُسے بھی معلوم ہو کہ جو کچھ اُسے دکھانا چاہیے تھی وہ ملٹری انٹیلی جنس نے دکھا دی ہے۔“

کرنل سنڈاری نے سر رابرٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ٹھیک ہے بلاؤ۔ کوئی حرج نہیں۔“ سر رابرٹ



"کیا مطلب۔ کیا پائیکشیا سیکرٹ سروس کے دو گروپ کا کم روہے تھے۔ کرنل سنڈاری نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔  
"دونہیں ایک ہی گروپ۔ جسے میں نے گرفتار کیا ہے۔ میں انہیں بھی طرح جانتا ہوں۔" شاگل نے اپنی بات پوندور دیتے ہوئے کہا۔

"آپ نے مجھے فون پر کہا تھا کہ گھر گکھاڑی میں حکومت کے نفعہ ریسرچ کے آدمی کا کم روہے ہیں ادا آپ نے ان کے متعلق بری تسلی کر لی ہے۔" کرنل سنڈاری نے کہا۔

"ہاں ہاں۔ اسے کہیں آپ نے ان سرکاری ملازموں کو تو پائیکشیا سیکرٹ سروس کا گروپ سمجھ کر نہیں پڑ لیا۔ میں ان کے متعلق پوری تحقیقات کر کے تسلی کر چکا ہوں۔ وہ حکومت کے ہی آدمی ہیں۔ چیف شاگل نے طنزیہ انداز میں منہ پٹتے ہوئے کہا۔

"آپ نے کس سے تسلی کی تھی؟" کرنل سنڈاری نے ہونٹ بھیچتے ہوئے پوچھا۔

"چیف ایڈمنسٹریٹر آصف خان سے۔ اور میں نے ان کے ڈائریکٹر جنرل سے بھی فون پر بات کی تھی۔ ان کے کاغذات بھی دیکھے تھے۔ کیوں؟" شاگل نے کہا۔

"تو وہ آصف خان نقلی تھا۔ وہ اپنی اصل شکل میں اس وقت میری قید میں ہے۔ اور باقی لوگ جو جہاز پر موجود تھے جن میں ایک عورت بھی تھی۔ وہ سب اس وقت میری قید میں ہیں ادا ان کے میک اپ صاف ہو چکے ہیں۔ ادا ان کے پاس سے ایسا خطرناک

"ایس۔ کرنل سنڈاری سپیکنگ۔" کرنل سنڈاری تحکیم انداز میں کہا۔

"سہ۔ سیکرٹ سروس کے چیف سے بات کیجیے۔" آپریٹر نے کہا۔

ادا اس کے ساتھ ہی کھاک کی آواز کے ساتھ ہی شاگل کی آواز ابھری۔

"ایس چیف آف سیکرٹ سروس شاگل۔ ایس۔ ٹی ایون پیس۔ دوسری طرف سے شاگل کی آواز ابھری۔

"ایس۔ ٹی۔ ایون کیا ہوا۔ ایون ڈبل زیر د پکے۔ میں کرنل بول رہا ہوں۔" کرنل سنڈاری نے اپنے اور شاگل کے درمیان طے شدہ کوڈ دہراتے ہوئے کہا۔

"ایس کرنل سنڈاری۔ فرمائیے۔" شاگل نے جواب دہ "چیف شاگل۔ آپ یہ خبریں کر حیران تو ہوں گے۔ لیکن حقیقت

ہے کہ میں نے پائیکشیا سیکرٹ سروس کا گروپ گرفتار کر لیا ہے۔ گرفتار بھی آپ کے علاقے سے کیا ہے۔" کرنل سنڈاری نے بڑے فخر پر لہجے میں کہا۔

"پائیکشیا سیکرٹ سروس کا گروپ گرفتار کر لیا ہے۔ کیا منہ میں سمجھا نہیں۔ جب کہ میں خود بھی چند لمحے پہلے پائیکشیا سیکرٹ سروس کے گروپ کو گرفتار کر کے ہیڈ کوارٹر لے آیا ہوں۔ ہیڈ کوارٹر پہنچا ہی تھا کہ آپ کا فون آگیا۔" شاگل کے لہجے حیرت تھی۔



نے رسیو رکھ دیا۔

"شاگل بھی کسی گمراہ کو گرفتار کر چکا ہے۔ اس کا اصرار ہے کہ اس کے گرفتار شدہ افراد پاکیزہ سیکرٹ سرورس کے رکن ہیں۔ بہر حال وہ غائبین پھر دیکھ لیں گے۔" کرنل سنڈاری نے سر رابرٹ سے فاطمہ کو کہا اور سر رابرٹ نے سر ملایا۔ وہ کسی گہری سوچ میں غرق تھے۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد کرنل سنڈاری سیکرٹری ٹھاکر سے بات کر رہا تھا۔ اس نے انہیں اپنے گرفتار شدہ آدمیوں کے ساتھ ساتھ ان کے متعلق بھی تفصیل سے بتا دیا۔

"اوہ۔ شاگل دھوکہ نہیں کھا سکتا۔ وہ کئی بار پاکیزہ سیکرٹ سرورس سے کھراچکا ہے۔ بہر حال آپ نے اچھا کیا کہ ان سب کو میں ملایا۔ میں ابھی پانچ رہا ہوں۔" دوسری طرف سے سیکرٹری ٹھاکر نے کہا۔

اور پھر رابطہ ختم ہوتے ہی کرنل سنڈاری نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیو رکھ دیا۔

"ہاں تو سر رابرٹ۔ آپ کسی علی عمران کا ذکر رہے تھے؟" کرنل سنڈاری نے سر رابرٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔  
"ہاں۔ میں نے سنا تھا کہ وہ پاکیزہ سیکرٹ سرورس کے لئے کام کرتا ہے۔ انتہائی ذہین آدمی ہے۔ مجھ جیسا آدمی بھی ذہانت میں ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔"

سر رابرٹ نے جواب دیا۔

ہتھیار بھی برآمد ہو چکا ہے۔ جسے وہ گن کر ایک کو تباہ کرنے کے لئے ساتھ لائے تھے۔ انہوں نے اپنی شاندار منصوبہ بندی سے آپ جیسے کو بھی ڈانچ دے دیا تھا۔ لیکن وہ مجھے ڈانچ نہیں دے سکے۔ آپ یہاں ملٹری میڈیکل کوارٹریں خود تشریف لے آئیں۔ سیکرٹری ٹھاکر صاحب بھی آ رہے ہیں۔" کرنل سنڈاری نے کہا۔ اس نے جان بوجھ کر سیکرٹری ٹھاکر کا نام لے دیا تھا کہ شاگل آجائے۔

"لیکن میں نے جن لوگوں کو گرفتار کر لیا ہے وہ اصل پاکیزہ سیکرٹ سرورس کے رکن ہیں۔ اچھا ٹھیک ہے۔ اگر سیکرٹری ٹھاکر کو دین آجے ہیں تو میں اپنے گرفتار شدہ افراد کو بھی دین لے آتا ہوں۔ اس کے بعد معلوم ہو جائے گا کہ آپ نے کن لوگوں کو گرفتار کیا ہے۔" میں نے کن کو۔ سیکرٹری ٹھاکر صاحب پاکیزہ سیکرٹ سرورس کو جانتے ہیں۔ ایک بار ان کا بھی کمرہ اذان سے ہو چکا ہے۔ شاگل اب بھی اپنی ہی بات پر قائم تھا۔

"ٹھیک ہے۔ آئیے۔ اچھا ہے۔ ان سب کی ایک ہی قبر بن جائے گی۔ ہمیں زیادہ تکلیف نہ اٹھانی پڑے گی۔ میں سیکرٹری ٹھاکر کو بہ آیات دے دیتا ہوں۔ وہ آپ کو نہیں روکیں گے۔ کتنی دیر میں آپ پہنچ جائیں گے۔" کرنل سنڈاری نے کہا۔

"گرفتار شدہ لوگ ابھی دیگن میں موجود ہیں۔ زیادہ سے زیادہ پندرہ منٹ میں ہم پہنچ جائیں گے۔" شاگل نے کہا۔

اور کرنل سنڈاری نے اس کے کہہ کر کو میٹل دیا۔ اور پھر آپریٹر کو سیکرٹری ٹھاکر سے بات کرانے کے لئے کہہ کر اس



”ہوگا۔ ہو سکتا ہے پاکیشیا سکرٹ مروس دو گروپوں میں  
 کہہ رہے ہوں۔ بہر حال اصل لوگ یہی ہیں جن سے خطرہ ہو سکتا ہے  
 اور انہیں ہم نے گرفتار کیا ہے۔“ کرنل سنڈا ہی نے  
 ادھر پھر اسے اچانک سیکورٹی ٹکوشاگل کے متعلق ہدایات دینے  
 خیال آگیا تو وہ دوبارہ ٹیلی فون کی طرف بڑھ گیا۔

کافرستانی سے سیکرٹ مروس کے ہیڈ کوارٹر میں پہنچے  
 بعد انہیں دیگن سے آواز نہ کیا بلکہ دیگن وہیں کچھ دیر تک رکی رہی۔  
 ن کے بعد وہ دوبارہ حرکت میں آئی۔ ادھر پھر ہیڈ کوارٹر سے باہر سرٹک  
 آگئی۔ عمران حیران تھا کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔ انہیں کہاں لے  
 جا جا رہا ہے۔ اور ابھی تک شاگل کی شکل بھی اُسے نظر نہ آئی تھی۔  
 ہنکے اس کا خیال تھا کہ ہیڈ کوارٹر میں پہنچتے ہی شاگل پاگلوں کی طرح  
 ماری ٹوٹ پڑے گا۔ لیکن اب انہیں دہاں سے نکال کر کہیں  
 لے جایا جا رہا ہے۔ چونکہ وہ سب دیگن کے فرسٹ پری پڑے ہوئے  
 تھے۔ اس لئے انہیں اس بات کا پتہ نہ چل رہا تھا کہ دیگن کس علاقے  
 سے گزر رہی ہے۔ لیکن عمران چونکہ کافرستانی دارالحکومت  
 مچپے پچپے سے اس طرح واقف تھا جیسے پاکیشیا کی دارالحکومت  
 ۱۰۔ اس لئے اس نے ہیڈ کوارٹر سے نکلنے کے بعد تمام تر وجہ اس



اندازے پر مرکوز کردی کہ دیکن میڈ کو ادھر سے نکل کر کس طرف مڑی۔  
 اور کتنے کتنے فاصلے پر مڑ رہی ہے۔ باہر سے ٹھیک کا شور بھی اس  
 اندازے میں مدد دے رہا تھا۔ اور پھر اچانک اس کے بنوں  
 مسکراہٹ ابھر آئی۔ کیونکہ اُسے اندازہ ہو گیا تھا کہ دیکن مٹری چھاؤ  
 کی طرف ہی جا رہی ہے۔ جہاں سے وہ بکرما کا علاقہ نزدیک ہی ہے  
 اور پھر دیکن ایک عمارت میں روک لی گئی۔ اور اس کے بعد  
 سیکرٹ سروس کے ارکان نے پہلے کی طرح انہیں اٹھا کر دیکن سے  
 باہر نکالا تو عمران کے اندازے کی تصدیق ہو گئی۔ وہ واقعی مد  
 چھاؤنی میں تھے

اور یھوڑی دیوبند انہیں ایک ہال بنا کمرے میں لے جایا۔  
 اور وہاں پہنچے ہی عمران کا دل دھک سے رہ گیا۔ اس نے سامنے دیو  
 کے ساتھ بیٹھ ہوئے بلیک زیرو۔ صفد۔ جولیا۔ نعمانی اور چوہ  
 کو دیکھ لیا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ پورا منصوبہ ہی فیل ہو چکا  
 تھا۔ نہ صرف فیل ہو چکا تھا۔ بلکہ وہ سب اس منصوبے میں بھڑی  
 ناکام رہے تھے۔ پنج کے ساتھ رکھی ہوئی کرسیوں پر انہیں بٹھایا  
 گیا۔ چونکہ ان کے جسم بے حس تھے اس لئے وہ کرسیوں پر  
 بیٹھ کر بیٹھ رہے۔ شاگل ہال میں موجود تھا۔ اور کسی اور آدمی سے  
 بات کر رہا تھا۔ اُسی لئے عمران کی نظر اس ایک طرف کھڑے  
 رابرٹ پر پڑی اور وہ چونک پڑا۔ بلیک زیرو کو وہ اپنی اصل شکل  
 میں ہال میں داخل ہونے ہی دیکھ چکا تھا۔ اس لئے اب سر رابرٹ کو  
 دیکھ کر وہ سمجھ گیا کہ ان لوگوں کے گرفتار ہونے کی وجہ کیا ہوئی ہے۔

بائے نامہ ان پر غصہ آ رہا تھا جس کے ذمہ اس نے سر رابرٹ  
 باغواں اور قید میں رکھنے کا کام لگایا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ اس سے  
 قتل ہوئی ہے۔ اور سر رابرٹ نہ صرف قید سے نکل آیا۔ بلکہ شاید  
 ی کی وجہ سے یہ سارا کھیل بگڑ گیا ہے۔ کیونکہ سر رابرٹ کو نہ صرف  
 اچھی طرح جانتا تھا بلکہ سر رابرٹ کے ساتھ اس کے دیرینہ تعلقات  
 تھے۔ وہ اگر چاہتا تو سر رابرٹ کو اپنے مشن میں مدد کے لئے تیار کر لیتا  
 تھا۔ انتہائی خفیہ مشن کی وجہ سے اس نے ہی مناسب سمجھا کہ اُسے قید  
 اور بلیک زیرو کو اس کی جگہ دے دی جائے۔

"یہ پانچ شیشیاں تو نہیں مسٹر شاگل۔ یہ تو یورپ ہیں۔" کرنل سنڈاری  
 عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔  
 "یہ میک اپ میں ہیں۔" شاگل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اُسی لمحے ایک اور آدمی اندر داخل ہوا۔ اور وہ سب متحجب ہو  
 کر کرنل سنڈاری نے آنے والے کا سر رابرٹ سے تعارف کرایا۔  
 ان آنے والے کو پہلے سے ہی جانتا تھا۔ وہ پیش سیکرٹری  
 تھا۔ ایک کیس میں وہ اس سے ٹکرایا تھا۔ اور پھر کرنل سنڈاری  
 سر رابرٹ کی آمد اور پھر اضعف خان کی گرفتاری۔ اور جہاں پر موجود  
 لوگوں اور نقی سر رابرٹ کی گرفتاری کی تفصیلات سیکرٹری تھا کہ  
 باتیں۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک الماری میں رکھا ہوا  
 اہم میزائل بھی سیکرٹری تھا کہ رکھا دیا۔ جس کے ذریعے کن کریک  
 باہر کیا جاتا تھا۔

"دیوبند سر رابرٹ اور کرنل سنڈاری۔ آپ دونوں نے



واقعہ شائد ایک اور نامہ سر انجام دیا ہے۔" سیکرٹری ٹھاکر نے بڑے پرجوش انداز میں کمرل سنڈاری اور سر رابرٹ کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

اور عمران کو معلوم ہو گیا کہ کمرل سنڈاری طرزی ایشلی جنس کا چیف ہے۔ اس کے بعد شاگل نے اپنی رپورٹ دی۔ اس نے بتایا کہ کس طرح اُسے ان لوگوں پر شک ہوا اور وہ انہیں لے کر بیٹھ کر آیا۔ لیکن یہ لوگ دہان سے زبردستی میں کامیاب ہو گئے۔ اور پھر یہ خبر نے عمران کو فون بوتھ میں دیکھ لیا۔ اس کے بعد اس نے عمران کا تعاقب کیا۔ اور داراب کا فونی کی اس کو بھی تک پہنچ گیا۔ جب عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے۔ شاگل نے بتایا کہ پہلے تو اسے اس کو کھٹی پوزر دست رید کرنے کا پودہ گرام بنایا لیکن کھٹی کا محل وقوع دیکھ کر اُسے خیال آیا کہ اس کو کھٹی سے نکلنے کا خفیہ راستہ ضرور ہوگا۔

اس لئے اس نے دوسرا حربہ اختیار کیا۔ اور جسم کو فوری طور پر سٹیج دینے والی گیس کے قابو کو کھٹی کے اندر کے اندر اس کے بعد گیس ماسک پہن کر اندر داخل ہوئے۔ عمران اور اس کے ساتھی اس وقت بستروں میں آرام کر رہے تھے۔ اس لئے اس کا مشن کامیاب رہا اور وہ انہیں گرفتار کر کے بیٹھ کر اوڑھ لے آئے۔ دہان کمرل سنڈاری کا فون ملا تو وہ انہیں لے کر یہاں آگئے۔ شاگل نے اس سادہ سی کہانی میں سے اپنی حقائق کا ذکر سرے سے ہی گول کر دیا تھا۔

"گٹھ تو اس کا مطلب ہے یہ دو گروپوں میں کام کر رہے

۔ سیکرٹری ٹھاکر نے سر رابرٹ سے کہہ دیا۔

جی ہاں۔ جہاں تک میں سمجھا ہوں۔ انہوں نے یہ منصوبہ بنایا تھا۔ ران اور اس کے ساتھی سیکرٹ سروس اور طرزی ایشلی جنس کو الجھائیں۔ جب کہ نقلی سر رابرٹ اور اس کے ساتھی سائنس ریسرچ کے پہلے ہیڈز کے ذریعے کن کریک کو تباہ کر دیتے۔" شاگل نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا۔

اور۔ کے۔ مسٹر شاگل اب آپ اپنے قیدیوں کے اصلی چہرے لئے لائیں۔" سیکرٹری ٹھاکر نے کہا۔

میں میک اپ واش کو بلاتا ہوں۔" کمرل سنڈاری نے کہا اور پھر اس کے حکم پر میک اپ صاف کرنے کی جدید مشین کے ساتھ عمران اور اس کے ساتھیوں کے میک اپ صاف کر دیئے گئے۔ رابرٹ کی نظریں عمران پر جمی ہوئی تھیں۔ اور پھر جیسے ہی سر رابرٹ فری عمران کی نظروں سے ٹکرائیں عمران نے اُسے آنکھ مار دی۔ وہ نہ آسانی سے پکلیں چھیک سکتا تھا۔ اس لئے اُسے آنکھ کا کوئی دبانے کوئی تکلیف نہ ہوئی تھی۔ سر رابرٹ نے بوکھلا کر منہ دوسری طرف دیا۔

"یہ اصلی عمران نہیں ہو سکتا۔ اُسے تو بولنے کا مرض ہے جب کہ فوکی طرح خاموش بیٹھا ہوا ہے۔" سیکرٹری ٹھاکر نے غور سے عمران کے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"جناب۔ جس نے دینی والی گیس کی وجہ سے یہ زبان کو حرکت نہیں دے سکتا۔ اس لئے مجبوراً خاموش ہے۔" شاگل نے ہنستے



شن لگا دیئے گئے۔ سیکرٹری بٹھا کر اب عمران کے سامنے کھڑا تھا۔ وہ یہ عمران سے بات کرنے کے لئے ضرورت سے زیادہ لمبے چپن تھا۔  
 لٹن گئے کے چند لمحوں بعد عمران کو اپنے جسم میں حرکت محسوس ہوئی۔  
 ہر دینے والی گیس کا اثر ختم ہو رہا تھا۔ عمران دیکھ چکا تھا کہ بال بٹنا  
 رے میں کرنل سنڈاری، شاگل اور سیکرٹری بٹھا کر کے علاوہ اور کوئی  
 جی موجود نہ تھا۔ لہذا وہ قدرے مطمئن تھا۔

"کسی کو خاموش کرانے کا ڈاکا میاب نسخہ ہے۔ کیا تم نے اسے کبھی  
 دیکھا ہے؟" عمران نے پوچھا۔  
 "ہاں اس کی زبان ہزار کلو میٹر فی سیکنڈ کی رفتار سے چلتی ہے۔" عمران  
 نے اچانک شاگل سے مخاطب ہو کر کہا۔  
 "شٹ اپ یونانسن۔ میں تمہاری بوٹیاں اڑا دوں گا۔"

انہوں نے پھرے ہوئے لہجے میں کہا۔  
 "ٹھیک ہے۔ تم بوٹیاں اڑانے میں لگے رہنا اور ہمارا تیسرا گروپ  
 ہر ایک کے پوزے اڑانے میں لگا رہے گا۔ کم از کم حساب تو برابر  
 ہونا چاہیئے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔  
 "کیا مطلب۔ کیا تمہارا تیسرا گروپ بھی ہے۔" سیکرٹری  
 نے اچھل پڑے۔ جب کہ شاگل اور کرنل سنڈاری بھی چونک پڑے۔

"یہ بکواس کر رہا ہے۔ یہ اس طرح ہمیں ڈانٹ دینے کی  
 ہمت کر رہا ہے۔ میرا خیال ہے وقت ضائع کرنے کی بجائے بہتر  
 ہے کہ ان سب کو گولیوں سے بھون ڈالنا چاہیئے۔" شاگل نے

ہوئے کہا۔

"تو پھر اس کی زبان کو حرکت میں لاؤ تاکہ میں اس سے بات کر دوں  
 یہ جیک کرنا چاہتا ہوں کہ یہ اصلی عمران ہے۔ اگر یہ اصلی ہے تو پھر  
 اس کو اپنے ہاتھ سے گولی مار دوں گا۔ میں نے اس سے ایک پر  
 حساب چکا تلہ ہے۔" سیکرٹری بٹھا کر نے سخت لہجے میں کہا۔  
 "کرنل سنڈاری۔ یہاں الائیوٹم سکل کے انجکشن مل جائیں  
 شاگل نے کرنل سنڈاری سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ کیوں۔" کرنل سنڈاری نے چونکتے ہوئے پوچھا۔  
 "وہ انجکشن انہیں لگوا دیں۔ یہ درست ہو جائیں گے۔ لیکن پہلے  
 کے ہاتھوں اور پیروں کو جکڑ دیں۔ اور اپنے آدمیوں کو اندر بلا لیں۔  
 وکیل کے خطرناک ترین افراد ہیں۔" شاگل نے کہا۔

"آپ کے لئے خطرناک ہو سکتے ہیں۔ ہمارے لئے نہیں۔" سیکرٹری  
 ٹھیک ہے۔ ویسا ہی ہو گا جیسے آپ کہہ رہے ہیں۔" کرنل سنڈاری  
 نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

اور شاگل نے منہ پھیر لیا۔ اب وہ اپنے ہونٹ بھینچ رہا تھا۔ دیکھا  
 سیکرٹری بٹھا کر کی وجہ سے خاموش تھا۔ ورنہ شاید وہ اپنی توہین پر  
 طرح خاموش نہ رہتا۔

تھوڑی دیر بعد عمران اور اس کے ساتھیوں کے پیروں پر  
 دوسری ہی زنجیر بٹیاں ڈال دی گئیں جیسے کہ بلیک زیمو اور اس کے  
 کے پیروں میں پہلے سے موجود تھیں۔ ان کے دونوں بازو بھی  
 کر کے کھائیوں میں کھپ جھکڑیاں ڈال دی گئیں۔ اور اس کے بعد



تیز بچے میں کہا۔

"اگر میں ڈانچ دے رہا ہوں تو سر رابرٹ اصل بات بتا دیں گے۔ کیوں سر رابرٹ۔ ویسے آپ نے اپنا دل بہترین انداز میں ادا کیا۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مم۔ میں نے بدل ادا کیا ہے۔ کیا مطلب۔ کیا بزم ہے۔" سر رابرٹ نے چونک کر کہا۔

لیکن عمران سر رابرٹ کے متعلق شک کا جو بیج بونا چاہتا تھا وہ بویا جا چکا تھا۔ سیکرٹری ٹھاکر شاگل اور کرنل سنڈاری اب اس کی بجائے سر رابرٹ کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔

"کوئی بات نہیں یاد۔ جب ہم اپنی اصل شکوں میں آ گئے ہیں۔ تم کیوں نقلی رہنے پر تہمید ہو۔ ہم یہ یادیں دوزخ ہمہ یادیں بہشت۔

عمران نے کہا۔ اور اس کی اس بات نے واقعی ایٹم بم جیسا اثر کیا۔ شاگل نے سبکی کی سی تیزی سے رپو اور لگا دیا۔ اور انتہائی پھرتی سے

نے سر رابرٹ کی گردن سے رپو اور لگا دیا۔ چونکہ ٹال میں اور کوئی سہارا آدمی موجود نہ تھا۔ اس لئے ظاہر ہے یہ کارروائی بھی اُسے ہی کرنی پڑی تھی۔

"خبردار! تھکا اٹھاؤ۔ ہم اس موقع پر کوئی رسک نہیں لے سکتے۔ شاگل نے چیخے ہوئے کہا۔

اور سر رابرٹ کی آنکھیں غصے اور حیرت سے پھیلی گئیں۔ شاید تصور بھی نہ کر سکتے تھے کہ ان کے ساتھ ایسا سلوک بھی ہو سکتا ہے۔

"چلو ادھر کر سی پر بیٹھو۔ خبردار اگر کوئی غلط حرکت لگی۔" شام

رابرٹ کو بازو سے پکڑے عمران کے ساتھ دالی کو کسی کی طرف دھکے لے آیا۔ سیکرٹری ٹھاکر خاموش کھڑے تھے جب کہ کرنل سنڈاری نے ٹراپونٹ کاٹ رہا تھا۔ ایسی جو ریش میں وہ بول بھی نہ سکتا تھا۔ بولو فی سر رابرٹ نقلی ثابت ہو جا تا ہے تو پھر اس کا کیا رہ جائے گا۔ عمران ہاسٹلی حیرت سے اس نئے موڈ کو دیکھ رہے تھے۔ وہ سمجھی نہ سکے تھے کہ عمران کا اس سارے ڈرامے سے کیا مقصد ہو سکتا ہے۔

"میک اپ واشر منگواؤ کرنل سنڈاری۔" شاگل نے سر رابرٹ کو کسی پر بٹھاتے ہوئے چیخ کر کہا۔ وہ شاید کرنل سنڈاری سے تو بہن کا بدلہ لینے کے لئے کچھ ضرورت سے زیادہ ہی رنجوش نظر آ رہا تھا۔ بہر حال سر رابرٹ کرنل سنڈاری کا ساتھی تھا۔ اور یہ معلوم تھا کہ اگر سر رابرٹ نقلی نکل آتا ہے تو پھر کرنل سنڈاری دب کیا کرایا خاک ہو جائے گا۔

"تم مجھ پر شک کو کے سخت حماقت کر رہے ہو۔ تم چپچپاؤ گے۔" سر رابرٹ نے غصے سے بچے میں کہا۔

"خاموش رہو۔ ابھی پتہ چل جاتا ہے۔" شاگل نے مڑ کر تیز بچے کہا۔

کرنل سنڈاری اس سارے واقعے سے اتنا پریشان ہوا کہ وہ اب اپنا واشر لانے کے لئے خود ہی کمرے سے باہر نکل گیا۔ اور پھر یہی وہ کمرے سے باہر نکلا۔ عمران یک لخت اپنی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں بتاتا ہوں کہ یہ اصل میں کون ہے۔" عمران نے بڑے



ظاہر ہے ایسی حالت خاصی تکلیف دہ ہوتی ہے۔ لیکن عمران کے برے پر کسی تکلیف کے دور دور تک آثار نہ تھے۔ بازو آگے آتے عمران تیزی سے جھکا۔ اور پھر اس نے نزدیک ہی بیٹا ہوا وہ دیو ابو ایسا جو سر رابرٹ کے ہاتھوں سے اچھڑ کر سیکڑی ٹھاکر سے بستے وقت عمران کے سامنے آگیا تھا۔

”خبردار۔ تم قیتوں ہاتھ اٹھا لو ورنہ“۔ عمران نے انتہائی سرد اور میں عزالتے ہوئے کہا۔

اور سر رابرٹ اور سیکڑی ٹھاکر جو اٹھ کر کھڑے ہو چکے تھے۔ دانت ہلکے ہو گئے۔ شاگل بھی دیوار سے ٹکرا کر اب اٹھ رہا تھا۔

”ہاتھ اٹھا دو ورنہ“۔ عمران ایک بار پھر فرمایا۔ اس بار سر رابرٹ نے ہاتھ اٹھائے لیکن سیکڑی ٹھاکر اُسی جہ سے ہونٹ بھینچنے لگا تھا۔ شاید وہ اپنے عہدے کی وجہ سے اس ہاتھ اٹھانے میں تو بہن محسوس کر رہا تھا۔ مگر دوسرے لمحے ناک دھکا ہوا اور سیکڑی ٹھاکر جیتنا ہوا اچھل کر پشت کے بل لی پر گرا۔ گولی اس کے سینے پر پڑی تھی۔ ادب وہ فرش پر پڑا رہا تھا۔

تم بھی ہاتھ اٹھا لو شاگل ورنہ“۔ عمران نے پہلے سے زیادہ دلچسپی میں کہا۔ اور شاگل نے فوراً ہاتھ اٹھا لئے۔

سر رابرٹ۔ جلدی کرو۔ میری کلانیوں کے درمیان کلپ لڑی کا بین پولیس کرو جلدی۔ لیکن سائیڈ سے آکر“۔ عمران دیو ابو کو کاخ شاگل کی طرف کرتے ہوئے سر رابرٹ سے مخاطب

تیز نیچے جے میں کہا۔

”ختم بیٹھو۔ ورنہ گولی مار دوں گا“۔ شاگل غصے سے پھرے کیونکہ انداز میں دیو ابو اہٹا سر رابرٹ سے ہٹ کر عمران کی طرف لپکا۔ لیکن دوسرا لمحہ شاگل اور سیکڑی ٹھاکر کے لئے انتہائی حیرت انگیز ثابت ہوا۔ کیونکہ شاگل کے پیچھے ہی سر رابرٹ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا۔ اور عمران کی طرف بڑھتا ہوا شاگل ایک لمحوں میں سر رابرٹ کے طاقتور بازوؤں کی گرفت میں آگیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس دیو ابو بھی سر رابرٹ کے قبضے میں تھا۔

”خبردار میں گردن میں سوراخ کر دوں گا“۔ سر رابرٹ شاگل کو سینے سے چپلے تیزی سے دیوار کی طرف کھسکا گیا۔ اُسی لمحے شاگل بجلی کی سی تیزی سے نیچے جھکا اور سر رابرٹ اس سر کے اوپر سے ہوتا ہوا سامنے کھڑے سیکڑی ٹھاکر سے پورے طاقت سے جا کرایا اور وہ دونوں چیخنے ہوئے فرش پر گر گئے۔ شاگل نے واقعی خوب صورت داد استعمال کیا تھا۔ لیکن اُسی لمحے عمران قوت سے گھوما اور اس کے پیچھے بندھے ہوئے بازو لاشیوں کی سی سیٹھ ہو کر پوری قوت سے شاگل کے جسم سے ٹکرائے اور شاگل ہوا سائیڈ کی دیوار سے جا کرایا۔ اور عمران اس کے ساتھ ہی بجلی کی تیزی سے اپنی جگہ سے اچھلا۔ اور اس نے اپنے بازوؤں کو کسی بازی گو کی طرح پیچے کر کے آگے کیا اور اس کے دونوں بازوؤں کے حلقے کے اندر چلے گئے۔ اس طرح اب اس کے بندھے ہوئے بازو اس کے جسم کے سامنے آگئے۔ گو اس طرح بازو مڑ گئے تھے



کے اپنے پیروں میں بیڑیاں تھیں۔ درندہ شاگل اور کرنل سندھادی کو  
اس طرح کھم اڑکھم اس طرح بھاگنے نہ دیتا۔  
”جلدی کریں میرے ہاتھ کھولیں“۔ عمران نے دروازہ بند  
ہوتے ہی کہا۔

اور سر رابرٹ اُسی طرح بوکھلائے ہوئے انداز میں واپس بیٹھے۔  
اور پھر کھپ بھکھڑی کا درمیان فی منڈا کر عمران کے ہاتھ آزاد کر دیئے۔  
عمران نے بازو سیٹھے ہوتے ہی انتہائی پھرتی سے منجیروالی بیڑی  
لو بھی اُسی طرح کیمنکل انداز میں کھول دیا۔

”جلدی کریں میرے ساتھیوں کے ہاتھ اسی طرح آزاد کریں۔ جلدی  
ہری اپ“۔ عمران نے چیخ کر سر رابرٹ سے کہا۔ اور خود بھی وہ  
فیزی سے بلیک زبرد کی طرف بڑھا جب کہ سر رابرٹ اُسی طرح بوکھلائے  
ہوئے انداز میں صفدر کی طرف بڑھے۔ اور پھر عمران اور سر رابرٹ  
نے انتہائی پھرتی دکھاتے ہوئے چند ہی لمحوں میں سب کے ہاتھ آزاد  
کر دیئے اور اپنے اپنے پیروں کی بیڑیاں انہوں نے خود کھول لیں۔

اسی لمحے رابھادی میں بہت سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں  
شانی دیں۔ شاید دروازے کا ساؤنڈ پروف سسٹم ٹیک تھا۔  
اس لئے ساؤنڈ پروف کمرہ ہونے کے باوجود باہر سے قدموں کی  
آوازیں اندر شانی دے رہی تھیں۔

”دروازے کے سامنے سے ہٹ جاؤ۔ سائیڈ کی دیواروں  
میں ہو جاؤ“۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ اور اس کے سامنے  
بجلی کی سی تیزی سے سائیڈوں میں ہوتے گئے۔ دوسرے لمحے دروازے

بھوکہ کہا۔

اور سر رابرٹ نے جلدی سے سائیڈ میں ہوتے ہوئے عمران  
حکم کی تعمیل کرنی چاہی۔ لیکن وہ غلط سمت میں آئے۔ اور اُسی  
دروازہ کھلا۔ اور کرنل سندھادی میک اپ دائر مشین ہاتھ  
اٹھائے اندر داخل ہوا۔ سر رابرٹ دروازے کے سامنے تھا۔  
لئے عمران دروازہ کھلنے کی آواز سنتے ہی تیزی سے مڑا۔ وہ شاید  
کو کو کرنا چاہتا تھا۔ لیکن اس کے اچانک مڑنے سے سر۔ جا  
کو تیزی سے ایک طرف ہٹنا پڑا۔ اور شاگل نے اسی لمحے سے  
فائدہ اٹھایا وہ دروازے سے صرف چند گز کے فاصلے پر تھا۔  
کی نال اپنی سائیڈ سے ہٹتے ہی اس نے یک لخت جھلانگ لگائی۔  
دروازے کی دہلیز میں حیرت سے بت بنے کھڑے کرنل سندھادی  
دھکیلتا ہوا باہر جا کر۔ عمران نے فائدہ تو کیا لیکن فائدہ خالی گیا۔  
چند لمحوں میں باہر رابھادی میں دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز  
ابھرئیں۔

”سر رابرٹ۔ جلدی سے دروازہ بند کر کے اندر سے  
لگا دیں۔ جلدی کریں“۔ عمران نے چیخ کر سر رابرٹ سے  
اور سر رابرٹ بوکھلائے ہوئے انداز میں دروازے کی طرف  
اور دوسرے لمحے اس نے جلدی سے دروازہ بند کر کے  
سے کنڈی لگا دی۔

کمرہ ساؤنڈ پروف تھا اس لئے دروازہ مخصوص ساخت  
اور عمران کو یقین تھا کہ اب وہ آسانی سے اسے نہ توڑ سکیں گے۔



گئے۔

”سنو۔ اب ہم نے کمانڈو آپشن کرتے ہوئے چھاؤنی سے نکلنا ہے۔ جس مال میں ہم موجود ہیں۔ اس کی شمالی سمت میں طہری کا ہیلی ہیڈ ہے۔ وہاں لازماً کوئی نہ کوئی ہیلی کاپٹر ہمیں مل جائے گا۔ اس لئے پوری راج تیار رہو۔ جو نظر آئے اڑا دینا۔“ عمران نے چیخ کر کہا۔

اُسی لمحے رابارہی سے شاگل کی چیختی ہوئی آواز سنانی دی۔ وہ کسی دروازے پر ہم پھینکنے کی ہدایات دے رہا تھا۔ عمران نے انتہائی رتی سے جیب سے ہم نکال لیا۔ اور دانتوں سے پین کھینچ کر پوری ت سے دروازے پر مار دیا۔ اور شاید دوسری طرف سے پھینکا جانے والا ہم بھی عین اُسی لمحے دروازے سے ٹکرایا تھا۔ اس کا اندازہ عمران نے انتہائی خوف ناک اور زوردار دھماکے سے لگایا تھا۔ اس قدر شدید زوردار دھماکے سے وہ سب ہلکھڑا گئے خوف ناک دھماکے سے پورا

مالزماٹھا تھا۔ اس کی کئی دیوانوں میں دراڑیں پڑ گئی تھیں۔ باہر ماری میں سے چخوں کی آوازیں بھی ابھری تھیں۔ عمران نے ہم پھینکنے ہی کی سی تیزی سے دوسرا ہم مال کی شمالی دیوار کے درمیان پوری ت سے مار دیا اور ایک اور خوف ناک دھماکا ہوا۔ اور دیوار کا سبب خاصا بڑا اچھڑا غائب ہو چکا تھا۔ دھماکے کی بازگشت ابھی ختم ہی ہوئی کہ عمران پھلانگ لگا کر دیوار سے باہر نکلا اور پھر اس نے انتہائی رتی سے سائیڈ لے کر شین گن کا فائر بائیں طرف کھول دیا۔ ادھر سے کئی جیون کی آوازیں نکلیں۔ عمران کا اندازہ درست تھا۔ کچھ فاصلے سے ہیلی ہیڈ نظر آ رہا تھا۔ جہاں دو بڑے ہیلی کاپٹر موجود تھے۔

یہ فائرنگ کی آوازیں سنانی دینے لگیں۔ عمران تیزی سے اس الماری کی طرف بڑھا جس میں سے ٹائم میزائل نکال کر کمین سنڈارہی نے سیکرٹیز کھانک کر دکھایا تھا اور پھر واپس رکھ دیا تھا۔ عمران نے جیسے ہی الماری کھولی اس کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ بڑی اور گہری الماری سے پتھلے بڑے خولنے میں شین گنوں کے ساتھ ساتھ خاصے خوف ناک ہم موجود تھے۔ الماری کے اوپر ایک جنبی کا لفظ لکھا ہوا تھا۔ عمران۔ شین گن ادران کا میگنیزین نکال نکال کر اپنے ساتھیوں کی طرف بھیج دینا۔ چنہری لمحوں میں وہ سب شین گنوں سے مسلح ہو چکے تھے۔ عمران نے اپنی جیبوں میں ہم منتقل کرنے کے ساتھ ساتھ باقی ہم اپنے ساتھیوں پر تقسیم کر دیئے۔ اب دروازے پر ہونے والی فائرنگ دیکھ کر تھی۔ شاید انہیں بھی سمجھ آ گئی تھی کہ ساؤنڈ پروف مخصوص ساخت کے دروازے پر گولیاں کوئی اثر نہ کریں گی۔ عمران نے اسلحہ تقسیم کرنے کے بعد ریو اور ایک جیب میں ڈال دیا۔ اور ٹائم میزائل نکال کر اس نے اپنے اپنے ٹوٹ کی اندر دنی بڑی جیب میں ابھی طرح پھنسا دیا۔ گواں کا کوٹ خاصا بھر اہوا لگ رہا تھا۔ اور اس کی ایک سائیڈ سے سے جھک گئی تھی۔ لیکن کم از کم عمران کے ہاتھ تو آزاد ہو چکے تھے۔ یہ ہم نے مجھے..... سر رابرٹ نے عمران سے سختی ہو کر کچھ کہنا چاہا۔

”ابھی خاموش رہیں۔ سر رابرٹ۔ مجھے شک ہے زندہ رہے تو ضرور کہہ لیں گے۔ فی الحال ہم سب کی موت زندگی کا مسئلہ درپیش ہے۔ عمران نے غالتے ہوئے جواب دیا۔ اور سر رابرٹ منہ بنا کر مٹا



”خاکر کرتے ہوئے ہیلی بیڈ کی طرف ددڑوہ خانہ نگ - ہم - سب استعمال کر دو۔“ عمران نے چیخ کر کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے دائیں بائیں گھوم کر ہم پھینکے اور خوف ناک دھماکوں کے ساتھ یہ وہ انتہائی تیز رفتار سی سے بھاگتا ہوا ہیلی بیڈ کی طرف بڑھا۔ اس پیر دی اس کے سارے ساتھی کو رہے تھے۔ ایک ہم پھینک بھاگتا تو دوسرا ہم پھینک دیتا۔ اس طرح دائیں بائیں بموں کے خوف دھماکوں کے ساتھ ساتھ گھر بے دھویں کی چادر سی تن گئی۔ اور وہ سب بھاگتے ہوئے ہیلی بیڈ کی طرف بڑھ گئے۔ ہیلی بیڈ کی میں بنی ہوئی چھوٹی سی عمارت میں سے خانہ نگ کی گئی۔ لیکن عمران۔ پوری قوت سے ایک ہم ادھر مارا اور دوسرے لمحے خوف ناک دھماکے سے چھوٹی سی عمارت کے پرچے اڑ گئے۔ ہیلی کا پٹر ختم بڑا تھا۔ عمران نے ہیلی کا پٹر کی آڈلے کر انتہائی تیز رفتار سی سے ادھر ادھر خانہ نگ کر کے اپنے ساتھیوں کو کورج دی اور وہ سب اچھل اچھل کر ہیلی کا پٹر میں سوار ہوتے گئے۔ البتہ بلیک زبرد۔ عمران کی دوسری سائیڈ سنبھال لی تھی۔ جب سب لوگ ہیلی کا پٹر میں سوار ہو گئے تو عمران نے بلیک زبرد کو اشارہ کیا اور پھر بلیک زبرد کی کی سی تیزی سے پائلٹ سیٹ پر سوار ہو گیا۔ عمران ابھی نیچے کھڑا مسلسل خانہ نگ کر رہا تھا۔ چند لمحوں بعد ہیلی کا پٹر کا اجن جگمگا ادا اس کے پیچھے چلے اور پھر ان میں مسلسل تیزی آتی گئی۔ عمران نے محسوس کیا کہ اب ہیلی کا پٹر تیزی سے اوپر اٹھنے کا قابل ہو گیا ہے تو اس نے بجلی کی سی تیزی سے جیب میں موجود ختم

اور دوسرے ہیلی کا پٹر کی طرف اچھال دیا جو خالصے فاصلے پر موجود تھا۔ خود بخود جیب لگا کر وہ ہیلی کا پٹر کے دروازے میں جا گھسا۔ اسی نے دوسرے ہیلی کا پٹر سے ٹکرانے والے ہم کا خوف ناک دھماکا ہوا۔ اسی لمحے بلیک زبرد نے ہیلی کا پٹر کو ایک جھٹکے سے اوپر اٹھا دیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے ہیلی کا پٹر خاصی بلندی پر پہنچ گیا۔ ہیلی کا پٹر اند بارہ افراد کے بیٹھنے کی جگہ تو نہ تھی اس لئے وہ سب ایک سرے کے ساتھ بیٹھے ہوئے انداز میں کھڑے تھے۔

”جلدی کر دشمال میں لے چلو۔ ابھی ایر فورس ہم پر ٹوٹ پڑے۔“ جلدی کر دو۔“ عمران نے ہیلی کا پٹر کے اوپر اٹھتے ہی چیخ کر اب زبرد سے کہا۔

اور بلیک زبرد نے ہیلی کا پٹر کا رخ شمال کی طرف موڑ دیا۔

”لاک کر کے جٹو۔ مجھے بیٹھے دو سیٹ پر۔“ عمران نے اچھل پائلٹ سیٹ کی طرف آتے ہوئے کہا۔

اور بلیک زبرد نے بین دبا کر جنگی ہیلی کا پٹر کا اجن آٹو ٹیک کیا۔ اچھل کر سیٹ کی دوسری طرف کو کھسک گیا۔ عمران سیٹ پر غلہ اور اس نے آٹو ٹیک بین آن کر کے ہیلی کا پٹر کی رفتار بھی بڑی۔ اور اس کی بلندی بھی گھٹا دی۔ چھادنی کی حدود سے اس ت ہیلی کا پٹر نکل کر وہ بکروا کی طرف انتہائی تیز رفتار سی سے اڑا رہا تھا۔ اسی لمحے فضا میں لڑاکا جہازوں کی گونج سنائی دی۔ پھر دور سے لڑاکا جہازوں کا ایک پودا سیکورڈن دھوپ میں نمودار آنے لگا۔ وہ انتہائی تیز رفتار سی سے ہیلی کا پٹر کی طرف



تلازم کہ دی اور ہیلی کا پٹر آہستہ آہستہ آگے بڑھتا گیا۔ اس چٹان کے قریب پہنچ کر عمران نے اُسے اور نیچے کرتے ہوئے فضا میں ہی دکھ لیا۔

”جلدی نیچے کود کر اس چٹان کے نیچے ہو جاؤ۔ جلدی“  
 ران نے ہیلی کا پٹر کو روکتے ہی پہنچ کر کہا۔ اور پھر سب سے پہلے ہدر نے نیچے جھپ لگایا۔ کیونکہ وہ اس طرف کھڑکی کے قریب تھا اور اس کے بعد وہ بادی بادی نیچے کودتے گئے۔ نیچے پھا پھاڑی اور سخت تھکی۔ لیکن بلندی بے حد کم ہونے کی وجہ سے ہمیں سے کسی کو چوٹ نہ آئی۔ اب آسمان پر ایئر فورس کے لڑاکا ہروں کی گونج ایک بار پھر سنائی دے رہی تھی۔

اسے پہنچ کر وہ جلدی۔ عمران نے اپنی اندرونی جیب سے میزائل نکال کر دیکھنے کو دے دی۔ اور پھر اس نے میزائل کیپٹن شکیل کو اچھال دیا۔ کیپٹن شکیل نے بڑی مہارت سے ٹائم میزائل پہنچ کر لیا۔ اس کے میزائل کو پہنچ کرتے ہی عمران نے ہیلی کا پٹر کو لکڑی کی تیزی سے آگے بڑھایا اور اس کی بلندی ادھی کر دی۔ ہیلی کا پٹر تیر کی طرح اوپر کو اٹھتا ہوا سیدھا جلنے لگا۔ عمران نے پانی بھرتی سے آڈیٹک سسٹم کا مین آن کیا اور دوسرے لمحے نے نیچے پھلانگ لگا دی بغیر پیرا شوٹ کے عمران کا جسم کسی دھڑکی کی طرح اٹھتا ہوا زمین کی طرف آیا۔ عام حالات میں اس کو گرنے کا مطلب صریحاً خودکشی کے سوا اور کچھ نہ ہو سکتا تھا۔

لئے اس کے ساتھیوں کے چہرے عمران کو اس طرح گرتے دیکھ

بڑھے آ رہے تھے۔ اور ان کی خوف ناک آوازوں سے پوری فضا تھرتھانے لگی تھی۔

عمران نے گونج سنتے ہی ہیلی کا پٹر کو انتہائی مہارت سے ایک لمبا غوطہ دیا۔ اور ہیلی کا پٹر میں موجود سب افراد کے دل اچھل کر حلق میں آ گئے۔ عمران کا انداز اس قدر خوف ناک تھا کہ یور محسوس ہو رہا تھا جیسے چند لمحوں بعد ہیلی کا پٹر زمین سے ٹکرا کر یا سٹ پاش ہو جانے کا۔ نیچے ادھی نیچے بے شمار پہاڑیاں پھیلی ہوئی تھیں۔ ہیلی کا پٹر غوطہ کی صورت میں نیچے ہوتا چلا گیا۔ اور پھر عمر نے اُسے ذرا سا اوپر کو اٹھایا اور اس کے ساتھ ہی وہ دو پہاڑیوں کے درمیان نشیب میں ہیلی کا پٹر کو سیدھا لٹا گیا۔

ایئر فورس کے لڑاکا جہاز پوری رفتار سے اوپر سے اڑتے چلے گئے۔ اچانک نشیب میں آ جانے کی وجہ سے ہیلی کا پٹر ان کے براہ راست نشانے کی زد میں آنے سے بچ گیا تھا۔ اور شاید جہازوں کے یاکنڈوں نے ہیلی کا پٹر کو اس خوف ناک انداز میں نیچے جلتے ہوئے دیکھ کر یہ سمجھا ہو کہ شاید ہیلی کا پٹر آڈٹ آن کنٹرول ہو جانے کی وجہ سے تباہ ہو رہا ہے۔ لیکن انہیں یہ معلوم نہ کہ کنٹرول عمران جیسے آدمی کے ہاتھ میں ہے۔

نشیب میں پہنچے ہی عمران ہیلی کا پٹر کو آگے بڑھائے۔ اور پھر اُسے اپنے مطلب کی جگہ نظر آئی۔ یہ ایک باہر کو نکلی ہوئی سی چٹان تھی۔ جس کے نیچے بہت سی جگہ خالی تھیں۔ اور ان کا وسیع فاصلہ اتنا تھا کہ ہیلی کا پٹر اس میں گھس سکتا تھا۔ عمران نے ایک



کمرزد بڑ گئے۔ لیکن زمین کے قریب آتے ہی عمران کے جسم نے  
ایک تخت قلابا بازی کھائی۔ اور پھر جیسے ہی اس کے پیر سخت زمین سے  
ٹکرائے۔ عمران کے جسم نے مسلسل قلابا بازی کھانا شروع کر دیں :-  
تین قلابا بازیوں کے بعد عمران یوں سیدھا کھڑا تھا جیسے سیڑھی کی  
سے نیچے اتر کر کھڑا ہوا ہو۔ واقعی پیرا ٹرو پچک کے فتن میں  
کی مہارت قابل دید تھی۔

ہیلی کا پیر اسی طرح سیدھا بلند ہوتا چلا گیا تھا۔ اور تھوڑی دیر  
فضا میں دور ایک خوف ناک دھماکے کی بازگشت سنائی دی۔ اور  
لمحے کے لئے ہر طرف روشنی کی چمک سی پھیلی۔ اور عمران سمیٹ  
سب ساتھی سمجھ گئے کہ ابراہیم فوس لڑاکا طیاروں نے ہیلی کا پیر  
کروا ہے۔ اور یہ روشنی کا فیش اس کے پھٹنے اور فیول ٹینک سے  
آگ لگنے سے ہوا تھا۔

عمران سیدھا کھڑا ہوتے ہی سبکی کی سی تیزی سے مڑا۔  
دوڑتا ہوا اس چٹان کی طرف بڑھا جس کے نیچے اس کے ساتھی  
تھے۔

”میں کہتا ہوں چاہے تمہیں پوری ابراہیم فوس کیوں نہ استعمال  
نی پڑے اس ہیلی کا پیر کو جھٹ کر دو۔ میں تمہیں حکم دے رہا ہوں  
اس ابراہیم فوس کے آڑ میں آؤ۔“ کرنل سنڈا دی نے حلق  
لمحے کی جتنی ہوتے کہا۔ اس کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ چہرہ سرخ  
اور آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔

”ٹھیک ہے سر۔ میں ایک سکوارڈن بھیجتا ہوں۔ لیکن  
ان کی ذمہ داری آپ پر ہوگی۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوہ تم ذمہ داری کو رو رہے ہو۔ یہاں تک پر ایک ایک  
جباری ہے۔ فوراً اسے جھٹ کر کے مجھے رپورٹ دو۔“

سنڈا دی نے غصے سے چیخے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے  
سیورڈ سے کوئیڈل پر پیٹھ دیا۔

شاگل میز کی دوسری طرف بیٹھا اپنے ہونٹ جباری تھا۔ باہر



ایک قیامت برپا تھی۔ طہری انٹیلی جنس کا بڑا مال کمبل طور پر تباہ ہو چکا تھا۔ ایک ہیلی کاپٹر اور ہیلی پیڈ کی عمارت خاک کا ڈھیر بن چکے تھے۔ عمران ادا اس کے سابقوں کی بے تحاشا فائرنگ اور بمباری سے پندرہ افراد ہلاک اور بمیں کے قریب شدید زخمی تھے۔ ہیلی کی عمارت میں موجود پانچ افراد کی ہلاکت ان کے علاوہ تھی۔ غرضیکہ پوری طہری چھاؤنی میں زلزلہ لگ گیا تھا۔ پیشسل سیکرٹری ٹھاکر کی یہ بھی نکالی جا چکی تھی۔ یہ تو اگر چیف شاگل ایک بھینکے میں کرنل سنڈ کو دھکیلتا ہوا دورا بمباری میں نہ لے جاتا تو لاشوں میں ان دونوں کی لاشوں کا شامل ہو جانا بھی لازمی تھا۔ شاگل چونکہ یہاں اکیلا تھا۔ تمام تہ کام کرنل سنڈ ادا کا تھا۔ اس لئے وہ صرف بے سہ سے ہونٹ چبائے چلا رہا تھا۔

"واقعی یہ لوگ حد سے زیادہ دلیر اور خطرناک ہیں۔ اب بھلا سوچو کہ ان تصور کر سکتے ہیں کہ جھکڑیوں اور بیڑیوں میں جکڑے ہوئے ہوتے آدھی ایسی قیامت بھی برپا کر سکتے ہیں۔" کرنل سنڈ ادا کی شاگل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کاش۔ میں تمہارے کہنے پر انہیں یہاں نہ لے آتا تو اب تک ان کی بوٹیاں ہو چکی ہوتیں۔ یہ زندگی میں پہلی بار کمبل طور پر مرنے والے کڑوں میں آئے تھے۔ اور پھر وہ تمہارا سر رابرٹ سے چکر اڑی نے کیلئے ہے وہ ان کا ساتھی تھا۔" شاگل نے غور نہ ہوئے کہا۔

"مجھے اب تک حیرت ہے۔ سر رابرٹ اگر ان کا ساتھی ہوتا تو

میں ان لوگوں کے گرفتار کرانے میں کیوں دلچسپی ہوتی۔ میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا۔ لیکن تم فکر نہ کرو وجہ۔ ایرنورس اس ہیلی کاپٹر کو زیادہ دور نہ جانے دے گی۔" کرنل سنڈ ادا نے سر ہاتھ ہوتے کہا۔

"تم یقین کر لینا لیکن مجھے یقین نہیں آئے گا۔ یہ شیطان ہیں شیطان۔ بد رو ہیں ہیں۔" شاگل نے منہ بندے ہوئے کہا۔ اُسی لمحے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور کرنل سنڈ ادا نے بلدی سے رسیورا اٹھایا۔

"یس۔ کرنل سنڈ ادا سپیکنگ۔" کرنل سنڈ ادا نے تیشیا آرمیز پر بھیجے میں کہا۔

"وائس ایر مارشل ارجن سنگھ۔ ہیلی کاپٹر کو درہ بکر ماکہ پہاڑیوں کے اوپر فضا میں ہی ہٹ کر دیا گیا ہے۔ کٹ میزائل نے اس کے پچھے اڑا دیئے ہیں اور کوئی حکم۔" دوسری طرف سے چھتے ہوئے بچے میں کہا گیا۔

"دیری گیڈ۔ دیری گیڈ۔ تھینک یو۔ یہ تمہارا ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔ میں پرائم منسٹر سے تمہارا پشیل سفارش کروں گا۔"

کرنل سنڈ ادا نے خوشی سے اچھتے ہوئے کہا۔ اور پھر رسیورا کو دیکھ دیا۔ اس کے چہرے پر اب مسرت کا اُتار بہہ رہا تھا۔

"مبارک ہو چیف شاگل۔ آخر کار دشمن ہٹ ہو ہی گئے۔"

کرنل سنڈ ادا نے مسرت بھرے بچے میں کہا۔

"جب تک میں ان کی لاشیں آنکھوں سے نہ دیکھ لوں۔ مجھے یقین



دیا گیا ہے۔ تم ایسا کرو کہ ہمارے آنے تک اس جہلی کا پیڑ میں موجود افراد لاشوں کے ٹکڑے ڈھونڈ کر رکھو۔ سیکرٹ سروس کے چیف مسٹر فل کو ان کی موت کا یقین نہیں آیا۔ انہیں یقین دلانے کے لئے ہنگاموں کی تلاش ضروری ہے۔ سیکرٹ سروس کے چیف اور میں وہیں ہیں ادور۔ کرنل سنڈاری نے بڑے طنز پر انداز میں شاگل طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”باس۔ جہلی کا پیڑ تو ضرور فضا میں ہٹ چوکیا ہے۔ لیکن میرے ب آدمی نے اس کے ہٹ ہونے سے پہلے ایک آدمی کو بغیر پیرا شوٹ جلی کا پیڑ سے نیچے کودتے ہوئے دوربین کے ذریعے چاک کیا تھا۔ وہ وہی ہٹ ہونے سے کافی پہلے کودا تھا۔ میں نے اس آدمی کی شش کا حکم دے دیا ہے ادور۔“ کیپٹن شرما نے جواب دیا۔  
لہٰذا کرنل سنڈاری کی آنکھیں حیرت سے پھیلی ہوئیں۔ جب کہ شاگل کے ہرے پر طنز پر مسکرا ہٹ ابھرا آتی تھی۔

”اس جہلی کا پیڑ میں باہر افراد تھے۔ کیا صرف ایک آدمی کو دبا ہے۔ فی ہلاک ہو گئے ہیں اور وہ آدمی بھی اتنی بلندی سے بغیر پیرا شوٹ کے۔“  
”وہ نے۔“ اور پہاڑی چٹانوں سے ٹکرا کر کیسے زندہ رہ سکتا ہے ادور۔“  
”کرنل سنڈاری نے تیز بھجے میں کہا۔“

”باہر آدمی۔“ وہ سر بھر تو مجھے اپنی پوری فورس کو حرکت میں لائے گا۔“  
”باس جہلی کا پیڑ ہٹ ہونے سے پہلے کافی دیر تک دو ہائیوں کے درمیان ایک گہرے نشیب میں غائب رہا ہے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ نشیب میں اتر گیا ہے۔“  
”چونکہ جہلی کا پیڑ ہماری اپنی

نہیں آئے گا۔ تم ایسا کرو۔ دہاں اپنے آدمیوں کو بھی چوکنہ کر دو۔ نہ ہمیں خود بھی دہاں چلنا چاہیے۔“ شاگل نے کہا۔

”اے تمہیں یقین نہیں آیا۔ کمال ہے۔ اس قدر عروبہ جوڑا کی بھی آخر کیا بات ہے۔ جہلی کا پیڑ ایک میزائل سے فضا میں ہی تباہ ہونے کے بعد ان کے جسموں کے زینے تک فضا میں مل چکے ہوں گے۔“  
”کرنل سنڈاری نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔“

”تم اپنے آدمی سے بات تو کرو کہ کاشیں یہ سب کچھ میرے علحقہ میں ہو رہا جوتا۔“ شاگل نے کہا۔

”چلو تمہاری بات بھی مان لیتے ہیں۔ میں کیپٹن شرما کو کہہ دیتا ہوں کہ وہ ان کی لاشوں کے ٹکڑے ڈھونڈ کر نکالے۔“

”کرنل سنڈاری نے کہا۔ اچھا میری دانا کھول کر اس نے ایک ٹرانسمیٹر نکال کر میز پر رکھا اور اس کی فریکوئنسی سیٹ کر کے اس نے بٹن آن کر دیا۔“

”ہیلو کرنل سنڈاری کا لنگ کیپٹن شرما ادور۔“

”کرنل سنڈاری نے باور بار ہی فقرہ دہراتے ہوئے کہا۔“  
”یس کیپٹن شرما سپیکنگ ادور۔“ چند لمحوں بعد کیپٹن شرما کی آواز ٹرانسمیٹر پر ابھری۔

”کیپٹن شرما۔“ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے انتہائی خطرہ افراد ملٹری جھڑائی سے ایک جہلی کا پیڑ اغوا کر کے درہ بکرما کی پہاڑی کی طرف گئے تھے۔ میں نے ایر فورس کو اس جہلی کا پیڑ کو ہٹ کرنے کا حکم دیا تھا۔ مجھے رپورٹ ملی ہے کہ جہلی کا پیڑ فضا میں ہی ہٹ



لیا۔ چیف شاگل نے ہونٹ بیچتے ہوئے کہا۔  
 ”آپ بار بار مجھ پر الزام لگا رہے ہیں۔ حالانکہ جب انہوں نے سچویشن  
 لی ہے اس وقت میں اندر بھی نہ تھا۔ اگر میں ہوتا تو دیکھتا کہ کیسے وہ  
 بل آپ کو کوکرہ کرتے ہیں۔ آپ اندر موجود تھے۔“ کرنل سنڈاری نے  
 نے ہنچلائے ہوئے انداز میں کہا۔

”تمہارے سر رابرٹ کی وجہ سے سب کچھ ہوا ہے۔ بہر حال  
 لوگ تمہارے بس کے نہیں ہیں۔ مجھے خود اپنے آدمی لے کر انہیں مارنا  
 پڑے گا۔“ چیف شاگل نے کہا۔

”کیا مطلب۔ تم کیا چاہتے ہو۔“ کرنل سنڈاری نے  
 وقت بچتے ہیں کہا۔ اب وہ آپس کے احترام کو بھی ختم کر کے تو اور تم  
 اتر آئے تھے۔

”میں اپنا گروپ لے کر درہ بکرا میں جاتا ہوں اور ان پر قابو پاتا  
 ہوں۔“ چیف شاگل نے کسی پر سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”سادہ۔ وہ میرا علاقہ ہے۔ میں تمہیں اس بات کی اجازت نہیں  
 دے سکتا۔ تم نے اگر جانا ہی ہے تو ادھر زہریلی دلدلوں کی طرف سے جاؤ  
 جی سے۔“ کرنل سنڈاری نے کہا ادا کھ کھرتیز تیز قدم اٹھاتا دفتر  
 سے باہر نکل گیا۔

”تم سے بھی نیٹ لوں گا کرنل۔“ شاگل نے غراتے ہوئے کہا۔  
 دیکھ وہ بھی دفتر کے بیردنی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

فوج کا تھا۔ اس لئے ظاہر ہے ہم اس سے مشکوک نہ ہو سکتے تھے۔ بعد  
 میں وہ نشیب سے باہر آئے۔ اور کچھ بندی پر آنے کے بعد اس  
 میں سے ایک آدمی کو دبا ہے۔ اور ہیلی کا پڑا ہوا تیز رفتاری سے  
 اڈر کو اٹھاتا آگے بڑھتا گیا ہے۔ اس کے بعد اڈر فوس کے لولا کا طیارہ  
 نے اُسے راکٹ میزائل سے مٹا دیا ہے۔ اور باس جس انداز میں  
 ہیلی کا پڑا ہوا ہونے سے پہلے اڑ رہا تھا۔ اس سے مجھے اب یہ  
 اندازہ ہوا ہے کہ اسے آٹوٹیک کنٹرول پر لاک کر دیا گیا تھا۔ اس کو  
 مطلب تو یہی ہو سکتا ہے کہ جس وقت وہ مٹا ہوا ہے اس میں کوئی آدمی  
 موجود نہ تھا۔ اور میں تو پہلے ایک آدمی کی وجہ سے اتنا پریشان نہ  
 تھا لیکن اب آپ بتا رہے ہیں کہ وہ بارہ افراد تھے۔ اور ان کا تعلق  
 پاکشیا سیکرٹ سروس سے تھا تو اس کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ  
 گیارہ افراد نشیب میں پہلے کو دگئے ہیں۔ اور آخری آدمی آٹوٹیک  
 لاک لگا کر کو دبا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمیں پوری طرح چوکنا رہنا ہو  
 گا اور۔۔۔ دوسری طرف سے کیپٹن شرم نے کہا۔

”اوہ یہ کیسے ہو سکتا ہے ایڈم فوس والوں کو مجھے پورٹ دینی چاہیے  
 تھی۔ بہر حال تم ایسا کر دو پوری فوس کو الٹ کر دو۔ خاص طور پر گریکر  
 کی حفاظت کے بارے میں پوری طرح چوکنا رہو۔ میں خود ہیں آ رہا ہوں  
 اور اینٹ آل۔“ کرنل سنڈاری نے کہا۔

”دیکھا کرنل۔ میں نے کیا کہا تھا۔ یہ لوگ اتنی آسانی سے مرنے  
 والے نہیں۔ بس زندگی میں پہلا چانس ملا تھا کہ یہ بے بسی کے عالم میں  
 میرے ہتھ چڑھے تھے۔ لیکن تمہاری وجہ سے وہ موقع بھی ضائع ہو



تیز بلبے میں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔  
 "لیکن یہ تو اندھا اقدام ہوگا۔" ناثران نے پہلی بار کہا۔  
 "اندھا ہے یا بہرہ۔ اب ایسے ہی ہوگا۔ جاؤ۔ نکل جاؤ۔ جلدی"  
 لمران نے تیز بلبے میں کہا۔

اور جولیا اور اس کے ساتھی ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے  
 یزری سے چٹان کے نیچے سے نکلی کر اٹی سمت کو چڑھنے لگے۔ جب کہ  
 لمران اور اس کے ساتھی کیپٹن شکیل۔ خاور۔ ثنائیگر اور صدیقی وہیں سے  
 ہے۔ چند ہی لمحوں بعد جولیا اور اس کے ساتھی عمران کی نظروں سے  
 بھل ہو گئے۔

"اب لقمہ سمجھ لو۔ ہم نے انتہائی تیز رفتاری سے آگے بڑھنا ہے۔  
 مذکورستان والے یہاں پوری فوج لا پھینکیں گے۔" عمران  
 نے چٹان پر انگلی سے نقشہ بناتے ہوئے کہا۔ پورے علاقے کا نقشہ بنا  
 اس نے انگلی سے بتایا کہ اس وقت وہ کہاں موجود ہیں۔ اور پھر  
 ان نے وہ راستہ بھی نشان زدہ کر دیا۔ جس کے ذریعے وہ زیادہ سے زیادہ  
 لمبی گن کر ایک تک پہنچ سکتے تھے۔ اسی لمحے دور سے بے سناخا فائرنگ  
 لہ آدائیں سنائی دینے لگیں۔

"چلو اب وقت ہے۔ ان کا حکمرا ہو چکا ہے۔" عمران نے  
 تھے کو ہاتھ سے مٹاتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ تیزی سے دوڑتے  
 وئے چٹان کے نیچے سے نکلے اور انتہائی تیز رفتاری سے گن کر ایک  
 طرف پہاڑی پر چڑھنے لگے۔ تیز رفتاری کے باوجود وہ سید  
 قاطع تھے۔ اونچی نیچی چٹانوں سے ہوتے ہوئے وہ پہاڑی کے اوپر

عمران کے دوڑتا ہوا اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچا اور اس نے  
 سب سے پہلے کیپٹن شکیل سے ٹاکم میزائل لے کر دوبارہ اپنی جیب  
 میں ڈال لیا۔

"سنو۔ ہم نے گن کر ایک کی طرف بڑھنا ہے۔ کانڈو کا ردائی ہے  
 ہوئے۔ یہاں طہری انٹیلی جنس چپے چپے پر پھیلی ہوئی ہوگی۔ اس لئے ہم  
 کی پرواہ نہ کر دو اور جو نظر آئے ہوں ڈالو۔" اور اس آگے بڑھتے۔  
 اسی طرح دگر دپ میں ایک کی لیڈر جولیا اور دوسرے کا میں خود چلا  
 گا۔ جولیا گروپ کا کام طہری انٹیلی جنس کو اٹھانا ہے۔ جب کہ میں  
 گروپ کو لے کر گن کر ایک کی طرف بڑھوں گا۔ سرور ابڑ ہمت  
 ساتھ ہوں گے ان کی حفاظت کرنا۔ جلدی کر دگن کر ایک کی مخالف سمت  
 میں بڑھو۔ اسلحہ دھیان سے استعمال کرنا اور اسلحہ نہیں ملے گا۔ وہ کہہ  
 ہو سکے تو مخالفوں سے اسلحہ چھیننے کی کوشش کرنا۔" عمران نے



پہنچ گئے۔ اور پھر جیسے ہی عمران نے چٹان کے اوپر سے سر نکالا۔ ایک گولی سائیں کی آواز سے اس کے کان کے قریب سے ہوتی گزری۔ اور عمران تیزی سے واپس دبک گیا وہ بال بال بچا تھا۔ درہ اس بار وہ ہٹ ہو چکا تھا۔ عمران نے نیچے ہوتے ہی جلدی نہ کی۔ جب میں ہاتھ ڈال کر ایک بم نکالا اور اس کی پانچ دانوں سے کھینچ کر نے اُسے پوری قوت سے اچھال دیا۔ ایک خوف ناک دھماکا ہو اور ساتھ ہی کئی بچوں کی آوازیں ابھریں۔ اُسی لمحے عمران اچھلا۔ اور پھر دوڑا تاہو دوسری طرف نشیب میں اترتا گیا۔ سامنے والی پہاڑی پر پڑا۔ اخرا کی لاشیں بکھری ہوئی تھیں۔ عمران کام دیکھ کر بخیر شک نشہ پر لگ رہا تھا۔ وہ سب دوڑتے ہوئے نیچے اترے اور پھر اُسی رفتار سے بھاگتے ہوئے اوپر چڑھتے گئے۔ ابھی انہوں نے آدھا فاصلہ ہی طے کیا تھا کہ عمران کی نظریں ایک غار نما سرنگ پر پڑیں۔ عمران اس سرنگ کو دیکھتے ہی چونک پڑا۔

”آؤ ادھر سے“ عمران نے ہاتھ لہرا کر اپنے ساتھیوں سے کہا۔ اور در تیز رفتاری سے دوڑتے ہوئے اس سرنگ میں داخل ہو گئے۔ عمران سرنگ کے دہانے پر ہی رکا۔ جب سب ساتھی داخل ہو گئے تو اس نے قریب پڑے ایک بڑے سے پتھر کو کھسکا۔ سرنگ کے دہانے پر جمادیا۔ سرنگ خاصی تنگ تھی اور تنگ تھی۔ لیکن اس میں اتنی جگہ ضرور تھی کہ وہ بھگ کر اس کے اندر جا سکیں۔ سرنگ خاصی طویل ثابت ہوئی۔ اور کئی دفعہ موڑ کاٹ کر انہیں دوسری طرف سے روشنی کا نقطہ چمکتا ہوا نظر آیا۔ عمران بھی

دوسری طرف کا دہانہ آگیا ہے۔ وہ دوڑتے ہوئے جب اس نے پہنچے تو عمران یہ دیکھ کر خوشی سے اچھل پڑا کہ دہانے کے بالکل منہ گن کر ایک موجود تھا۔ دہانے کے قریب مسلح فوجی بیٹھے ہوئے تھے جب کہ اوپر دتے میں بھی دس فوجی ٹین گنیں اٹھائے تھے۔ درمیان ہلکے بڑے چوکے انداز میں کھڑے تھے۔ گن کر ایک بار دو سو فٹ بلند تھا۔ عمران دہانے میں لیٹا خاموشی سے اُسے مارا۔

سرنگ نے ان کی واقعی بے حد مدد کی تھی۔ کہ وہ کسی کی نظروں میں بغیر گن کر ایک کے سامنے پہنچ چکے تھے۔ لیکن اب گن کر ایک تک ایک مسئلہ تھا۔ اتنی بلندی پر چلنے کے لئے بظاہر کوئی راستہ نہ سمجھے سے کر ایک تک پہاڑی کسی دیوار کی طرح سیدھی اور سٹھ تھی۔ یوں پر دوڑے فائرنگ کی آوازیں اور بموں کے دھماکے سنائی دے رہے تھے۔ اُسی لمحے عمران کو آسمان پر گولہ گراہٹ کی آوازیں سنائی اور پھر چند لمحوں بعد ایک ہیلی کاپٹر گن کر ایک کے سامنے ایک چٹان اوپر آکر اتر۔ ہیلی کاپٹر میں سے کرنل سنڈاری باہر نکلا۔ اُسی ایک لمبا تونگا جو ان ایک چٹان کے پیچھے سے نکل کر کرنل سنڈاری بن بڑھا۔ اور وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے اُسی چٹان کے ہو گئے۔

”اب کیا کرنا ہے عمران صاحب۔“ کیپٹن شکیل نے عمران کی طرح خاموش بیٹھے دیکھ کر پوچھا۔

”میں سوچ رہا ہوں اس دتے میں کیسے داخل ہوا جائے۔ ایک







بل کر تا گیا۔ گہرائی جہاں یقینی موت چھپی ہوئی تھی۔ عمران کو ایک سڑک کے لئے یوں محسوس ہوا جیسے اس کی جان اس کے حلق میں آگئی ہو۔ دوسرے لکھے اس کا ذہن مادون ہونے لگا۔ مادون ہوتے ہوئے ذہن سے اس نے اپنے پیچھے اوددہ کی طرف سے بے تحاشا گویا چلنے اور چند افراد کے پیچھے کی آوازیں بھی سنی۔ لیکن پھر یہ آوازیں نہ اس میں ڈھلتی گئیں۔ شاید آوازیں تو دیئے ہی موجود تھیں لیکن عمران کی خاموشی میں ڈوب چکا تھا۔

جولیا اوداس کے ساتھی تیزی سے آگے بڑھے جا رہے تھے۔ چوٹی پر پہنچتے ہی وہ رکے اب سامنے انہیں چار فوجی دوسری طرف سے چڑھتے ہوئے اپنی طرف آتے دکھائی دیئے۔ ان کا درخشاں لہریں طرف کو تھا جہاں جولیا اوداس کے ساتھی موجود تھے۔

”میں انہیں ختم کرتی ہوں۔ اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں۔“  
 بلنے کہا اور پھر اس کی شین گن کی ٹوٹو اسٹاک کے ساتھ ہی وہ دل اچھل اچھل کر نیچے گرے اور شیب میں بھاری بوسوں کی طرح گرتے۔ ان کے گرتے ہی وہ سب تیزی سے اٹھے اور ان کی طرف بڑھے۔ لیکن ابھی انہوں نے چند ہی قدم اٹھائے ہوں گے کہ ایک فوجی چوٹی سے فائرنگ ہوئی اور اس کے ساتھ ہی چوہان اور ناٹھان میں شامی دیں۔ جولیا اوداس قدر دونوں سانپ جیسی تیزی سے سر پٹے ہی تھے کہ سر رابرٹ کی شین گن کی آواز شامی اوداس



اب میں جو لیا اور اس کے ساتھیوں نے بھی فائر کھول دیا۔ اور گولیاں  
ازبردست تبادلہ شروع ہو گیا۔ فاصلہ اتنا زیادہ تھا کہ ان کا بھینکا ہوا  
ہی دباں تک پہنچ سکتا تھا۔ اس لئے معاملہ روکنا فائرنگ تک  
بمحدود تھا۔

”میں بلیک میں جاتا ہوں آپ یہیں ٹھہریں۔“ بلیک زیرو  
کہا۔ اور پھر وہ ان سے الگ ہو کر تیزی سے سائیڈ میں ریگلتا ہوا  
گے بڑھ گیا۔

جولیا اور اس کے ساتھی رک رک کر فائرنگ کر رہے تھے۔  
دیکھ کر ان کے پاس اسلحہ محدود تھا۔ جب کہ نیچے فوجی بے تحاشا فائرنگ  
کر رہے تھے۔ بلیک زیرو کافی فاصلہ دے کر پتھروں کی اوڑھنے  
رہنے لگا۔ اور پھر جب اس نے محسوس کیا کہ اب اس کا بھینکا ہوا  
اچھٹنٹاں پر پہنچ جائے گا تو اس نے ہم کی پوزیشن کا ان کی طرف سے  
اس چوکی پر پھینکا دوسرے لمحے ایک خوفناک دھماکا ہوا۔ اور  
فوجی کے ہمرے کا طبعہ فضا میں بکھر گیا۔ اس کے ساتھ ہی کئی فوجیوں  
چھینٹاں سنائی دیں۔ کئی فوجی اٹھ کر دوڑے اور انہیں جولیا اور اس کے  
ساتھیوں کی گولیاں چاٹ گئیں۔ چند ہی لمحوں بعد دوسری طرف  
بے فائرنگ بند ہو گئی۔ اور جولیا اور اس کے ساتھی اٹھ کر تیزی سے  
بلیک میں دوڑتے ہوئے اس چوکی کی طرف بڑھنے لگے۔ بلیک زیرو  
بائیں طرف بھاگا۔ اور تھوڑی دیر میں وہ سب دباں  
میں گئے۔ دباں لاشوں کے علاوہ اور کچھ نہ تھا۔ کوئی آدمی بھی زندہ  
جو نہ تھا۔ کئی افراد کے جسم تو بوٹیوں کی صورت میں بکھر گئے تھے وہ

بکھر اپنی چوٹی پر سے ایک آدمی جیتا ہوا سر کے بل نیچے نشیب میں گرنا جو  
نظر آیا۔ سر رابرٹ کا نشانہ واقعی بے حد تیز تھا۔

”کیا پوزیشن ہے۔“ جولیا نے تیزی سے مڑتے ہوئے کہا۔  
”ہم دونوں شدید زخمی ہیں۔ آپ آگے بڑھ جائیں ہم یہیں کہیں  
غاریں چھپ کر مینڈیج کر لیں گے۔ ہماری نگرہ کریں کام آگے بڑھتے  
ناٹھ ان نے تیز پہنچے ہیں کہا۔ اس کی ران میں گولی لگی تھی جب کہ چوہان  
پشت میں گولی اتر گئی تھی اسدہ بے ہوش ہو چکا تھا۔  
”چوہان کو دیکھو۔“ جولیا نے تیز پہنچے ہیں کہا۔

”میں نے دیکھا ہے یہ زندہ ہے۔ میرے پاس تیز دھانکا بخر ہے  
میں اس کا آپریشن کروں گا۔ آپ جائیں پلیز جلدی کریں۔“ ناٹھ  
نے کہا۔

”سر رابرٹ۔ آپ بھی ان کے ساتھ ہی رک جائیں۔ صرف جبر  
مصطفیٰ پرویز اور نعمانی آگے جائیں گے۔ ٹھیک ہونے کے بعد  
تینوں علیحدہ گروپ کی صورت میں انہیں اٹھائیں گے۔“ جولیا  
تیز پہنچے ہیں کہا اور پھر وہ چاروں دینگے ہوئے آگے بڑھے۔ آگے بڑھتے  
محفوظ جگہ دیکھتے ہی وہ اٹھ کر تیزی سے دوڑ پڑے۔ آگے جا کر پھر دھند  
سی آگئی۔ اور وہ دباں پہنچ کر رک گئے۔ سامنے ڈھلان میں یک  
فوجی چوکی سی بنی ہوئی تھی جس کے ساتھ ایک جیب بھی کھڑی تھی۔  
دباں دس بارہ مسلح افراد بھی موجود تھے۔

اُسی لمحے ان میں سے کسی نے انہیں دیکھ لیا۔ اور پھر اس کے پیچ  
ہی سب فوجیوں نے تیزی سے پوزیشنیں لے کر ان پر فائر کھول دیا۔



شاید براہ راست ہم کی زد میں آگئے تھے۔

دماغ پہنچنے کا انہیں ایک خاتمہ ضرور ہوا کہ انہیں چپکی کے ایک غامض موجود اس کے کاغذ بڑا ذخیرہ ملا تھا آگیا۔ انہوں نے شب گنگوں کا میگزین اور خاصی تعداد میں ہم دماغ سے اٹھائے۔ جب یہ تباہ ہو چکی تھی۔  
 ”اب آگے بڑھو۔“ جولیا نے تیز پہنچے میں کہا۔ اور وہ تیز سے آگے بڑھنے لگے۔

اُسی لمحے انہیں اپنے سروں پر ہیلی کا شکر گرگڑا ہٹ سنا دیا اور وہ سب تیزی سے دھب گئے۔ ہیلی کا بیڑا ان کے اوپر سے گزرتا آگے بڑھ گیا اور پھر کافی دور گئی کہ ایک کی طرف جا کر نیچے آگیا۔ ہیلی کا بیڑا آگے بڑھ جانے کے بعد وہ سب آگے بڑھنے لگے۔ اب وہ ایک چھوٹی سی پہاڑی کے اوپر بڑھ رہے تھے۔ آگے آئے صفدر اور بلیک زبرو تھا جب کہ اس کے پیچھے جولیا اور آفریقہ نعمانی تھا۔

چوٹی پر پہنچ کر وہ چٹانوں کی آڑ میں رکے ہی تھے کہ انہیں تین سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور انہوں نے خود کو کما دھرا دھرا دیکھا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلے۔ کہ اچانک پر سب سے گویوں کی بادشہی ہو گئی۔ وہ واقعی تین اطراف سے گھیرے آچکے تھے۔ انہوں نے بھی جوابی فائر کھول دیا۔ انہوں نے لاشوں پر ہتھیں بانٹ لی تھیں۔ لیکن انہیں احساس تھا کہ وہ انتہائی غارت سچوٹن میں پھنس چکے تھے۔ اُسی لمحے نعمانی کے حلق سے چیخ نکلی تا

ایسی مچھلی کی طرح تھپنے لگا۔ گولی اس کے پہلو میں گھس گئی تھی لیکن پوزیشن ہی تھی کہ کوئی اس کی مدد نہ کر سکتا تھا۔

”ہم فائر کر دو۔“ بلیک زبرو نے چیخ کر کہا۔ اور اس کے ساتھ انہوں نے فائرنگ روک کر ہم پھینکے شروع کر دیئے۔ اور پھر ہر طرف چیخیں ہی جھینیں پھیل گئیں۔

صفدر نے جلدی سے نعمانی کو سنبھالا۔ لیکن نعمانی بے ہوش ہو چکا تھا۔ اس کے پہلو سے خون بہہ رہا تھا۔ صفدر نے جلدی سے مہیق کا امن بھاڑا اور اس کا گولا سا بنا کر اس نے زخم پر رکھا اور دوسری پٹی باڈ کر اس نے اس پر باندھ دی۔ اس طرح کم از کم خون کی مزیہ دانی رک گئی تھی۔

جولیا۔ صفدر اور بلیک زبرو مسلسل ہم پھینک رہے تھے۔ اور پھر دوسری طرف سے فائرنگ ختم ہو گئی۔ اور وہ تینوں مرکز نعمانی کی طرف متوجہ ہوئے ہی تھے کہ اچانک پچھلی سائیڈ سے چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

”خبردار ہتھیار پھینک دو۔ ورنہ سب کو بھون ڈالیں گے۔“ اور ان سب نے تیزی سے مرکز دیکھا۔ اور دو سے لے کر ان کے ہاتھ خود بخود دفنا میں اٹھنے لگے۔

دس مسلح سپاہی بالکل ان کے عقب میں کچھ فاصلے پر موجود تھے۔ اور ان کے لئے چھپنے کی کوئی جگہ نہ تھی۔ انہیں یہ تصور بھی نہ تھا کہ اس طرف سے بھی یہ لوگ آ سکتے ہیں۔

”کھڑے ہو جاؤ۔“ وہی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔



جولیا۔ صفدر ادا بلیک زبردستیوں اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے۔ اور دوسرے لمحے دس مسلح افراد تیزی سے آکر ان کے گرد پھیل گئے۔ اور پھر چند ہی لمحوں میں ان کے ہاتھ ان کی پشت پر بندھ چکے تھے۔

”ہمارا ساتھی زخمی ہے۔ اسے ساتھ لے جانا ہے۔“ صفدر نے ان کے انچارج سے مخاطب ہو کر سخت لہجے میں کہا۔

”بڑا رہے ہیں۔ ہمارے بھی بے شمار ساتھی تم لوگوں نے مار ڈالے ہیں۔ ہمارے باقی ساتھی کہاں ہیں۔“ انچارج نے کرخت لہجے میں کہا۔

”سنو۔ اگر تم ہمارے زخمی ساتھی کو ساتھ لے چلو اور اس کی جان بچاؤ تو میں وعدہ کرتی ہوں کہ سب کچھ سچ بتا دوں گی۔ اور تم ایک بہت بڑے خطرے سے بچ جاؤ گے۔“ جولیا نے بڑے با اعتماد لہجے میں کہا۔

انچارج چند لمحے تو غور سے جولیا کے چہرے کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے فیصلہ کن انداز میں کندھے جھٹکتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ تم وعدہ پورے کرنے والی عورت ہو۔“ انچارج نے کہا۔ اور پھر اس نے اپنے ایک ساتھی کو نعمانی کے اٹھانے کا اشارہ کیا اور اس نے آگے بڑھ کر بے ہوش نعمانی کو اٹھا کر کندھے پر ڈال لیا۔

”چلو ادھر بائیں طرف جلدی چلو۔“ انچارج نے کہا۔ اور وہ اس کے کہنے کے مطابق بائیں طرف چلتے گئے۔

”تم نے ہم پر فائر کیوں نہیں کیا۔ جب کہ تم آسانی سے ہمیں ہٹا سکتے تھے۔“ بلیک زبردستیوں نے پوچھا۔

”باس کا حکم تھا کہ ہمیں زندہ گرفتار کیا جائے۔ اس لئے ورنہ ہمارے ہمارے دوسرے بھی آسمان تک پہنچ چکی ہوتیں۔“ انچارج نے منہ بندے ہوئے جواب دیا۔ کچھ فاصلے پر گئے کے بعد وہ وہ اور سپاہی بھی ان کے ساتھ مل گئے۔ اور پھر وہ کافی فاصلہ طے کر کے ایک اور بڑی چوکی میں پہنچ گئے۔ یہاں پیکاس کے قریب افراد موجود تھے۔ انہیں لے جا کر ایک کمرے میں بٹھا دیا گیا۔ انچارج کے پیچھے پر ایک فوجی نے نعمانی کو چمک کیا اور پھر اس نے بیک منگو کر نعمانی کا ہاتھ آپریشن کر کے گولی نکال لی اور بینڈیج کر دی وہ شاید پشہ ور ڈاکٹر تھا۔ جولیا اور اس کے ساتھیوں نے اطمینان کا مانس لیا۔ لیکن انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ ان کا اطمینان اس قدر عارضی ثابت ہو گا۔



بادر نے مادہ تھ پیس پر ہاتھ رکھتے ہوئے کرنل سنڈاری سے مخاطب  
کر کہا۔

”ادہ اچھا۔“ کرنل سنڈاری نے آگے بڑھ کر رسیوہ انچارج  
ہاتھ سے لیتے ہوئے کہا۔ اب اُسے سمجھ آگئی تھی کہ انچارج کس لئے  
ناؤ بکھلا گیا تھا۔

”یس سر کرنل سنڈاری سپیکٹنگ۔“ کرنل سنڈاری  
نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”سر۔ پرائم منسٹر صاحب سے بات کیجئے۔“ دوسری طرف  
بچی۔ اسے کی آواز سنائی دی۔

ادہ کرنل سنڈاری منہ بنا کر انچارج کی طرف دیکھنے لگا جو بی۔ اے  
پرائم منسٹر کی کال پر اس قدم بکھلا گیا تھا۔ اس نے سمجھا تھا کہ شاید پرائم  
منسٹر نے اس سے براہ راست بات کی ہے۔

”بیلو۔ پرائم منسٹر سپیکٹنگ۔“ چند لمحوں بعد پرائم منسٹر  
نا بھاری اور گھبر آواز سنائی دی۔

”یس سر۔“ میں کرنل سنڈاری بول رہا ہوں سر۔“  
رئی سنڈاری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”کرنل سنڈاری۔ یہ کیا گڑبڑ ہوئی ہے۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ  
پیشل سیکرٹری ٹھکانہ ادہ بے شمار فوجی مارے گئے ہیں۔ ایک ہیلی کاپٹر  
باہر ہو گیا ہے۔ جب کہ دوسرا میجر لے اڑے تھے۔ جسے آپ کے  
ہتھیے پر ایئر فورس نے دہہ بکر مارہ فضا میں ہی جھٹ کر دیا ہے۔ ادھر  
سیکرت سروس کے چیف شاگل کی شکایت آئی ہے کہ آپ نے اس

کرنل سنڈاری کے دفتر سے باہر نکل کر سیدھا چھاؤنی  
کے ایک ادہ ہیلی پیڈ پر پہنچا تاکہ وہاں سے ہیلی کاپٹر لے کر وہ دہہ بکر۔  
میں کیپٹن شرمہ کے پاس جائے۔ لیکن وہاں فورسی طور پر ہیلی  
میسر نہ آسکا۔ البتہ ایک دوسری چھاؤنی سے ہیلی کاپٹر منگوایا گیا۔ کرنل  
سنڈاری اس ہیلی کاپٹر کے انتظار میں ہیلی پیڈ کے دفتر میں ہی پہنچے  
تھے۔ چلنے لگے کہ اسٹن میں شیل فرائ کر گھنٹی بجی اور انچارج ٹیلی فون سننے  
پہ بکھلا گیا۔

”یس سر یس سر۔ وہ موجود ہیں سر۔“ انچارج نے  
انتہائی بکھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

ادہ کرنل سنڈاری اس کی اس بکھلاہٹ پر حیرت سے  
نہ دیکھنے لگا۔

”سر۔ پرائم منسٹر صاحب کی کال ہے آپ کے لئے سر۔“



بہ از جلد کامیابی کی رپورٹ ملنی چاہیے۔ اور ماں۔ ایک بات اور چھین ناگل نے یہ اندیشہ ظاہر کیا تھا کہ مجرم انتہائی عیار اور چالاک لوگ ہیں۔ یہاں نہ ہو کہ آپ اپنے طور پر انہیں ختم سمجھیں۔ اور وہ اصل آدمی نہ ہوں۔ اور بعد میں اصل آدمی اپنا کام کر گزریں۔ اس لئے آپ حتی الوسع یہ کوشش کریں گے کہ مجرموں کو زندہ گرفتار کیا جائے تاکہ مکمل طور پر مطمئن ہونے کے بعد پھر انہیں سزا دی جاسکے۔ پرائم منسٹر نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے سر۔ حکم کی تعمیل ہوگی سر۔“ کرنل سنڈارسی نے جواب دیا۔

اور دوسری طرف سے اس کے کے الفاظ کی ادائیگی کے بعد رابطہ ختم ہو گیا۔ کرنل سنڈارسی نے رسیورکھ دیا۔ اسے معلوم تھا کہ یہ زندہ رکھنے والی شہادت شاگل کی ہے۔ تاکہ بعد میں گرفتار شدگان کو نقلی ثابت کیا جاسکے۔ لیکن چونکہ اسے معلوم تھا کہ یہ لوگ اصلی ہیں۔ اس لئے اسے زیادہ پرواہ نہ تھی اور پھر اب پرائم منسٹر کی ہدایات کا بھی خیال رکھنا تھا۔ اس لئے اس نے رسیورکھتے ہی جیب سے ڈائمنڈ نکالا اور کیپٹن شرما سے رابطہ قائم کیا۔

”یس۔ کیپٹن شرما فرام دس اینڈ وورٹ۔“ جواب میں کیپٹن شرما کی آواز سنائی دی۔

”کیا رپورٹ ہے کیپٹن اور وورٹ۔“ کرنل سنڈارسی نے سخت ہلچے میں کہا۔

”ابھی تو خاموشی ہے سر۔ ہمارے آڈی تجرٹل کو تلاش کر رہے

ہے تو جین آمیز سلوک کیا ہے اور آپ مجرموں کی گرفتاری میں اسے کام نہیں کرنے دے رہے۔ آخر یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے کرنل سنڈارسی کچھ چونکہ آپ پر اور آپ کی صلاحیتوں پر مکمل اعتماد ہے۔ اس نے میں نے مناسب سمجھا کہ آپ سے تفصیل معلوم کرنے کے بعد اس سنسے میں کوئی فیصلہ کیا جائے۔ یہ مجرم کون ہیں اور کیا چاہتے ہیں“ پرائم منسٹر نے کہا۔

اور جواب میں کرنل سنڈارسی نے شروع سے لے کر آخر تک واقعات مختصر طور پر سنا دیئے۔

”او۔۔۔ یہ تو جگن کرکاک کی تباہی کا سلسلہ ہے۔ لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابلے میں تو شاگل صاحب زیادہ کامیاب رہ سکتے ہیں۔“ پرائم منسٹر نے تفصیل سننے کے بعد کہا۔

”جناب۔ وہ بکریاں میں ملٹری انٹیلی جنس کی کافی نفی کام کر رہے ہیں۔ وہ پہلے سے چونکنا ہیں۔ مجرم کسی صورت ان سے بچ کر نہیں نکال سکتے۔ اب اگر شاگل صاحب یا ان کے آدمی وہاں پہنچے تو جاسکتے ہیں۔ یہ مشکل ہو جائے گا کہ ہم انہیں اور مجرموں کے درمیان کیسے تفریق کریں اس طرح مجرم اپنا کام دکھا سکتے ہیں۔ اس لئے سر میں نے شاگل صاحب سے یہ گزارش کی تھی کہ آپ فکر نہ کریں۔ ہم مؤثر طور پر مجرموں سے نمٹ لیں گے۔“ کرنل سنڈارسی نے کہا۔

”ٹھیک ہے میں سمجھ گیا۔ آپ کا خیال درست ہے۔ دو مختلف پارٹیوں کی موجودگی سے واقعی مجرم فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ او۔ کے۔ شاگل صاحب کو مطمئن کر دوں گا۔ آپ اکیلے کام کریں اور مجھے



ہیں۔ میں نے گن کر ایک کی حفاظت کے خصوصی انتظامات کر دیئے ہیں۔ آپ بے فکر رہیں۔ مجرم اب کسی صورت پہنچ کر نہ جاسکیں گے اور دوسری طرف سے کیپٹن شرمہ مانے کہا۔

”سنو پرائم منسٹر نے ابھی سختی سے ہدایات دی ہیں کہ مجرموں زندہ گرفتار کیا جائے۔ اس لئے تم اپنے آدمیوں کو کہہ دو کہ انہیں زندہ گرفتار کیا جائے اور“ کرنل سنڈاڑی نے کہا۔

”لیکن باس۔ انہیں زندہ گرفتار کرنے میں تو ہوسکتا ہے۔ ہمیں زیادہ جانی اور مالی نقصان اٹھانا پڑے اور“ کیپٹن شرمہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”نقصان اپنی جگہ اور پرائم منسٹر کی ہدایات اپنی جگہ۔ اور دوسری بات یہ کہ چیف آف سیکورٹ سروس نے ہمارے خلاف پرائم منسٹر کے کان بھرے ہیں۔ اس لئے اب ان کا زندہ گرفتار ہونا ملٹری انٹیٹی جنس کی بھی عزت کا سوال ہے اور“ کرنل سنڈاڑی نے کہا۔

”ٹھیک ہے باس۔ میں ابھی ٹرانسمیٹر پر سب کو یہ حکم دے دیتا ہوں اور“ کیپٹن شرمہ مانے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میں خود بھی ہیلی کاپٹر پر آ رہا ہوں۔ تم کہاں موجود ہو گے اور“ کرنل سنڈاڑی نے کہا۔

”میں سر۔ گن کر ایک کے سامنے موجود ہوں بلیک سپاٹ پر اور“ کیپٹن شرمہ مانے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے میں آ رہا ہوں اور اینڈ آ“ کرنل سنڈاڑی

نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اُسے واپس جیب میں رکھ لیا۔

”ہیلی کاپٹر آگیا ہے سر۔“ اینڈ راج نے کال ختم ہوتے ہی زو بان نہ لہجے میں کہا۔

اور کرنل سنڈاڑی سر ملاتا ہوا عمارت سے باہر نکل کر ہیلی پیڈ کی رن بیٹھ گیا جہاں ہیلی کاپٹر موجود تھا۔

”میں خود اسے پلانٹ کر کے لے جاؤں گا۔ وہاں ایمر جنسی پوزیشن ہے۔ غیر متعلقہ آدمی کا جانا مناسب نہیں ہے۔“ کرنل سنڈاڑی نے اینڈ راج سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور اینڈ راج نے پلانٹ کو باہر ملایا۔ کرنل سنڈاڑی نے پلانٹ میٹ سنبھالی اور چند لمحوں بعد وہ ہیلی کاپٹر اڑتا ہوا دورہ بکرما کی طرف بھٹا گیا۔

اور پھر دورہ بکرما پر پہنچ کر جیسے ہی وہ گن کر ایک کے قریب پہنچا۔ اس نے ہیلی کاپٹر کو گن کر ایک کے سامنے ایک کھلی چٹان پر اٹا لیا۔

دورہ بکرما آگیا۔ اُسی لمحے کیپٹن شرمہ ایک آڑے نکل کر اس کی طرف بھٹا۔ اور اُسے خوش آمدید کہہ کر ذرا سٹ کر بنی ہوئی حفاظتی چوکی کی

لगत کی طرف لے گیا۔ پہاڑیوں میں دور نازنگ اور بولوں کے دھماکوں نے آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

”یہ تو پوری فوج آ رہی ہے۔“ کرنل سنڈاڑی نے ہونٹ ہلکتے ہوئے کہا۔

”ہمارے آدمی مجرموں کو گھیر رہے ہیں جناب۔ ویسے مجرم انتہائی ہوشیار سی سے کمانڈو ایکشن میں مصروف ہیں۔ ہماری ایک چوکی انہوں نے تباہ کر دی ہے اور پندرہ افراد ہلاک کر دیئے ہیں۔ لیکن میں نے



”کیسک ہے باقی مجرموں کو زندہ گرفتار کیا جائے۔ اب نیچے گرنے لے کے تو لاش بھی نہیں مل سکتی وہ تو مجبور ہی ہے۔“ کیپٹن شرما نے کہا۔ اور سپاہی سیلوٹ مارکر داییں مڑ گیا۔  
 ”یکہیں گن کریک کے اوپر نہ پہنچ جائیں۔“ کرنل سنڈاوی نے متوجہ بلبلے میں کہا۔

”نوس۔“ دایاں تک پہنچنے کے لئے خصوصی میٹرھی استعمال کی آتی ہے۔ جسے میں نے پہلے بیک کر دیا ہے۔ اب کوئی آدمی نیچے پروتیک نہیں جاسکتا اور نہ ہی اوپر سے نیچے آسکتا ہے۔ اس لئے مجرم ہے کچھ بھی کر لیں گن کریک تک تو کسی صورت بھی نہیں پہنچ سکتے۔“  
 پٹن شرما نے جواب دیا۔

ادھر کرنل سنڈاوی نے مطمئن انداز میں سر ہلا دیا کم از کم اتنا یقین ہو گیا تھا کہ گن کریک تو بہر حال محفوظ ہے۔ آدمیوں کا کیسے نئے آدمی مجرم مار دین کے آخر کو رہے جائیں گے۔ اب وہ گیلیچے نے دالا کو تیار ہے اڈل تو اس کے زندہ بیج جانے کی ایک فی صد امید نہ تھی۔ اور اگر شاگل کہے گا تو بعد میں خود ہی انتظامات کے لئے اس کی لاش نکال کر شاگل کے سامنے رکھ دی جائے گی۔ اتنے بڑے آپریشن میں تمام مجرم تو زندہ نہ بچاؤے جاسکتے تھے۔  
 پٹن کرنل سنڈاوی مطمئن ہو کر کسی پر ہٹ گیا۔ فائرنگ ابھی تک جاری تھی۔ لیکن اب گن کریک کی طرف سے آگ کا جواب دیا جا رہا تھا۔  
 قومی دیر بعد وہ بھی ختم ہو گئی۔ اور ہر طرف خاموشی سی چھا گئی۔  
 کیپٹن شرما خاموش بیٹھا ہونٹ چبا رہا تھا۔ اس کے سامنے میز پر

پنے آدمیوں کو سختی سے حکم دے دیا ہے کہ انہیں زندہ گرفتار کیا جائے کیپٹن شرما نے چوکی میں پہنچ کر کہا۔  
 ”انہیں یہاں قریب نہ اکٹھا کرنا بلکہ دور رکھنا۔“ کرنل سنڈاوی نے کسی پر بے چینی کے سے انداز میں بیٹھے ہوئے کہا۔  
 ”مجھے معلوم ہے۔“ میں نے پہلے ہی انہیں گرفتار کر کے چوک بائیں میں رکھنے کے احکامات جاری کئے ہیں۔“ کیپٹن شرما نے جواب دیا۔

اند آسے لئے گن کریک کی طرف سے فائرنگ اور پھینچوں کی آوازیں سنائی دیں تو کرنل سنڈاوی کیپٹن شرما دونوں اچھل پڑے۔ فائرنگ تیز ہو گئی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کسی پارٹی ٹانے گن کریک پر حملہ کر رہا ہو۔

”یہ تو زندہ فائرنگ ہو رہی ہے۔“ کرنل سنڈاوی نے بے چینی اور حیرت سے کہا۔  
 آسے لئے ایک فوجی بھاگتا ہوا آیا۔

”سر مجرموں کی ایک ٹولی یہاں قریب موجود ہے۔ ان میں سے ایک پتلی لگو کر اس کو رہا تھا کہ اسے گن کریک کے اوپر کھڑے ایک سپاہی نے ہٹ کر دیا ہے۔ وہ تو ہزاروں فٹ نیچے نشیب میں جا کر ہے۔“ دایاں سے اس کا بیج نکلتا ناممکن ہے۔ باقی افراد کو گھیرا جا رہا ہے۔ ویسے گن کریک پر کھڑے تینوں فوجی ہلاک ہو گئے ہیں۔ مجرموں نے اچانک ان پرشین گنوں سے فائرنگ کر دی تھی۔“ فوجی نے سیلوٹ مار کو تیز تیز بلبلے میں کہا۔



ٹرانسمیٹر موجود تھا۔ چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں سنائی دیں۔ اور کیپٹن شرمائے چونک کر اس کا بٹن دبا دیا۔ کرنل سنڈامی بھی چونکا ہو گیا۔

"یہ کیپٹن شرمائے ٹانگ اور تہ کیپٹن شرمائے کہا۔" "بمبہر کسٹی ون سر۔ مجرم گرفتار کر لئے گئے ہیں سر۔ وہ تعداد میں چار تھے ان میں ایک عورت بھی ہے۔ ایک شہید زخمی تھا اسکی چوٹی میں بینڈیج کر دی گئی ہے۔ اب اس کی حالت خطرے سے باہر ہے اور۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"صرف چار۔۔۔ باقی کہاں ہیں اور۔۔۔ کیپٹن شرمائے تیز بچے میں کہا۔

"باقی پارتیزن روک کر رہی ہیں سر۔ وہ انہیں ڈھونڈھ نکالیں گے اور۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے جیسے ہی باقی افراد کے متعلق اطلاع ملے مجھے کال کریں اور اینڈ آف۔۔۔ کیپٹن شرمائے کہا۔ اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ یکے آف ہوتے ہی ٹرانسمیٹر سے دوبارہ ٹوں ٹوں کی آوازیں سنائی دیں۔

کیپٹن شرمائے چونک کر دوبارہ اُسے آن کر دیا۔

"جیلو۔۔۔ بمبہر ٹی ون سر فرام دی پات سر۔ کن کریک پڑہ نہ گئے کہنے والے افراد کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ ان میں سے دوشہید زخمی ہیں۔ جب کہ ایک معمولی زخمی ہے۔ ہم انہیں چوکی بائیں جینا جا رہے ہیں۔ اور سر ایک آدمی تیلی گرسے نیچے گر کر ہلاک ہو چکا ہے۔ وہ گولی کھا کر سزاؤں فٹ گھرائی میں جا گرا ہے اور۔۔۔ دوسرا

لرٹ سے کہا گیا۔

"نیچے گرنے والے کو چھوڑ دو۔ ان چاروں کو لے جاؤ اور ان کی بینڈیج کر دو۔ ہم نے انہیں زندہ رکھنا ہے اور اینڈ آف۔۔۔ شرمائے نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"آٹھ افراد کو گرفتار ہو گئے سر۔ ایک مر گیا باقی تین رہ گئے سر۔ وہ بھی جلد ہی گرفتار ہو جائیں گے۔" کیپٹن شرمائے پہلی بار مسکراتے ہوئے کہا۔

"ویل ڈن شرمائے ویل ڈن۔ تمہارے میرا سر بند کر دیا ہے۔ باقی تین بھی جا جائیں تو میں شاگل کو نہیں نکال کر آؤں گا کہ یہ بند اس کو کہتے ہیں کہ وہ دنگی۔ کرنل سنڈامی نے مسرت بھر کے ہاتھ میں کہا۔ اُسی لمحے ٹرانسمیٹر سے ایک بار پھر ٹوں ٹوں کی آوازیں سنائی دینے

پہیں اور کیپٹن شرمائے جلدی سے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"یہ کیپٹن شرمائے پیکیٹنگ اور۔۔۔ کیپٹن شرمائے نے آن کر کے ہی کہا۔

"ایوان دن پیکیٹنگ سر۔ جا رہی پادٹی سے ایک پادٹی غلامیں جو دس تین مجرموں کو گرفتار کر لیا ہے۔ ان میں سے دو زخمی ہیں سر۔ جب تیسرے کو بولے ہوش کر کے گرفتار کیا تو۔۔۔ ایہہ اور۔۔۔ دوسری فٹ سے کہا گیا۔

"زندہ ہیں تینوں اور۔۔۔ کیپٹن شرمائے نے مسکراتے ہوئے بولا۔

"یہ سر۔ زندہ ہیں سر اور۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔



”ادھ ٹھیک بے پیدل چلتے ہیں۔ چلو۔“ — کرنل سنڈاری نے  
اور کیپٹن شرمہانے سر بلا دیا۔

”ادھ کے۔ انہیں چوکی بائیس لے چلو۔ باقی مجرم بھی وہاں پہنچ چکے ہیں۔  
میں اور چیف کرنل سنڈاری صاحب خود وہاں پہنچ رہے ہیں۔“ اس  
ایڈن آل۔ — کیپٹن شرمہانے کہا اور ٹرانسمیٹ آف کر دیا۔  
”مبارک باد جناب۔ سارے مجرم گرفتار ہو گئے۔ ایک ہر گیا۔  
آپریشن مکمل ہو گیا۔“ کیپٹن شرمہانے بڑے فخریہ انداز میں کہہ۔  
”گڈ۔ گڈ۔“ کیپٹن شرمہانے کہا۔ ”مہتمم کی کارکردگی واقعی بہت  
بہتر ہے۔ میں مہتمم کی ترقی کے لئے ضرور سفارش کروں گا۔“ کرنل سنڈاری  
نے اطمینان کی طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”یقیناً آپ چیف آف سیکرٹ سرورس کو بدلے  
کا کہہ رہے ہوتے۔“ کیپٹن شرمہانے سر ملا تے ہوئے کہا۔

”ہاں۔“ ضرور بلاؤں گا۔ لیکن پہلے میں خود ان مجرموں سے بات  
کرنا چاہتا ہوں۔ خاص طور پر اس سرورس سے اگر وہ فائدہ ہے۔  
نہیں ہے زندگی میں سب سے بڑا دھوکہ دیا ہے۔ میں اسے اس  
دھوکے کی عبرت ناک سزا دوں گا۔“ کرنل سنڈاری نے  
ہوئے کہا۔

اور کیپٹن شرمہانے سر بلا دیا۔ وہ بھی اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

”چوکی بائیس یہاں سے کتنی دور ہے۔“ — کرنل سنڈاری  
نے کہا۔

”دور تو ہے سر، لیکن وہاں جیلی کا بیئر لینڈ نہیں ہو سکتا۔  
پیدل جانا ہو گا۔ میں نے اس لئے منتخب کیا تھا کہ یہ گن کریم  
کافی دور ہے۔“ کیپٹن شرمہانے کہا۔



نہ عمران کے ذہن کو سید اور کرنے میں زیادہ فعال کر دیا ادا کیا۔ اور عمران  
 ماؤں ہوتا ہوا ذہن پوری طرح بیدار ہو گیا۔ وہ چونکہ درمیان سے گر گیا تھا۔  
 اس لئے وہ دونوں پہاڑیوں میں سے کسی سے ٹکرائے بغیر سیدھا نیچے گر گیا  
 ادا تھا۔ لیکن ذہن کے پوری طرح بیدار ہوتے ہی اس نے اپنے  
 پاؤں کو بچانے کی ترکیب سوچنی شروع کر دی۔ شیب میں اندھیرا تھا۔ اور  
 اہر ہے اندھیرے میں اندھا دادا استعمال کرنا پڑتا۔ اور ٹائم واکٹ کی وجہ  
 سے وہ اندھے اقدام سے بہر صورت میں بچنا چاہتا تھا۔ اور پھر  
 اید قدرت کو اس پر رحم آگیا کہ اُسی لمحے اس کی نظر نیچے دائیں طرف  
 بائیں ہوئی چٹان پر پڑ گئیں۔ یہ چٹان کا حصہ خاصا بائیں تھا۔ عمران نے  
 بالآخر اپنے جسم کو جھکوا دیا اور ساتھ ہی اس نے اپنے سینے پر رکھے  
 لئے ہاتھ کو مضبوطی سے دبا دیا۔ یہ ہاتھ لاشعوری طور پر گرتے ہوئے  
 جگہ پر جم گیا تھا جہاں کوٹ کی اندر دنی جیب میں ٹائم واکٹ موجود تھا۔  
 وہ اٹھلتے ہی اس کا جسم تیر کی طرح اس چٹان کی طرف بڑھتا۔ اور اُسی  
 عمران نے قلابازی کھائی۔ اور اس کے پیر جیسے ہی چٹان سے  
 اُسے اس نے پوری قوت سے اپنے جسم کو اوپر کی طرف اچھال دیا۔ اس  
 جسم کو زوردار جھٹکا لگا۔ اور اس جھٹکے کی وجہ سے وہ اچھل کر خاصی بلندی  
 پہنچ کر پھر نیچے گرنے لگا۔ عمران نے ایک بار پھر قلابازی کھائی اور  
 فوٹ پر دوں کو چٹان سے ٹکراتے ہی دوبارہ اوپر کو اچھال اس بار اس کے  
 پاؤں پہلے کی نسبت کم جھٹکا لگا۔ اور وہ اوپر کم بلندی پر گیا تیسری بار  
 بے وقوفت اس نے قلابازی نہ کھائی۔ اور صرف پیر چٹان سے ٹکراتے  
 دوبارہ اچھال۔ اور پھر چٹان سے پیر گتے ہی دوبارہ اچھال۔ سہ بار جھٹکا ہی کم

گوٹ باندھیں کھلتے ہی عمران کا توانان یک لمخت ختم ہو  
 اس کا جسم اچھل کر اس پہلی لگر سے نیچے ہزاروں فٹ گہرائی میں گر گیا  
 ایک لمحے کے لئے اُسے محسوس ہوا جیسے اس کی جان علیٰ میں اٹک گئی ہو۔  
 اور دوسرے لمحے اس کا ذہن ماؤں ہونے لگا۔ ماؤں ہوتے ہی  
 سے اس نے اپنے پیچھے چوڑا اور گولیوں کی آدائیں سنیں۔ لیکن یہ آدائیں جیسا  
 بی خاموشی میں ڈوب گئیں۔ عمران کا جسم انتہائی تیز رفتاری سے شیب  
 میں گر رہا تھا۔ عمران نے اپنے آپ کو سمجھانے کی کوشش کی۔  
 اُسی لمحے اس کے ذہن میں ایک فلیش سا ہوا کہ اس کے کوٹ کی جیب  
 جیب میں ٹائم واکٹ موجود ہے۔ اگر یہ چٹان سے ٹکرا گیا تو شاید یہ ہاتھ  
 ہی اڑ جائیں۔ عمران کے جسم کی تو کوئی حیثیت ہی نہ تھی۔ اور اسی لمحے



لگ رہا تھا اور بلندی بھی کم ہو رہی تھی۔ تیسری بار اس کے پیر چٹان پر چم گئے اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے جسم کو پہاڑی کے ساتھ جما دیا۔ اور آہستہ سے کھسک کر فانی ہوئی ہوئی دریت کی پوری کی طرح نیچے ہوتا ہوتا چٹان پر بیٹھ گیا۔ وہ خوف ناک اور یقینی موت سے بچ نکلتا تھا۔ اس کا سانس بہت تیز تیز چل رہا تھا۔ اور ذہن میں خوف ناک انداز کی آوازیں گونج رہی تھیں۔ کافی دیر تک وہ چٹان کے ساتھ پشت لگائے بیٹھا رہا۔ آہستہ آہستہ اس کا سانس بھی معمول پر آنا لگا۔ اور ساتھ ہی دماغی حالت بھی درست ہوتی گئی۔ اُسے یوں لگ رہا تھا جیسے وہ آگ کے سمندر کو تیر کر پار کرنا چاہتا ہو۔ ایک پہنچا جو کچھ دیر بعد جب اس کی جسمانی اور ذہنی حالت نامول ہوئی تھا سب سے پہلے اُسے اپنے بازو میں ہونے والے درد کا احساس ہوا۔ اور اس درد کے احساس نے اُسے بتا دیا کہ اب وہ نامول ہے۔ اس نے جلدی سے دوسرے ہاتھ سے اپنے بازو کو ٹولا۔ اور اُسے بتا دیا کہ چیچا پیٹ سی محسوس ہوئی۔ خون نکل رہا تھا۔ لیکن بڑی محفوظ تھی گولی کو شستہ کو پھانڈ کر دوسری طرف نکل گئی تھی۔ عمران نے سب سے پہلے حیرت سے ہاتھ ڈال کر ٹام ماکس کو سنبھالا۔ اور اُسے یقینی طور پر صبح ایدہ جنت کر کے اس نے اپنی قمیض کھینچ کر اس کے دامن سے پٹی بھاڑی اور اُسے اپنے بازو پر مضبوطی سے باندھ دیا۔ اس کے بعد اس نے ادھر ادھر کی شدد و غرور کر دیا۔ اور تقریباً ساٹھ فٹ کی بلندی پر پودہ شتی موجود تھی۔ اور اُسے احساس تھا کہ اس قدم فاصلہ طے کرنے کے بعد بھی وہ اوپر چل سکے گا۔ اس نے اوپر جانے کے لئے پہاڑی چٹانوں کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ پہاڑی سپاٹ ہونے کی بجائے کٹھن پٹی تھی۔ اس نے

اوپر چڑھنے کے لئے کوشش کی جا سکتی تھی۔ لیکن ظاہر ہے وہاں سیڑھیاں نہ تھیں۔ جو تھیں کہ وہ بغیر کسی رسک کے اوپر پہنچ جاتا۔ لیکن عمران جیسے آدمی کی زندگی کا ہر لمحہ رسک میں شامل تھا۔ اس لئے اس نے زیادہ مدد نہ کی اور آہستہ سے اپنے جسم کو سمیٹ کر چٹان پر کھڑا ہو گیا۔ زنجی بازو بن اب اگر ان سی محسوس ہو رہی تھی۔ لیکن اُسے معلوم تھا کہ جب بازو مسلسل رکت میں آئے گا تو گرم ہو جائے گا۔ تکلیف تو بہر حال ہوتی تھی۔ لیکن مان اور مشن کے مقابلے میں اس تکلیف کی اس کی نظر میں کیا حیثیت ہو سکتی تھی۔ البتہ اب اُسے ان چٹانوں کا خیال آ رہا تھا جو اس نے نیچے گرتے وقت اپنے پیچھے سنی تھیں۔ ان چٹانوں سے یہی مطلب لیا جا سکتا تھا کہ اس کے ساتھ ٹپٹ ہو چکے ہیں۔ ادھر جو لیا اور اس کے گرد و پ کا بھی کوئی پتہ تھا۔ البتہ اُسے یہ فکر تھی کہ اگر جلد از جلد مشن مکمل نہ ہو تو پھر اس کے اٹیووں میں کسی ایک کا بھی زندہ بچ نکلنا محال تھا۔ اور شاید یہ پہلا فن تھا جس میں پوری سیکرٹ سروس سوائے تنزیہ کے مع ایک پوشیدہ بن بلکہ یقینی غارتے کے خطرے میں گھری ہوئی تھی۔ اس خیال نے اس جسم میں زیادہ حرکت پیدا کر دی اور وہ چٹانوں کو کچھ پکڑ کر اوپر چڑھنے لگا۔ لیکن باوجود کوشش کے اس کی رفتار اس کی مرضی کے مطابق نہ ہو سکی۔ کیونکہ یہ چلنے اور اوپر مناسب پکڑ کے لئے اُسے بے حد اظہار ہوتا تھا۔ لیکن بہر حال وہ لمحہ بہ لمحہ اوپر کی طرف جا رہا تھا۔ ایک دو اس کا یہ کھینچا۔ لیکن اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ چونکہ جس شے سے وہ چڑھ رہا تھا یہ وہی پہاڑی تھی جس پر وہ لگ کر کہ اس کم کے جاتا رہا تھا اس لئے اُسے اطمینان تھا کہ اب اس پل مرا طمانتہ سی لگ کر



دوبارہ کر اس نہ کرنا پڑے گا۔

اور پھر آہستہ آہستہ وہ بلند ہوتا ہوتا آخر کار وہ اس لگہ کی بلندی پر پہنچ گیا۔ لیکن یہاں سے اُسے گن کر ایک نظر نہ آ رہا تھا۔ کیونکہ پہاڑی کے اور گن کر ایک کے درمیان حامل تھی۔ البتہ اس نے مگر کہ اپنے ساتھیوں دلی جگہ کو دیکھا۔ اور پھر اس کی تیز نظر دل نے خون کے دھبہ کو چپک کر کیا۔ البتہ کوئی لاش اُسے دیاں نظر نہ آئی۔ چنانچہ اس نے یہی اندازہ لگایا کہ یا تو اس کے ساتھیوں کی لاشوں کو دیاں سے اٹھا لیا ہے۔ یا پھر وہ انہیں زخمی حالت میں اٹھا کر لے گئے ہیں۔ بہر حال وقت اس کے سامنے کشن کا مسکہ تھا۔ اس لئے وہ ان کی کوئی مدد نہ کر سکتا تھا۔ بہر طرف خاموشی چھانی ہوئی تھی۔ فارنگاہ کی آواز بھی کہیں سے سنائی دے رہی تھی۔ اس لئے عمران نے ہونٹ بھینچ لئے۔ اس خاموشی کا صفحہ وہ اچھی طرح سمجھتا تھا۔ اور پھر اس نے مر جھٹک کر اوپر چڑھنا شروع کر دیا۔ لیکن اب مشن مکمل کرنے کا جذبہ کچھ اور مضبوط ہو گیا تھا۔ اس کے خیال کے مطابق اتنی قربانیوں کے بعد بھی اگر مشن مکمل نہ ہوا تو پھر سب قربانیاں بیکار ہی جلی جائیں گی۔ اب یہ تو قدرت ہی جانتی تھی کہ کیا پوری سیکرٹ سرورس ختم ہو چکی ہے یا وہ قید میں ہیں۔ چونکہ اب راستہ موجود تھا اس لئے عمران کی رفتار میں بے حد تیزی آگئی اور تھوڑی دیر بعد وہ پہاڑی کے اوپر پہنچ گیا۔ اس نے ایک بہت چٹان کی آڈی اور گن کر ایک کو دیکھ لگا۔ گن کر ایک کا اوپر والا حصہ فوجیوں سے خالی تھا۔ جب کہ نیچے پانچ مسلح فوجی بڑے مطمئن انداز میں غور کرتے۔ پہلی کا پٹر بھی ویسے ہی کھڑا تھا۔ فوجیوں کے اطمینان کو دیکھ کر ایک

لے کے عمران کا دل ڈوب گیا۔ ظاہر ہے ان کے اطمینان کا مطلب یہ ہو سکتا تھا کہ اس مشن میں پوری سیکرٹ سرورس قربان ہو چکی ہے۔ بہر طرف چھانی ہوئی خاموشی بھی یہی کچھ بتا رہی تھی۔ لیکن ظاہر ہے ان اب اپنے ساتھیوں کے لئے یہی کچھ کہہ سکتا تھا کہ مشن مکمل کر کے عظیم انسانوں کی رگوں کو سکون پہنچانے جو اپنے ملک کی سلامتی پر ان کے کہ ہمیشہ کے لئے امر بن چکے تھے۔ اور شاید وہ خود بھی ان کے ساتھ جملے۔ اور ظاہر ہے پیچھے صرف تویری رہ جائے گا جو غصہ منی کا پٹر لئے پاکستیا کی ملکہ سرحد پر عمران کی طرف سے کاش کا انتظار مارے جائے گا۔ عمران یہی سوچتا ہوا صورت حال کو غور سے دیکھتا تھا۔ اصل مسئلہ اوپر گن کر ایک میں پہنچنا تھا جو دو سو فٹ یا اس سے بھی زیادہ مری پر تھا اور جہاں تک پہنچنا بظاہر ناممکن تھا۔ اور اسی لمحے اس کی ریس بٹنی کا پٹر پر جھم گئیں اور عمران کے بول پر مسکراہٹ دے دئی گئی۔ لی کا پٹر کے ذریعے وہ آسانی سے گن کر ایک تک پہنچ سکتا تھا۔ وہ رسی سے چٹان کے پیچھے سے نکلا اور پھر انتہائی محتاط انداز میں دوڑتا پہلی کا پٹر ملکہ پہنچ گیا۔ فوجی چونکہ اطمینان سے کھڑے آپس میں میں ٹانگ لپٹے تھے۔ اور عمران نے خود بھی احتیاط کی تھی کہ وہ غماز دے سے بڑھے کہ فوجیوں اور اس کے درمیان پہلی کا پٹر آجائے۔ لے وہ بغیر کسی کی نظروں میں آئے۔ پہلی کا پٹر ملکہ پہنچے میں کا مایاب لیا۔ پہلی کا پٹر ملکہ پہنچے کے بعد وہ چند لمحوں کے لئے دکا اور پھر بستہ سے اوپر چڑھ کر پانچ سیٹ پر بھٹکے جھکے انداز میں بیٹھ گیا۔ پہلی کا پٹر کر چٹان کے اوپر تھا جب کہ فوجی کچھ نشیب میں تھے اس لئے اس کے



دیکھ لے جلنے کا خطرہ تو نہ تھا لیکن پھر بھی وہ محتاط تھا کہ کہیں کسی اور طرف سے اُسے چپک نہ کیا جاسکتا ہو۔ پہلی کا پٹر خاصا جدید ساخت کا تھا۔ عمران نے بڑی تیزی سے اس کا کنٹرول چپک کیا اور پھر اس کا انجن آن کر دیا۔ گرگور کا ہٹ کی آواز سے اس کے ہیکلے حرکت میں آئے تو اُسے نیچے سے فوجیوں کے حیرت سے چیخنے کی آوازیں آنے لگیں۔ وہ دڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں بھی سنائی دیں۔ اور جس لمحے اُسے ایک فوجی کا چہرہ نظر آیا عمران نے ایک جھٹکے سے پہلی کا پٹر کو ادھر دیا۔ پہلی کا پٹر تیزی سے اوپر اٹھتا چلا گیا۔ وہ اُسے آہستہ تیز رفتاری سے ادھر لیتا گیا تاکہ نیچے سے ہونے والی فائرنگ سے پہلی کا پٹر ہٹ نہ ہو جائے۔ لیکن نیچے سے اس پر گولیاں نہ چلائی گئیں تو عمران سمجھ گیا کہ عام فوجیوں نے اپنے ہی پہلی کا پٹر کو ہٹ کرنے کی جرأت نہیں کی۔ وہ شاید اپنے پاس کو اطلاع دینے دوڑے ہوں گے۔

پہلی کا پٹر چند ہی لمحوں میں گن کی ایک کے پاس پہنچ گیا۔ عمران نے پہلی کا پٹر کو گن کی ایک کے بالکل ساتھ کر کے نہ صرف اُسے فضائیوں سے کہہ دیا بلکہ اس کا آؤٹریک کنٹرول چالو کر کے اُسے وہیں ٹکس کر دیا۔ اب پہلی کا پٹر دڑے کے ساتھ فضائیوں میں چلتی کھڑا تھا۔ اور عمران نے نیچے جھانک کر اس نے فوجیوں کو شین گنز سمیت ادھر کی طرف دیکھتے ہوئے پایا۔ اور کئی فوجی ادھر ادھر دوڑ رہے تھے۔ پہلی کا پٹر کے بڑے پردوں کی وجہ سے دڑے اور پہلی کا پٹر کے درمیان بہر حال کچھ نہ کچھ فاصلہ موجود تھا۔ دڑے کے اندر تین فوجیوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں ان کے علاوہ اور کوئی آدمی نہ تھا اور وہ خصوصاً گن نصب تھی

عمران نیچے موجود افراد کا جائزہ لیتا رہا۔ پھر اس نے اپنی جیبوں کو ٹٹولنا شروع کر دیا۔ شین گن وغیرہ تو پہلے ہی شیب میں گم ہو چکی تھیں۔ یہ تو اور بھی نہ تھا۔ اس کا خیال تھا کہ شاید کوئی بم جیب میں نہ گیا ہو لیکن جیبیں خالی تھیں۔ اُسی لمحے عمران کو ایک خیال آیا تو اس نے جلدی سے اپنے ایک بوٹ کے تسمے کھولے اور پھر اُسے اتار کر اس نے سائینڈ میں لگی ہوئی ایک پٹی کو چھکی سے پکڑ کر کھینچا تو یہ پٹی بوٹ کے چاروں طرف سے کھلتی گئی۔ اور اس پٹی کے علیحدہ ہوتے ہی بوٹ کا پچھلا حصہ علیحدہ ہو گیا۔ اس کے اندر ایک پستی سی چوٹی موجود تھی۔ جس کے کناروں پر سرخ رنگ کے موتی سے جڑے ہوئے تھے۔ عمران نے یہ پٹی اتار کر احتیاط سے ایک سائینڈ پر رکھی۔ اور پھر بوٹ کو دوبارہ پہن لینے پٹی کو چھپانے کے لئے خصوصی تہ لگا لگایا تھا جسے بوٹ سے علیحدہ ہونے سے روکنے کے لئے نظر نہ آنے والی پٹی چاروں طرف چپکا لی گئی تھی۔ بوٹ پہن کر عمران نے وہ سرخ موتیوں والی پٹی اٹھائی۔ اور اس کے کناروں پر لگے ہوئے سرخ موتیوں کو پچھلی طرف سے مخصوص انداز میں دیا تو موتی بلب کی طرح جل اٹھے۔ چونکہ بوٹ کے تلے میں موتی پچھلی طرف رکھے گئے تھے اس لئے کتنا بھی دباؤ ان پر پڑتا وہ کام نہ شروع کر سکتے تھے یہی وجہ تھی کہ شیب میں گرے کے بعد غم عمران پوری طاقت سے جٹان پڑھو رہا تھا۔ لیکن اس کے بوٹ کے تلے میں موجود اس پٹی پر کوئی اثر نہ ہوا تھا۔ لیکن اب انہیں دوسری طرف سے علیحدہ علیحدہ دھقے سے دبانے پر چاروں بلب جل اٹھے۔ اور عمران۔ چند لمحے ان بلبوں کو دیکھتا رہا۔ پھر یہ چاروں بلب بجھتے



نیزی سے جلنے بھنے لگ گئے۔ اور عمران نے انتہائی پھرتی سے یہ بڑی نیچے پاہیوں کی طرف پھینک دی۔ پٹی کو تقریباً دو سو فٹ گہرائی میں جانا تھا۔ اس لئے اسے دباں تک پہنچنے میں چند لمحے لگائے۔ سپاہی بھی حیرت سے اس پٹی کو دیکھنے لگے۔ عمران نے دیکھا کہ وہ ایک بڑی سی مشین کو گھسیٹ کر درے والی چٹان کے ساتھ لگا رہے تھے۔ اس مشین کے ساتھ ہی ایک چھوٹی سی سیڑھی نظر آرہی تھی جس کا دوسرا مشین کے اندر تھا۔ اور عمران سمجھ گیا کہ اس مشین کے ذریعے سیڑھی ایک لمحے میں بلند ہو کر درے تک پہنچ جائے گی۔ پٹی بھی گرتی ہوئی ٹھیک اس مشین سے جا کر ٹکرائی اور اس کے ساتھ ہی ایک ہولناک دھماکہ ہوا۔ اس قدر شدید اور ہولناک دھماکہ کہ دو سو فٹ کی بلندی پر موجود ہیلی کا پٹر بھی دھماکے کی لہروں سے ڈول گیا۔ اسی لمحے عمران نے چھلانگ لگائی اور وہ تیر کی طرح اڑتا ہوا درے کے اندر پہنچ گیا۔ چند لمحے تو وہ حیرت سے اس عجیب و غریب اور جدید ترین گن کو دیکھتا رہا۔ واقعی یہ گن انجینئرنگ کا شاہکار تھی۔ لیکن اس کے پاس اسے مزید دیکھنے کا وقت نہ تھا۔ اس نے جلدی سے جیب سے ٹائم راکٹ نکالے۔ اور اسے ایک مخصوص جگہ پر نصب کر کے اس میں پانچ منٹ کا وقت لگا دیا۔ اس راکٹ کے ٹائم سوئچ میں یہ خصوصیت تھی کہ ایک بار وقت سیٹ کرنے کے بعد اسے دوبارہ تبدیل نہ کیا جاسکتا تھا۔ اور عمران کے خیال کے مطابق ہیلی کا پٹر کے ذریعے دباں سے نکلنے کے لئے پانچ منٹ کا وقفہ بہت زیادہ تھا۔

راکٹ سیٹ کرنے کے بعد وہ نیزی سے واپس درے کی جانب

ٹھونانا کہ بھاگ کر دوبارہ ہیلی کا پٹر میں سوار ہو جائے۔ لیکن جیسے ہی وہ گھوما اس نے ہیلی کا پٹر کو ایک سخت حرکت میں آنے دیکھا اور اس کے دیکھتے ہی دیکھتے ہیلی کا پٹر انتہائی تیز رفتاری سے خود بخود اڑتا ہوا در پہاڑیوں کی طرف جلنے لگا۔ عمران اب اکیلا کھڑا حیرت سے بغیر کسی ہانکٹ کے ہیلی کا پٹر کو اڑ کر دوڑ جلتے دیکھ رہا تھا۔ اور اس کے ہونٹ پھٹ گئے۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ ہیلی کا پٹر وائرلیس کنٹرول ہے۔ اسے اس کا خیال تک نہ آیا تھا۔ اب مسئلہ نیچے جانے کا تھا۔ دو سو فٹ کی بلندی سے نیچے کودنا ہی موت کو دعوت دینے کے برابر تھا اور پھر نیچے لازماً مایع فوجی وجود تھے جو اس کے جسم کو فضا میں ہی گویاں سے ہٹ کر سکتے تھے۔ اور اس کے ساتھ ہی ایک اور خیال زہریلے سانپ کی طرح اس کے ذہن میں رینگ گیا اور اس کی آنکھیں پھیلنے لگیں۔ ٹائم راکٹ کا بلاسٹنگ وقت نکلس ہو چکا تھا۔ اس نے بہر حال پانچ منٹ کے بعد بلاسٹ ہو جانا تھا۔ اور عمران جانتا تھا کہ اس کے بلاسٹ ہونے کے بعد گن تو ایک طرف۔ اس پورے درے کے رہنے ہو جانے میں۔ ٹائم راکٹ کو اب وہ اس کی جگہ سے اکٹھا نہیں نہ سکتا تھا۔ کیونکہ ایک بار اس کا ٹائم سوچ آن ہونے کے بعد اگر اسے حرکت دی جائے تو پھر ٹائم کی گنت ٹیو ہو جاتا تھا اور راکٹ بلاسٹ ہو جاتا تھا۔ اب عمران کی موت یقینی ہو گئی تھی۔ وہ موت کے قصار میں ٹیو طرح پھنس گیا تھا۔ وقت تیزی سے گزر رہا تھا۔ اور ہر طرف موجود بھٹی موت کا دائرہ تیزی سے تنگ ہوتا جا رہا تھا اور وہ درے کے قریب تھا کہ ابھی ٹائم راکٹ کو دیکھتا اور کبھی باہر فضا میں۔ جہاں ہیلی کا پٹر کچھ دور پہاڑیوں میں لینڈنگ کر رہا تھا۔ اور



پھر اس کی نظریں اپنی کلائی میں موجود گھڑی پر پڑیں۔ جس کی سیکنڈ والی سوئی  
یقینی موت کی طرف اپنا چکر پورا کر رہی تھی۔

"لو بھئی عمران — آج بہر حال وہ وقت آہی گیا جس وقت سے نہ  
ہر مار بچ نکلتے تھے۔" — عمران ایک طویل سانس لیتے ہوئے بڑبڑایا۔  
موت کو اس قدر قریب اور یقینی جان لینے کے باوجود اس کے چہرے  
پر گھبراہٹ کے آثار نمایاں نہ ہوئے تھے۔ وہ مطمئن تھا کہ وہ اپنے وطن  
کی سلامتی کے لئے اپنی جان دے رہا ہے۔ اب کم از کم وہ اپنے  
ساتھیوں سے پیچھے نہ رہے گا جو اس کے خیال کے مطابق پہلے ہی اپنی  
جائیں ملک پر قربان کر چکے تھے۔ وقت کو جیسے پر لگ گئے تھے۔ اور

عمران خاموش کھڑا ٹائم راکٹ کو دیکھ رہا تھا۔ اور ظاہر ہے اس  
کے علاوہ وہ اور کچھ کر بھی نہ سکتا تھا۔ اور سیکنڈوں والی سوئی آخری پیم  
پورا کر رہی تھی۔ صرف چند لمحے باقی رہ گئے تھے۔ صرف چند لمحے اور  
کے بعد۔ اس کے بعد کچھ بھی باقی نہ بچتا تھا۔ نہ گن۔ نہ درہ نہ عمران۔

چو کی کے بڑے ہال مناکم کے میں اس دقت پاکیشیا کی  
پوری سیکرٹ سروس موجود تھی۔ کھانی کو ہوش آچکا تھا۔ لیکن وہ ابھی بھی  
اٹھ کر بیٹھنے کے قابل نہ تھا۔ چو بان بھی ہوش میں تھا لیکن وہ چل نہ سکتا  
تھا۔ جب کہ کمپین تشکیل اور ٹائیگر دونوں بے ہوش تھے۔ ان کے جہوں  
میں کئی جگہ گولیوں کے سوراخ ہو چکے تھے۔ جب کہ خاور ناٹران کی طرح  
معمولی زخمی تھا۔ عمران کا نشیب میں گرنے کے بعد کچھ پتہ نہ تھا۔  
صدیقی نے انہیں بتایا تھا کہ عمران تپتی گریز سے گزرتے ہوئے گولی کھا  
کر ہزاروں فٹ کی گہرائی میں گر اٹھا اور پھر اس کا کچھ پتہ نہ چلا تھا اور عمران  
سے اس طرح گرنے پر ہوش میں آکر ٹائیگر اور کمپین تشکیل یک لخت  
دونوں مرجس سے باہر نکلے اور فائرنگ کی زد میں آ گئے تھے۔ سر رابرٹ  
کوہیں چو کی میں آکر ہوش آیا تھا۔ ان کی کہانی بھی کچھ زیادہ مختلف  
نہ تھی۔ ناٹران نے ایک غاریں لے جا کر چو بان کا آپریشن کیا اور اس کی



انہی لمحے دتے نما دما دتے میں سے دو افراد اند داخل ہوئے۔ دونوں ای یونین فلام میں تھے۔ اور ایک تو وہ ابھی طرح بیچا تے تھے۔ وہ کرنل سنڈاری فٹاٹری انٹیلی جنس کا چھت جس کے پنجے سے وہ فرار ہو کر یہاں تک پہنچے تھے۔ جب کہ دوسرا اس کا کوئی ماتحت ہوگا۔

گمگد کی پیش کش۔ ماہتمباری کا رگڑاری واقعی قابل شک سب سے ہم نے اہدہ میں سے صرف ایک آدمی کو ختم کر کے باقی گیارہ کو زندہ گرفتار کر لیا ہے۔ اور وہ شاید وہی آدمی ہے۔ جس نے دہان ساری وحدت حال بدلی تھی۔ اور جس کی وجہ سے مجھے شرمندگی اٹھانی پڑی تھی۔ کرنل سنڈاری نے ان سب کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس کی نظریں سر رابرٹ پر آئیں جو سر جھکائے خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔

”ہوں۔ سر رابرٹ۔ تم نے مجھے جو دھوکہ دیا ہے اُسے میں تمام لڑو دیکھوں گا۔“ کرنل سنڈاری کا لہجہ یک سخت تلخ ہو گیا۔

”میں نے دھوکہ دیا ہے۔ تمہیں یہ بات کہتے ہوئے شرم آئی چاہیے کرنل سنڈاری۔ میں نے تمہارے ملک کے فائدے کے لئے سب کیا۔ اور یہ تم تھے کہ جب مجھ پر شک کیا گیا تو تم خاموش رہے۔ لاکھ لاکھ تم اچھی طرح جانتے تھے کہ میں کون ہوں۔ اگر میں ان کا ساتھی ہوتا تو پہلی بات تو یہ کہ انہیں کیا ضرورت پڑی تھی کہ مجھے قتل کر کے میری جگہ پنا آدمی لے آتے۔ میری دہان بذات خود موجودگی ان سب کو شبہ سے بالاتر کر دیتی۔ اور دوسری بات یہ کہ اگر میں ان کا ساتھی ہوتا تو مجھے لیا یا گل کتے نے کاٹا تھا کہ میں سیدھا تمہارے پاس آتا۔ اور پھر انہیں گرفتار کر آتا۔“ سر رابرٹ نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

گوئی خجری کی مدد سے باہر نکال کر اس نے لباس بچاڑ پھاڑ کر پٹیاں بنائیں اور اس کی مینڈریج میں مصروف ہو گیا۔ جب کہ سر رابرٹ صورت حال کا اندازہ کرنے کے لئے غار سے باہر نکلے ہی تھے کہ ان کے سر پر کسی پتھر سے ضرب لگائی گئی۔۔۔ اور ان کے گرد ہی فوجی حملہ کر کے غار میں گھس آئے اور ٹائمران کو اتنی فرصت ہی نہ دی گئی کہ وہ شین گن کو اٹھا سکتا تھا۔ اس طرح وہ سب گرفتار ہو کر یہاں پہنچ گئے۔ ننہانی۔ کیپٹن شکیل اور ٹائمر فرس پر پڑے ہوئے تھے۔ جب کہ جولیا۔ صفد۔ بلیک زبرد۔ نارٹس۔ غادر۔ صدر لقی اور سر رابرٹ ہال میں موجود بچوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے ماتھے ان کی پشت پر کر کے باندھ دیے گئے تھے۔ اور ان کی پشت کی جوت بھی مسلح فوجی موجود تھے اور سامنے بھی۔ ساتھ ہی جو بان بھی زخمی حالت میں بیٹھا ہوا تھا۔ ان سب کے چہرے ہلکے ہوئے تھے۔

”کیا ہماری اس حالت کا ہمارے پاس کو علم نہ ہوگا۔“ غادر نے آہستہ سے قریب بیٹھی جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہونا تو چاہیے۔ لیکن میرے خیال میں اس بار ایسا نہیں ہو رہا۔“ جولیا نے دانت پیچھے ہونے کہا۔

اور غادر کے ساتھ بیٹھا ہوا بلیک زبرد نے ہسی سے ہونٹ بیچھ کر کہا۔ اب وہ ان لوگوں کو کیا بتاتا کہ ان کے پاس کسی کمپوزی طرح جو تر ہے۔ لیکن اس بار وہ خود ان کے ساتھ ہی ہے اس ہوا بیٹھا ہے۔ اور اصل پاس کی لاش شاید گہرائی میں ٹوٹی پھوٹی حالت میں پڑی ہوگی۔ چند لمحوں بعد کمرے میں موجود فوجی ایک لخت المٹ ہو گئے۔ اور ان کے اس طرح المٹ ہونے پر جولیا اور اس کے سامنے ساتھی ایک لخت چونک پڑے۔



جانتے ہو کہ میرا کام سائنسی ریسرچ ہے۔ میرا ان سیکرٹ ایجنٹوں سے  
 کیا تعلق رابطہ ہو سکتا ہے۔" سر رابرٹ نے تیز تیز لہجے میں کہا۔  
 "لیکن تم نے کہا تھا کہ تم اس علی عمران کو جانتے ہو۔" کرنل سنڈائی  
 نے کہا۔ اب اس کے لہجے میں ایسا تاثر تھا کہ جیسے وہ سر رابرٹ کی  
 گہائی پر یقین کر چکا ہو۔ اور شاید یہ یقین اُسے شاگل دشمنی کی بنا پر آگیا تھا۔  
 اب تک شاگل ہی الزام لگا رہا تھا کہ سر رابرٹ کی وجہ سے سچویشن بدلی  
 ہے۔ اب اگر واقعی سر رابرٹ کا اس میں کوئی تصور نہیں تو اس کا  
 مطلب یہی ہو سکتا تھا کہ شاگل نے اپنی کوتاہی پر پردہ ڈالنے کے لئے  
 سر رابرٹ کا نام استعمال کیا ہے۔

"ہاں میں اُسے جانتا ہوں۔ لیکن اس حوالے سے نہیں وہ آکسفورڈ  
 میں جب سائنس پر ڈاکٹریٹ کر رہا تھا اس وقت سے جانتا ہوں۔ وہ  
 انتہائی ذہین سائنسدان تھا۔ اس کے بعد بھی اکثر سائنسی کانفرنسوں  
 میں اس سے ملاقات ہوتی رہتی تھی۔" سر رابرٹ نے کہا۔  
 "اگر آپ کا میک اپ چیک کیا جائے تو آپ کو کوئی اعتراض تو نہ  
 ہوگا۔" کرنل سنڈائی نے کہا۔

"اعتراض کیسا۔ تم ایک بار نہیں۔ ایک لاکھ بار چیک کر لو۔"  
 سر رابرٹ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔  
 "مجھے یقین آگیا۔ سر رابرٹ میں شرمندہ ہوں۔ کہ آپ کو اس قدر  
 تکلیف اٹھانی پڑی۔ کیپٹن شہزادہ ان کے ہاتھ کھول دو۔ یہ ہمارے  
 معزز جہان ہیں۔ بس غلط فہمی اور چیٹ شاگل کی حماقت کی وجہ سے  
 یہ سب کچھ ہوا ہے۔" کرنل سنڈائی نے کہا۔ اور شہزادے

"تو پھر تم نے شاگل پر حملہ کر کے انہیں سچویشن بدلنے کا موقع کیوں دیا  
 اور پھر تم باقاعدہ ان کے ساتھ ہم میں بھی شامل رہے۔" کرنل سنڈائی  
 نے ہونٹ پیچھتے ہوئے کہا۔ اس بار اس کا لہجہ قدرے نرم تھا۔

"میں نے شاگل پر حملہ کیا تھا۔ مجھے کیا ضرورت پڑی تھی اس پر حملہ  
 کرنے کی۔ اگر اس نے تمہیں کہا ہے تو کوا اس کی ہے۔ اس پر حملہ تو  
 علی عمران نے کیا تھا وہ اٹھ کر اس کے قریب آیا تو شاگل اس پر ٹوٹ پڑ  
 میں تو صرف اُسے سمجھانے کے لئے قریب آیا تو اس نے مجھے ضرب لگا  
 فرخش پر دھکیل دیا۔ اس عمران نے باغی گدول کی طرح اپنے پشت  
 پر بندھے ہوئے ہاتھ آگے کر کے ریوا اور شاگل کے ہاتھ سے چھین لیا۔  
 ادھر اُسے حکمران کر دوڑ بھینک دیا۔ میں اٹھ کر اس عمران سے ریوا لہجہ چھیننے  
 کی کوشش کرنے ہی لگا تھا کہ تم دردناکے میں آئے۔ ادھر عمران نے  
 مجھے دھکیل کر تم پر فائر کیا۔ لیکن تم اور شاگل نکل گئے۔ جب کہ میں  
 اس کے قابو آگیا۔ اور پھر میں نے اپنی جان کے خون سے اس کے  
 کلب پتھکھوڑی کھول دی۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ تمہارے سامنے  
 ہے۔ وہ مجھے اسلحے کے زور پر ساتھ لے آئے۔ اور چونکہ تم خود بھی  
 میرے دشمن ہو چکے تھے اس لئے مجبوراً مجھے ان کے ساتھ رہنا پڑا۔  
 دیئے تم اپنے آدمیوں سے بوجھ سکتے ہو کہ میں نے انہیں کیا کہا ہے  
 میں تو غار سے ان لوگوں سے آگے بھاگ سکا کہ نکل رہا تھا کہ تمہارے آدمیوں  
 کو ان کی دماغی موجودگی کی خبر دلوں کہ پیچھا کر مجھے بے ہوش کر دیں  
 اور پھر مجھے یہاں ہوش آیا۔ اور اب تم مجھے کہہ رہے ہو کہ جو  
 نے تمہیں دھوکا دیا ہے۔ اور میں ان کا ساتھی ہوں۔ تم مجھے اچھی طرح



سے زدن نڈوں کی آدائیں نکلنے لگیں۔ اور پھر کیپٹن شرمہ اور کرنل سنڈاری دوڑتے ہوئے کمرے سے باہر کی طرف پلکے گئی کہ یکایک ہی کا سن کر وہ دونوں ہی تجاس بانٹے ہوئے تھے۔

”جلدی کو دگن کر یکایک کے پاس پہنچو۔ اسے سچا نا انتہائی ضروری ہے۔“ کیپٹن شرمہ نے باہر نکلتے ہوئے چیخ کر اپنے فوجیوں کو کہا۔ اڈیکیشن شرمہ کی گھبراہٹ دیکھ کر وہ سب بھی دوڑتے ہوئے رستے سے باہر کو نکل گئے۔ ان کے باہر چلتے ہی سر رابرٹ نے اسی سے آگے بڑھ کر صفہ کے ماتھ کھولے اور پھر وہ بھی باہر کی طرف نکلتے گئے۔

صفہ نے اپنے ماتھ آزاد ہوتے ہی انتہائی تیزی سے اپنے باقی اہلیوں کے ماتھ کھول دیئے۔ اور پھر اس کی نظریں ایک شیٹنگ گن پر جم گئیں جو دروازے کے ساتھ رکھی ہوئی تھی۔ شاید کوئی فوجی جلدی ان سے بھول گیا تھا یا پھر یہ پہلے سے دھاں رکھی ہوئی تھی۔

”تم لوگ یہیں رہو میں باہر جا رہا ہوں۔“ صفہ نے کہا۔ درشتین گن اٹھائے باہر نکل گیا۔ اور چند لمحوں بعد وہ واپس آیا۔

”جلدی کو یہاں سے نکلو۔ سب فوجی بوکھلاہٹ میں باہر گن کر یکایک طرف دوڑ رہے ہیں۔ پیچھے راستہ ہے۔ اسلحہ بھی موجود ہے جلدی رو۔“ صفہ نے چیخ کر کہا۔

اور صفہ کے کہنے پر باقی ساتھیوں نے فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ساتھ چوہان کو بھی اٹھا کر کاٹھے پر لا دیا۔ اور پھر وہ تیزی سے اس کمرے سے باہر آ گئے۔ واقعی چوکی

ایک فوجی کو شاید کیا جو سر رابرٹ کی پشت پر کھڑا تھا۔ اس نے جلدی سے آگے بڑھ کر ان کے ماتھ بندشوں سے آزاد کر دیئے۔ اور سر رابرٹ حیل سانس لیتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اسی لمحے ایک فوجی بھاگتا ہوا اندر آیا۔

”سر۔ غضب ہو گیا۔ ایک مجرم آپ کا جہلی کا پز لے کر گن کر یکایک میں داخل ہو گیا ہے۔ اس نے ہم مادر کی نیچے موجود دس فوجیوں اور سرحدی والی مشین کو تباہ کر دیا ہے۔“ فوجی نے انتہائی پریشان کن لہجے میں کہا۔

”ادہ۔“ یہ علی عمران ہو گا۔ اس نے نکلنے سے پہلے ٹائم راکٹ لگاتا سے نکال لیا تھا۔“ سر رابرٹ نے تیز لہجے میں کہا۔

اور ٹائم راکٹ کا سننے ہی کرنل سنڈاری اور کیپٹن شرمہ دونوں کا رنگ یک لخت زرد ہو گیا۔

”مم۔ مم۔“ نگرہ تو نشیب میں گر گیا تھا۔“ کرنل سنڈاری نے انتہائی گھبراہٹ بھرے لہجے میں جھکاتے ہوئے کہا۔

”سر۔ وہ جہلی کا میٹر دے کے ساتھ معلق کھڑا ہے۔ سر۔ اگر آپ اجازت دیں تو اسے جھٹ کر دیا جائے۔ اس کے بعد اس آدمی کو جھٹ کرنے کے لئے ہم کمندوں کے ذریعے اوپر جا سکتے ہیں“ آنے والے فوجی نے تیز لہجے میں کہا۔

”ادہ۔ ادہ۔ وہ تو دائرہ لیں کنٹرول ہے۔“ کرنل سنڈاری نے تیزی سے کہا۔ اور پھر اس نے جلدی سے جیب میں ماتھ ڈالا اور ایک چھوٹا سا آلہ نکال کر اس نے اس پر لگا ہوا ایک بیٹن دبا کر سوچ کر کھینچا۔



خالی پڑی تھی۔ دوسرے کمرے میں ایک طرف اسٹلے کے ڈھیر تھے۔ انہوں نے شیٹیں گئیں اٹھائیں اور پھر صفدر کی رہنمائی میں وہ آنے کی طرف چلے گئے۔ ایک چھوٹا سا سرنگ کے دبانے بتا دیا۔ اس میں سے باہر نکل کر پہاڑی کے نشیب میں اترتے گئے۔ اور پھر ایک غار میں پہنچ گئے۔ غار دفاعی لحاظ سے خاصی محفوظ تھی۔ انہوں نے پہلی کا پتھر فضا میں کمرچوکی سے ذرا فاصلے پر نیچے زمین پر اترتے ہوئے دیکھا۔ ہمیں اس پہلی کا پتھر قبضہ کرنا ہے۔ بلیک زیرو نے تیز لہجے میں کہا۔

اور پھر چوہلیا کی ہدایت پر صفدر، صدیقی اور بلیک زیرو تینوں تیر سے دوڑ کاٹ کر بھاگتے ہوئے اس طرف بڑھے جہر پہلی کا پتھر ایک چٹان پر اتر رہا تھا۔ ان تینوں کے ہاتھوں میں شیٹیں گئیں تھیں۔ وہ چونکہ نشیب میں تھے۔ اس لئے دوسری طرف موجود فوجی انہیں نہ دیکھ سکتے تھے۔

”ہمیں پہلی کا پتھر لے جا کر عمران کو اس درے سے نکالنا ہے۔ صدیقی کو دے۔“ بلیک زیرو نے تیز لہجے میں کہا۔ اور وہ انتہائی تیز رفتاری

اور پوری قوت سے دوڑتے ہوئے چڑھائی چڑھنے لگے۔ پہلی کا پتھر ایک چٹان پر ٹک چکا تھا۔ اس کے پر اُسی طرح تیز رفتاری سے گھوم رہے تھے۔ چونکہ نشیب میں وہ تینوں موجود تھے پہلی کا پتھر عین اس نشیب کے اوپر تھا۔ چند ہی لمحوں میں وہ تینوں ہی پہلی کا پتھر کے قریب پہنچ گئے۔ اس وقت وہ انتہائی خطرناک صورت حال سے دوچار تھے

”نہیں۔ انہیں مت پھینکنا۔ وہ نیچے سے پر بچائیں۔ اور اگر وہاں بوجھنے کی۔“ بلیک زیرو نے چپختے ہوئے اسے طرزی اور اتر فوجی اور ان دونوں کے درمیان پہلی کا پتھر نہیں ہی نہیں رکھنا دے دیتا

اور اسی غصت سے وہ تینوں ہی نشیب میں واپس اڑھا سکتے تھے۔ صدیقی نے ہی وہ پہلی کا پتھر کے قریب پہنچے۔ پہلی کا پتھر ایک جھٹکے سے فضا میں بلند ہوا۔ اور اسی لمحے ان تینوں نے اپنی جان کی پروا نہ کرتے ہوئے چٹان سے اٹھتے ہوئے پہلی کا پتھر پر جم پڑا۔ اور پھر ان دونوں کے ہاتھ پہلی کا پتھر کے شیڈنگ پیڈز پر پڑے اور وہ تینوں بھی اس سے ٹکے ہوئے بلند ہوتے گئے۔ شیٹیں گئیں ان کے ہاتھوں سے نکل گئی تھیں۔ صرف چند لمحے وہ شیڈنگ پیڈز سے ٹکے رہے۔ پھر انتہائی پھرتی سے صفدر بائٹ سیٹ کی طرف اور صدیقی اور بلیک زیرو پچھلی کھلی کھڑکی تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔

”اسے تم۔“ اچانک پہلی کا پتھر کے اندر سے کرنل سنڈاری اور کیپٹن شرما کے چہرے کی آوازیں سنائی دیں۔ لیکن صفدر نے پوری قوت سے پائٹ سیٹ پر بیٹھے ہوئے کرنل سنڈاری کو ٹکر ماری۔ اور کرنل سنڈاری چیخا۔ اور لمحہ سیٹ پر گرا۔ اُسی لمحے صدیقی اور بلیک زیرو دونوں نے کیپٹن شرما اور کرنل سنڈاری کو بھاپ لیا۔ جب کہ صفدر نے انتہائی پھرتی سے پائٹ سیٹ پر قبضہ کر کے پہلی کا پتھر کو ہنبھال لیا۔

”بھینک دو نیچے بھینک دو۔“ صفدر نے بیانیہ کھنکھارے اور بچالے جلتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ انہیں مت پھینکنا۔ وہ نیچے سے پر بچائیں۔ اور اگر وہاں بوجھنے کی۔“ بلیک زیرو نے چپختے ہوئے اسے طرزی اور اتر فوجی اور ان دونوں کے درمیان پہلی کا پتھر نہیں ہی نہیں رکھنا دے دیتا



شروع ہو گئی۔ اسی لمحے فائز ہوا اور اس کے ساتھ ہی چنچ بلند ہوئی۔ یہ تیزی سے گھوما۔ لیکن پھر اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار دئے۔ چنچ کیپٹن شرمہ کی تھی۔ اس نے سجانے کس لمحے ریو اور نکال دیا۔ صیدیتی پر فائز کو ناچا یا تھا۔ مگر صیدیتی نے تیزی سے ہاتھ مار کر عین آخری لمحے ریو اور کا رخ بدل دیا تھا۔ اور اس طرح گولی بجائے صید کے سینے میں گھسنے کے کیپٹن شرمہ کے اپنے سینے میں گھس گئی تھی اور وہ چنچ مار کر نیچے گر اٹھا۔ جب کہ بلیک زیمو نے کرنل سنڈہ کو بڑی مہارت سے خزش پر لٹا کر آقا بومیں کر لیا تھا۔ کیپٹن شرمہ چند لمحے تڑپنے کے بعد ختم ہو گیا۔ گولی اس کے دل میں گھس گئی تھی۔ صیدیتی نے جلدی سے کیپٹن شرمہ کے ہاتھ سے بھگنے والے ریو اور پر قبضہ کیا۔ اور آگے بڑھ کر ریو اور کی نال کرنل سنڈہ کی گردن سے لگا دی۔

”مجھے مت مارو مجھے مت مارو“ کرنل سنڈہی نے ریو اور کی نال گردن سے لگتے ہی چیختے ہوئے کہا۔  
”اگر یہ غلط حرکت کرے تو گولی مار دینا“ بلیک زیمو نے چنچ کو کہا۔ اور کرنل سنڈہی کو چھوڑ کر کھڑا ہو گیا۔

اور پوری فوج انتہائی تیز رفتاری سے ہیلی کاپٹر کو دسے کی طرف اڑنے پٹان پر دمک چکا ٹھنی طرف سے تودہ عمران کو بچانے کے لئے جاتے رہے تھے۔ چونکہ بس ان کا معلوم کہ وہ عمران کو بچانا تو ایک طرف خود نشیب کے ادب تھا۔ اس کے منہ میں جا رہے ہیں۔ ظاہر ہے دسے پہنچ گئے۔ اس وجہ کے قریب موجود ہیلی کاپٹر کی تباہی بھی یقینی تھی۔

”یوں سر شاگل بول رہا ہوں جناب۔ گن کریمیک انتہائی خطرے میں ہے جناب۔ کرنل سنڈہی اور اس کے ساتھیوں کی طرف سے کوئی جواب نہیں مل رہا جناب۔ میرا اندازہ ہے کہ وہ مٹ ہو چکے ہیں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس پر ان لوگوں کا قابو پانا ناممکن ہے جناب۔ ان سے صرف میں ہی نمٹ سکتا ہوں جناب۔“ شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے چیف شاگل۔ ایسی صورت حال میں کوئی ریسک نہیں لیا جاسکتا۔ آپ فوج اپنے ساتھیوں سمیت دہلی پہنچیں۔ اور جیسی بھی صورتحال ہو اُسے کنٹرول کریں۔ گن کریمیک کی تباہی کا فرسٹان کرنے لئے ناقابل برداشت ہو گئی۔ اس لئے اُسے ہر قیمت پر بچائیں۔ اور اگر وہاں آپ کو ضرورت پیش آئے تو آپ میرے حوالے سے طرزی اور آئروڈس کی جس قدر نفری چاہیں منگو سکتے ہیں۔ میں انہیں ریڈ کال دے دیتا



بن کامیاب ہو جاتا ہے اور کرنل سنڈادی کو شکست دے کر عمران  
 ورا اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ تب  
 لاہر رہے سادی باتیں اس کے حق میں بنی جاتی تھیں۔ دلیسے وہ دل  
 ی دل میں یہ فیصلہ بھی کر چکا تھا کہ اگر کرنل سنڈادی اس کے پہنچنے  
 سے پہلے کامیاب بھی ہو گیا ہو گا تب بھی وہ کسی پہلے کم از کم کرنل  
 سنڈادی کا خاتمہ تو ضرور ہی کر دے گا۔ رسیور کریڈٹل پر  
 بیٹھتے ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے دوڑتا ہوا باہر کو پلٹا اور پھر سیدھا  
 اگے کھڑے ہوئے جیسی کا پٹر کی طرف دوڑنے لگا۔

”جلدی کر دیٹھو۔ جلدی۔ ہمیں فوراً دہہ کرنا پڑتا ہے۔“  
 ناگل نے جرج کو جیسی کا پٹروں کے ساتھ کھڑے اپنے مائخوٹوں سے کہا  
 وہ سب انتہائی تیز رفتاری سے جیسی کا پٹروں میں سوار ہونے لگے  
 ناگل بھی اچھل کر ایک جیسی کا پٹر پر بیٹھ گیا۔ دہہ پائلٹ سے ملحقہ سیٹ  
 بیٹھا تھا۔ چند لمحوں بعد جیسی کا پٹر فضا میں بلند ہو گئے۔ سیٹ کے  
 ماتھے بہت سے ٹھکی ہوئی طاقتور دور بین شاگل نے اتادی اور اُسے  
 آنکھوں سے نگاہ کیا۔

”سہہ ابھی تو دہہ بکر مادیو ہے۔“ پائلٹ نے مسکراتے  
 ہوئے شاگل کو آنکھوں سے دور بین نکلتے دیکھ کر کہا۔

”پوشٹ اپ نائنس۔ جلدی کر۔“ جیسی کا پٹر اور دیکھ رہا ہوں  
 ناگل سخت متلنے کے لئے پائلٹ پر۔ چڑھ دوڑا اور پائلٹ نے  
 نانت بیٹھنے لے۔ شاگل سے حماقت تو ہوئی تھی لیکن اب وہ اپنی حماقت  
 نوچھپانے کے لئے خواہ مخواہ دور بین آنکھوں سے لگائے بیٹھے۔

ہوں۔ دوسری طرف سے ڈیفنس منسٹر نے گھبرائے ہوئے لہجے  
 میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور شاگل نے شکر یہ کہہ کر رسیور کریڈٹل  
 پر پہنچا اور باہر کی طرف دوڑ پڑا۔ وہ عمران اداس کے ساتھیوں سے  
 دو دو ہاتھ کرنے کے لئے سخت بے چین تھا۔ اور اُسے یقین تھا۔  
 کہ کرنل سنڈادی عمران اداس کے ساتھیوں پر کسی صورت میں قابو  
 نہ پاسکے گا۔ کیونکہ وہ عمران اداس کے ساتھیوں کی صلاحیتوں کو اچھی  
 طرح جانتا تھا۔ اور دوسری بات یہ کہ وہ اس مشن کا کریڈٹل بہر حال  
 خود لینا چاہتا تھا۔ کرنل سنڈادی کو شکست اسی طرح دی جاسکتی تھی۔  
 لیکن پرائم منسٹر نے اُسے منع کر دیا تھا۔ اس لئے وہ بے بس تھا۔ گو  
 اس نے اپنے طور پر دہاں پہنچنے کی تیاری کر لی تھی۔ سیکرٹ سروس  
 کے دو مخفیہ جیسی کا پٹر اس وقت تیار کھڑے تھے۔ سیکرٹ سروس  
 کے مخصوص ایکشن شعبے کے میں مسلح افراد ان جیسی کا پٹروں کے ساتھ  
 کھڑے تھے۔ لیکن ظاہر ہے پرائم منسٹر کے منع کرنے کے بعد  
 وہ دہاں نہ جاسکتے تھے۔ اسی دوران شاگل کو ڈیفنس منسٹر کا خیال آ گیا  
 چنانچہ اس نے ڈیفنس منسٹر سے رابطہ قائم کیا۔ اور چند لمحوں کی گفتگو  
 کے بعد وہ ان سے اجازت لینے میں کامیاب ہو گیا۔ گو اس کے  
 لئے اُسے تھوڑا سا جھوٹ بولنا پڑا تھا کہ کرنل سنڈادی کی طرف سے  
 کوئی جواب نہیں مل رہا ہے۔ جب کہ اس نے اُسے کال بھی نہ کیا تھا  
 اور ظاہر ہے وہ کال کر کے کہتا ہی کیا۔ کرنل سنڈادی جیسا خود دوسر  
 آدمی کچھ بھی ہوتا اُسے اپنے مشن میں مداخلت کبھی نہ کرنے دیتا۔ اب  
 اجازت ملنے کے بعد جو بھی ہوتا وہ بعد کی بات تھی۔ اور اگر وہ سن



دیکھ رہا تھا۔

”سہ۔ اگر عمران وغیرہ نے وہاں فوجیوں کو مارا کہ ان کی وردیاں پہن لی ہوں تب۔۔۔ پیچھے دیکھتے ہوئے اس کے اسٹنٹ نے موڑنا نہ بچے میں کہا۔

”تو ہم فوجیوں کا قتل عام کر دیں گے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو مارنے کے لئے میں پورے کافرستان کی فوج کی قربانی دے سکتا ہوں۔“ شاگل نے غصے سے انذار میں کہا۔

اور اسٹنٹ کے ساتھ ساتھ باقی ساتھی بھی حیرت سے کندھے اچکا کر رہ گئے۔ ان کی معنی خیز نظریں تباہی پھیلنے کے وہ اپنے لباس پر پاگل سمجھ رہے ہیں۔ اور ظاہر ہے شاگل نے عقلمندی کی بات تو بہر حال نہ کی تھی۔ لیکن وہ شاگل کی عادت جانتے تھے کہ اگر انہوں نے کوئی تبصرہ کیا تو وہ یہیں ہیلی کاپٹر میں ہی انہیں گولی مارنے سے دریغ نہ کرے گا۔

ہیلی کاپٹر انتہائی تیز رفتاری سے درہ بکرا مکی طرف اڑے پے جا رہے تھے۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ درہ بکرا پر پہنچ گئے۔ اور پھر شاگل کو دور سے فضا میں ایک فوجی ہیلی کاپٹر اڑتا ہوا نظر آیا۔

”یہ کرنل شندادی کا ہیلی کاپٹر ہے۔ اس کے قریب لے چو۔ دونوں ہیلی کاپٹر۔ اس سے پہلے صورت حال کا تو پتہ کریں نیچے تو بہر طرف خاموشی نظر آ رہی ہے۔“ شاگل نے فضا میں اڑتے ہوئے فوجی ہیلی کاپٹر کو دیکھتے ہی کہا۔ اور ہیلی کاپٹروں کے پائلٹوں نے ہیلی کاپٹروں کا رخ اس فوجی ہیلی کاپٹر کی طرف موڑ دیا۔

”اے اے یہ فوجی کیوں بے تحاشہ دوڑ رہے ہیں۔ اسے اسے سربراہٹ بھی دوڑ رہا ہے ان فوجیوں کے ساتھ۔ حیرت ہے، جلد ہی کرو۔“ شاگل نے طاقتور دور میں سے نیچے دیکھتے ہوئے چیخ کر کہا۔ اس کے بچھیں بے پناہ حیرت تھی۔ یقیناً یہ حیرت سربراہٹ کو فوجیوں کے ساتھ دوڑتے ہوئے دیکھ کر ہوئی تھی۔ اور دونوں ہیلی کاپٹر انتہائی تیز رفتاری سے فضا میں اڑتے ہوئے فوجی ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھنے لگے۔ اور چند ہی لمحوں میں دونوں ہیلی کاپٹر فوجی ہیلی کاپٹر کے دونوں اطراف میں پہنچ گئے۔ اور پھر شاگل کی حیرت نہہیچ ہیلی کاپٹر میں گونج اٹھی۔



سے ہلکے کی آواز داغی طو پر سنائی دے رہی تھی۔ جس سے ظاہر تھا۔ کہ ٹائم سوچ کا کم کر رہا ہے۔ لیکن پھر راکٹ بلاسٹ کیوں نہیں ہوا وہ ٹائم سوچ پر گئے ہوئے چھوٹے سے ڈائل پر جھبک گیا۔ اور دوسرے لمحے اس کی آنکھوں میں شدید حیرت ابھرتی۔ اور اس نے ایک طویل سانس لیا۔ ٹائم سوچ جسے اس نے پانچ منٹ کے وقفے پر سیٹ کیا تھا۔ اب بتا رہا تھا کہ یہ سوچ پچاس منٹ کے وقفے پر سیٹ ہے۔ یعنی اب پینتالیس منٹ مزید ہم کے بلاسٹ ہونے میں رہتے ہیں۔

اُسے اچھی طرح یاد تھا کہ اس نے پانچ منٹ کا وقت سیٹ کیا تھا۔ پھر یہ پانچ منٹ پچاس منٹ میں کیسے تبدیل ہو گئے۔ کیا ٹائم سوچ کا بلاسٹنگ وقفہ خود بخود آگے بڑھ گیا ہے۔ وہ غور سے ٹائم سوچ کو دیکھ رہا تھا۔ اور دوسرے لمحے اصل بات اس کی سمجھ میں آگئی۔ یہ ہندسوں کا ٹھیل تھا جس نے یہ وقفہ بڑھا دیا تھا۔ ٹائم سوچ پر اعشاریہ ہندسوں کا ٹھیل سے خیال ہی نہ رہا تھا۔ اور اس اعشاریہ ہندسوں کی وجہ سے یہ سارا چکر چلا تھا۔ بہر حال قدرت نے اُس کی زندگی کا وقفہ بڑھا دیا آگے بڑھا دیا تھا۔ اب اس وقت کو دوبارہ سیٹ نہ کیا جاسکتا تھا۔ اس لئے اب بہر حال ٹائم راکٹ نے پینتالیس منٹ کے بعد ہی بلاسٹ ہونا تھا۔ عمران ٹھکڑا۔ اند اُسی لمحے وہ مری طرح اچھل پڑا۔ اس نے دور چٹان سے بلند ہوتے ہوئے پہلی کاپٹر کو دیکھا۔ جس کے سینڈنگ پیڈز سے پتہ افراد لگے ہوئے تھے۔ اور پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے یہ تینوں ہی پہلی کاپٹر میں غائب ہو گئے۔ پہلی کاپٹر ایک لمحے کے لئے فضا میں ڈولا اور پھر تیزی سے فضا میں بلند ہوتا گیا۔ عمران تینوں افراد کی شکلیں تو

سیکندر بتلنے والی سوئی یا نیچوں میں منٹ کا چکر پورا کرنے کے تیزی سے بارہ کے ہندسے کی طرف بڑھی جا رہی تھی اور عمران دوسرے کے کنارے پر خاموش بت بنا کھڑا تھا۔ اس کا چہرہ پتھر کی طرح ٹھوس ہو گیا تھا۔ اور جب سوئی گیارہ کے ہندسے کو کراس کر کے بارہ کی طرف ہلکی تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے آنکھیں بند کر لیں۔ لیکن آنکھیں بند کئے جب اُسے پانچ چھ سینڈنگز دھمکے۔ دھماکہ نہ ہوا تو اس نے جلدی سے آنکھیں کھولیں۔ ٹائم راکٹ کے ساتھ۔ تو سب کچھ اپنی اپنی جگہ ویسے ہی موجود تھا۔ عمران حیرت سے گھڑی کو دیکھنے لگا۔ اس نے ٹائم سوچ سیٹ کرتے وقت گھڑی کو دیکھا تھا۔ اس کے خیال کے مطابق پانچ منٹ مکمل ہو چکے تھے۔ لیکن اس کے باوجود دھماکہ نہ ہوا تھا۔ وہ تیزی سے ٹائم راکٹ کی طرف بڑھا۔ اُسے خیال آیا۔ کہ ہمیں ٹائم سوچ میں تو کوئی گڑبڑ نہیں ہو گئی۔ لیکن ٹائم سوچ



مذکورہ سکتا تھا کیونکہ فاصلہ کافی زیادہ تھا لیکن اتنا اس نے دیکھ لیا تھا کہ وہ تینوں ہی فوجی یونیفارم کی بجائے عام لباسوں میں تھے اور اس بات سے عمران کے ذہن میں امید کی نئی کرنیں جگمگا اٹھیں۔ لامحالہ یہ سیکرٹ سروس کے ارکان ہوں گے اور اس کا مطلب تھا کہ جو کچھ اس نے سمجھا تھا وہ غلط تھا۔ سیکرٹ سروس والے نہ صرف زندہ تھے بلکہ حرکت میں بھی تھے۔ اس کے چہرے پر مسرت کے آثار اُمٹ آنے اور پھر اس نے ہیلی کاپٹر کو تیزی سے درے کی طرف آتے دیکھا۔ اُسی لمحے اس نے بے شمار فوجیوں کو بھی دوڑ کر درے کی طرف آتے دیکھا۔ ان میں بھی ایک سادہ لباس والا تھا جو فوجیوں کے ساتھ ہی دوڑ رہا تھا۔ لیکن ابھی ہیلی کاپٹر کچھ فاصلے پر تھا کہ فضا میں دو ہیلی کاپٹر نمودار ہوئے اور پھر دونوں ہیلی کاپٹر پہلے والے ہیلی کاپٹر کے دونوں اطراف میں پہنچ گئے۔ اور آنے والے دونوں ہیلی کاپٹر ڈول کو دیکھتے ہی وہ اچھل پڑا۔ ان ہیلی کاپٹر ڈول پر موجود نشانات دیکھتے ہی وہ سمجھ گیا تھا۔ کہ یہ کافرستانی سیکرٹ سروس سے متعلق ہیں۔ اس کا مطلب یہی ہو سکتا تھا کہ دونوں ہیلی کاپٹر ڈول میں شاگل اور کافرستان سیکرٹ سروس کے ارکان ہی ہو سکتے ہیں۔

چند لمحوں تک تینوں ہیلی کاپٹر ایک دوسرے کے ساتھ لگ کر اُڑتے رہے۔ اور پھر فوجی ہیلی کاپٹر تیزی سے نیچے ہوا۔ اور دونوں کی ریچ سے نکل کر بجلی کی سی تیزی سے گھوم کر اس نے فضا میں چکر کاٹا اور پھر انتہائی تیز رفتار سے درے کی طرف آنے لگا۔ چونکہ وہ فوجی ہیلی کاپٹر تھا۔ اس لئے اس کی رفتار باقی دو سے زیادہ تیز تھی سیکرٹ سروس کے دونوں ہیلی کاپٹر بھی تیزی سے گھومے اور انہوں نے ایک بار پھر فوجی ہیلی کاپٹر کو گورنر کی کوشش کی۔ اب فضا میں تین گنی چلنے کی فائز بھی سائی مینے لگی تھیں۔ فوجی ہیلی کاپٹر باہر آدہ ان دونوں ہیلی کاپٹر ڈول کو ڈاج دے کر درے کی طرف بڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن دونوں ہیلی کاپٹر کسی بھوت کی طرح اس کا پیچھا نہ چھوڑ رہے تھے۔ دوڑتے ہوئے فوجی بھی اب رک کر ہیلی کاپٹر ڈول کو دیکھنے لگے تھے۔ اور پھر درے کے کچھ فاصلے پر ہی اس نے فوجی ہیلی کاپٹر پر بم کو پھینک جاتے دیکھا۔ یہ سیکرٹ سروس کے ہیلی کاپٹر سے پھینکا گیا تھا۔ ہم ہیلی کاپٹر کے پچھلے حصے سے ٹکرایا۔ اور فضا میں ایک خوف ناک دھماکا ہوا۔ اور فوجی ہیلی کاپٹر فضا میں ہی اُٹا ہوا پھر انتہائی تیزی سے نیچے پہاڑیوں پر گر گیا۔ دونوں ہیلی کاپٹر فضا میں اور بلند ہو گئے تھے۔ فوجی ہیلی کاپٹر میں آگ بھڑک اُٹھی تھی۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ آگ کے شعلے میں تبدیل ہو چکا تھا۔ اور پھر اس نے اس میں سے تین افراد کو سر کے بل کوڈ کر پہاڑی پٹاؤں پر گرے ہوئے دیکھا۔ وہ شاید بیک وقت کوڈ سے تھے کیونکہ تینوں اُٹھے ہی نیچے گر رہے تھے۔ نیچے جہاں ٹھوس چٹانیں تھیں۔ اور عمران نے ہانت پھینچ لئے۔ ان تینوں کی موت قطعی یقینی تھی۔ اور پھر وہ ایک پہاڑی کی ٹوٹ میں گر کر عمران کی نظر دوں سے غائب ہو گئے۔ اور اُسی لمحے فوجی ہیلی کاپٹر اسی پہاڑی کی چوٹی سے ٹکرایا اور ایک اور خوف ناک دھماکے کے بعد اس کے آگ میں پستہ ہوئے پوزے ہر طرف پھیلتے چلے گئے۔ سیکرٹ سروس کے دونوں ہیلی کاپٹر اب نیچے چٹانوں پر اتر رہے تھے۔ اُسی لمحے عمران کی نظریں اپنی ٹھری پر پڑی تو پندہ منٹ مزید

مذکورہ سکتا تھا کیونکہ فاصلہ کافی زیادہ تھا لیکن اتنا اس نے دیکھ لیا تھا کہ وہ تینوں ہی فوجی یونیفارم کی بجائے عام لباسوں میں تھے اور اس بات سے عمران کے ذہن میں امید کی نئی کرنیں جگمگا اٹھیں۔ لامحالہ یہ سیکرٹ سروس کے ارکان ہوں گے اور اس کا مطلب تھا کہ جو کچھ اس نے سمجھا تھا وہ غلط تھا۔ سیکرٹ سروس والے نہ صرف زندہ تھے بلکہ حرکت میں بھی تھے۔ اس کے چہرے پر مسرت کے آثار اُمٹ آنے اور پھر اس نے ہیلی کاپٹر کو تیزی سے درے کی طرف آتے دیکھا۔ اُسی لمحے اس نے بے شمار فوجیوں کو بھی دوڑ کر درے کی طرف آتے دیکھا۔ ان میں بھی ایک سادہ لباس والا تھا جو فوجیوں کے ساتھ ہی دوڑ رہا تھا۔ لیکن ابھی ہیلی کاپٹر کچھ فاصلے پر تھا کہ فضا میں دو ہیلی کاپٹر نمودار ہوئے اور پھر دونوں ہیلی کاپٹر پہلے والے ہیلی کاپٹر کے دونوں اطراف میں پہنچ گئے۔ اور آنے والے دونوں ہیلی کاپٹر ڈول کو دیکھتے ہی وہ اچھل پڑا۔ ان ہیلی کاپٹر ڈول پر موجود نشانات دیکھتے ہی وہ سمجھ گیا تھا۔ کہ یہ کافرستانی سیکرٹ سروس سے متعلق ہیں۔ اس کا مطلب یہی ہو سکتا تھا کہ دونوں ہیلی کاپٹر ڈول میں شاگل اور کافرستان سیکرٹ سروس کے ارکان ہی ہو سکتے ہیں۔

چند لمحوں تک تینوں ہیلی کاپٹر ایک دوسرے کے ساتھ لگ کر اُڑتے رہے۔ اور پھر فوجی ہیلی کاپٹر تیزی سے نیچے ہوا۔ اور دونوں کی ریچ سے نکل کر بجلی کی سی تیزی سے گھوم کر اس نے فضا میں چکر کاٹا اور پھر انتہائی تیز رفتار سے درے کی طرف آنے لگا۔ چونکہ وہ فوجی ہیلی کاپٹر تھا۔ اس لئے اس کی رفتار باقی دو سے زیادہ تیز تھی سیکرٹ سروس کے



ان نظر آ رہا تھا۔ جیلی کا پٹر قریب آتے ہی عمران نے تنویر کو اُسے ساکت  
 بننے کا اشارہ کیا اور پھر وہ پیچھے کی طرف ہٹا۔ ایک نظر اس نے ٹائم  
 امٹ پر ڈالی اور دوسرے لمحے وہ دوڑتا ہوا درے کے کنارے پر  
 پہنچا۔ اور پھر جیسے کوئی پندہ فضا میں اڑتا ہے۔ اس طرح اڑتا ہوا وہ  
 جلی کی سی تیزی سے جیلی کا پٹر کے اندر سیٹ پر جا کر اسیٹ کے گدے  
 سے ٹکرا کر وہ جیلی کا پٹر کے فرش پر گر گیا اور پھر لوں اچھل کر سیٹ پر بیٹھ  
 گیا جیسے وہ شروع سے ہی سیٹ پر جا بیٹھا ہو۔ تنویر نے تیزی سے جیلی کا پٹر  
 ادا پر اٹھالیا۔ اور پھر فضا میں بلند کرنا گیا۔

باقی ساتھی کہاں ہیں عمران صاحب!۔۔۔ تنویر کے بچے میں  
 جبری تشویش تھی۔

”ادھر چلو اس پہاڑی کے پیچھے۔ وہ لوگ ادھر گرے ہیں“

عمران نے پائلٹ کے ساتھ والی سیٹ پر اچھل کر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اور  
 تنویر نے سر ہلاتے ہوئے جیلی کا پٹر کو اس پہاڑی کی طرف موڑ دیا جس  
 طرف عمران نے اشارہ کیا تھا۔ اُسی لمحے عمران کی نظریں نیچے پڑیں۔  
 فوس نیچے نیچے چٹانوں پر کھڑے دونوں جیلی کا پٹر دن کو فضا میں بلند ہوتے  
 دیکھا۔

”راکٹ گن کہاں ہے۔“ عمران نے تیزی سے مڑ کر کہا اور  
 پھر وہ اٹھ کر تیزی سے جیلی کا پٹر کے پھلے سے کی طرف دوڑا۔ جہاں اس  
 کی ہدایات کے مطابق ضروری اسلحے کا باکس موجود تھا۔ اور چند ہی لمحوں  
 بعد عمران راکٹ گن لئے واپس سیٹ پر آیا۔

”یہ کن کے جیلی کا پٹر ہیں عمران صاحب۔ یہ ہمیں کوہ کر رہے ہیں“

گورنر نے گھٹے۔ اس کا مطلب تھا کہ ٹائم راکٹ بلاسٹ ہونے میں ابھی آدھا  
 گھنٹہ باقی تھا۔ اور اُسی لمحے عمران کے ذہن میں ایک خیال آیا تو اس نے  
 زور سے اپنے ہی منہ پر جیت مار دی۔ اُسے اپنے ذہن پر غصہ آ رہا تھا۔  
 اُسے تنویر کے جیلی کا پٹر کو بلانے کا خیال تک نہ آیا تھا۔ حالانکہ اسے معلوم  
 تھا کہ تنویر جیلی کا پٹر سمیت سرحد پر صرف اسی انتظار میں موجود ہو گا کہ کب  
 عمران اُسے بلانے۔ اور اُسے بلانے کے لئے دائرے میں کالی سسٹم  
 اسی کلائی کی گھڑی میں موجود تھا۔ عمران نے جلدی سے کلائی کی گھڑی ہاتھ  
 سے آٹا دی اور دو انگلیوں کی مدد سے اس نے اس کی پشت کا ڈھکن کھولا۔

کھول دیا۔ ڈھکن علیحدہ ہوتے ہی ایک بائیک سی تار باہر کو نکلی۔  
 عمران نے اس تار کو پکڑ کر اس کا سر گھڑی کے کنارے سے مخصوص انداز  
 میں ٹکراتا شروع کر دیا۔ وہ طے شدہ ماس کو ڈھکن تنویر کو پیغام دے۔

تھا۔ اس کے ساتھ انتہائی تیزی سے چل رہے تھے۔ اور چند لمحوں بعد  
 پیغام ختم کر کے اس نے ڈھکن کو دوبارہ بند کیا اور گھڑی ہاتھ میں بہن کی  
 اس نے تنویر کو پیغام دیا تھا کہ وہ درجہ کبریا کے اندر آ کر کریک کے پاس  
 پہنچے۔ عمران دباؤ میں موجود ہے۔ اور چند ہی لمحوں بعد اُسے دور سے

ایک جیلی کا پٹر فضا میں اڑتا نظر آیا وہ کافی بلند ہی رہا۔ اور اس کی رفتار  
 بھی خاصی تیز تھی۔ عمران کی نظریں اس جیلی کا پٹر پر جم گئیں۔ جیلی کا پٹر تیز  
 رفتار سے عدتیز تھی۔ اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے جیلی کا پٹر درے کے  
 قریب پہنچ کر نیچے اترنے لگا۔ عمران نے درے کے اندر سے مخصوص  
 انداز میں ہاتھ لہراتا شروع کر دیا۔ اور چند ہی لمحوں میں جیلی کا پٹر اس  
 درے کے قریب آ کر رک گیا۔ جیلی کا پٹر میں بیٹھا ہوا تنویر اُسے



تو میر نے کہا۔

”میں ابھی انہیں کو روک رہا ہوں۔“ — عمران نے ہونٹ بھیجنے سے منع کیا۔  
 کہا۔ دونوں ہیلی کا پیڑ اب ان کے ہیلی کا پٹر کو گھیرنے کی کوشش کر رہے تھے کہ عمران نے راکٹ گن سیدھی کی اور پھر ایک ہیلی کا پٹر گن کے ٹارگٹ پر آگیا۔ عمران کی انگلی نے ٹریگر پر حرکت کی اور گن سے نکلنے والا چھوٹا سا راکٹ سیدھا ہیلی کا پیڑ سے ٹکرایا۔ ایک خون ناک دھماکہ ہوا اور پورا ہیلی کا پٹر فضا میں ہی بھٹ گیا۔ اسی لمحے دوسرا ہیلی کا پٹر بھی گھوم کر آیا اور وہ بھی عمران کے نشانے کی زد میں آگیا۔ چنانچہ دوسرا دھماکہ ہوا اور دوسرے ہیلی کا پٹر کا بھی پہلے جیسا ہی حشر ہوا۔

”گم شدہ عمران صاحب واقعی آپ نے کمال کر دیا ہے۔“ — تو میر نے بے اختیار عمران کی ہتھک جھارت کی داد دیتے ہوئے کہا۔  
 ”یہی فقرہ جو لیا کے سامنے بھی کہہ دینا اگر وہ زندہ ہوئی تو“ — عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”زندہ ہوئی۔“ — شک — کیا مطلب — تو میر نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا اور ہیلی کا پٹر فضا میں ہی ڈول گیا۔

”اے اے کہنے والا کہو۔“ — بے شک فقرہ نہ کہنا۔ جلدی کر داسے پہاڑی کے پیچھے لے نیو جلدی۔“ — عمران نے چیخ کر کہا اور تو میر نے جھٹکا سے ڈولتے ہوئے ہیلی کا پٹر کو سنبھالا اور پھر وہ دانت بھیجنے اُست اس پہاڑی کی طرف لیتا گیا۔ ہونٹ بھیجنے کی وجہ سے اس کے جیروں کی ہڈیاں ابھرنے لگی تھیں۔ عمران کے جویا کے متعلق متکوک فقرے سننے اس کے ذہن کو گھما کر رکھ دیا تھا۔

صَفَدِ شاگل کی چیخ سننے ہی سمجھ گیا تھا کہ سیکڑ سردس کے ہیلی کا پٹروں نے اُسے گھیر لیا ہے۔ شاگل نے یقیناً اُسے پر دینے اور صدیقی کو پہچان لیا تھا۔ اور پھر اس نے ہیلی کا پٹر کو بچا کر دوڑے کی طرف لے جانے کی بے حد کوشش کی۔ لیکن سیکڑ سردس کے ہیلی کا پٹر بھرت کی طرح اس کا پیچھا کر رہے تھے۔ اور اب وہ ان کے ہیلی کا پٹر پر فائدہ گاہ بھی شروع ہو گئی تھی۔ ادھر شاگل اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ کر کرنل سنڈاری نے بھی سچو سن بننے کی کوشش کی۔ لیکن اس کی یہ کوشش نہ صرف بڑی طرح ناکام ہوئی بلکہ اس کوشش کے چکر میں وہ صدیقی کی گولی بھی سینے میں کھا بیٹھا۔ اچانک ریلو اور پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش میں صدیقی نے بوکھلا کر ٹریگر مگر دبا دیا۔ اور جھپکا گھنے سے صرف اتنا فرق پڑا کہ گولی اس کی گردن کی بجائے اس کے دل میں گھس گئی۔ اور کرنل سنڈاری جیتا ہوا اپنے گمراہ اور پھر اُسے تڑپنے



کی بھی مہلت نہ ملی۔

ادھر صفدر انتہائی تیز رفتاری سے اوپر نیچے کر کے پہلی کاپڑ کو بچا رہا تھا۔ اس نے بھی کمر لے کر سناڑی کی موت خودی ہو گئی تھی۔ بیک زب اور صدیقی نے گرنے سے بچنے کے لئے سیٹوں کو مضبوطی سے پکڑ رکھا تھا۔ اور پھر ایک زوردار دھماکہ ہوا اور پہلی کاپڑ فضا میں ہی لٹو کی طرح گھوما۔ اور پھر تیزی سے نیچے کی طرف اٹسا ہو کر گرنے لگا۔

”کو دجاؤ جلدی کو دجاؤ۔“ پہلی کاپڑ پھٹ جلنے لگا۔ صفدر نے چیختے ہوئے کہا۔ اور پھر ان تینوں نے بیک وقت ہی نیچے پھلا لگیں لگا دیں۔ بیک زب اور صدیقی نے پھلی کھڑکی سے اور صفدر نے پائلٹ کھڑکی سے۔ ان کی یہ پھلا لگیں محض اضطراری حرکت تھی۔ ورنہ نیچے چٹانوں پر گر کے یا تیرہ بھی بہر حال وہی نکلتا تھا جو پہلی کاپڑ کے پھٹنے کا ہو سکتا تھا۔

تینوں بندو ق سے نکلی ہوئی گولی کی طرح نیچے گرتے گئے۔ اور نیچے موجود چٹانیں انتہائی تیز رفتاری سے قریب آتی جا رہی تھیں۔ لیکن اب اسے اتفاق ہی کہتے یا ان کی خوش قسمتی کہ وہ سیدھے کسی چٹان سے جا ٹکراتے کی بجائے پہاڑی کی سائیڈ پر گرے اور ان کے جسم پتھروں سے ٹکرا کر تیزی سے نیچے نشیب کی طرف لڑھکتے گئے۔ لیکن پتھروں سے ٹکراتے سے ان تینوں کے حلق سے چیخیں نکل گئیں۔ ان کے پوئے جسموں میں جیسے دود کا آتش فشاں سا پھوٹ پڑا تھا۔ لیکن چونکہ ان کی ایک سائیڈ کھائی تھی۔ اس لئے وہ مکمل ٹوٹ پھوٹ سے تو بچ گئے تھے اور کسی دھماکے سے انداز میں پہاڑی ڈھلوان پر لڑھکتے ہوئے نیچے نشیب

میں گرتے گئے۔ اس طرح ان کی رفتار آہستہ ہو گئی۔ لیکن اس طرح لڑھکنے سے ان کے پوئے جسموں پر ضربیں لگنے لگیں۔ چندی لمحوں میں وہ لڑھکتے ہوئے نشیب میں جا کر رک گئے۔ اور اس کے ساتھ ہی ان کے حلق سے کراہیں نکل گئیں۔ وہ چند لمحوں تک تو بے حس و حرکت پڑے رہے۔ اور پھر تینوں کے جسموں نے حرکت کی اور ایک بار پھر ان کے حلق سے ہلکی ہلکی چیخیں نکل گئیں۔ لیکن وہ اٹھ کر بیٹھنے میں کامیاب ہو گئے تینوں کے جسموں سے جگہ جگہ خون بہ رہا تھا۔ کپڑے دھجیوں کی صورت میں پھٹ گئے تھے۔ اور ان کی شکلیں بھوتوں کی طرح ہو رہی تھیں۔ اسی لمحے انہیں خیال آیا کہ وہ بہر حال زندہ بچ گئے ہیں۔ تو ان کے جسموں میں جیسے خود بخود توانائی اور سمیت کی لہریں سی دوڑ گئیں وہ ایک جھٹکے سے کھڑے ہو گئے۔ بیک زب اور صفدر دونوں کھڑے ہوتے ہی یوں لڑھکڑائے جیسے گر پڑیں گے۔ لیکن پھر انہوں نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ جب کہ صدیقی بغیر لڑھکڑائے کھڑا ہونے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

”جان بچ گئی یہی شکر ہے۔“ ان تینوں کے حلق سے بیک وقت نکلا اور پھر تینوں ہی ہنس پڑے۔ اسی لمحے اوپر خوف ناک دھماکہ سنائی دیا۔ اور پھر آگ کے گولے سے پہاڑی نشیب میں گرتے دکھائی دیئے۔ لیکن یہ گولے دودھ گڑے تھے وہ ان کی زد میں نہ آئے۔ اور اس دھماکے نے ان کے اعصاب کو بھجھوڑ دیا۔ انہوں نے تیزی سے اپنے جسموں کو حرکت دی۔ ان کی ہڈیاں سلامت تھیں۔ صرف ضربات کی وجہ سے زخم آئے تھے جن سے خون بہہ رہا تھا۔

”بھاگو رہا اس سے۔“ ورنہ اوپر سے گولیاں بھون ڈالیں گی۔“



اب عمران کا کیا ہوگا۔ وہ تو دمے میں پھنسا ہوا تھا۔" جولیانے  
یشان بھجے میں کہا۔  
"میں نے تو بڑی کوشش کی تھی کہ کسی طرح درے تک پہنچ جاؤں  
میں۔" صفدر نے مونٹ بھیجتے ہوئے کہا۔

اب فوری طور پر ہمیں کچھ کرنا چاہیئے۔ ورنہ ادھر عمران مارا جائے  
گا۔ ادھر ہم سب۔ کا فرستان والے تو پوری فوج چڑھا لائیں گے  
اور شاگل تو ویسے بھی دیوانے کتے کی طرح ہمدی بوسو گھٹتا ہوا یہاں تک  
پہنچ جائے گا۔

"اب اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ صرف اتنا ہو سکتا ہے کہ ہم کسی نہ کسی  
طرح یہاں سے اپنی سرحد پار کرنے کی کوشش کریں۔ لیکن اس وقت  
تو ایسی کوشش کرنا بھی حماقت ہوگا۔ اس وقت تو فوجی ہر طرف  
پھیلے ہوئے ہوں گے۔ البتہ رات کے وقت یہ کوشش ہو سکتی ہے۔  
ٹریپین شکیل نے کہا۔

لیکن اگر رات سے پہلے انہوں نے ہمیں ٹریس کر لیا۔ ابھی رات  
ہونے میں تو بہت دیر ہے۔ ہو سکتا ہے وہ ہمیں ٹریس کرنے کے  
لئے کئے استعمال کریں۔ ناثران نے کہا۔

"ہمیں فوری کوشش کرنی چاہیئے۔ دیر خطرناک بھی ہو سکتی ہے۔ تم  
لوگ ہمیں رکو میں اور ہر جا کہ صورت حال چیک کرنی ہوں۔" جولیانے  
فیصل کن بھجے میں کہا۔

"تم اکیلی مت جاؤ۔ ٹھہرو۔ میں بھی ساتھ چلتا ہوں۔" صفدر  
نے کہا۔

بلیک زبرد نے جھنجھٹے ہوئے کہا۔ اور وہ تیزی سے بھاگتے ہوئے دوسری  
پہاڑی کی طرف بڑھے۔ تاکہ اس کی سائیڈ سے ہو کر دوسری طرف پہنچیں۔  
کہ انہیں دوسرے ایک بڑی سی غار نظر آئی۔ جس کے اندر دو روشنی نظر  
آ رہی تھی۔

"ادھر یہ کوئی قدرتی سرنگ ہے جلدی کرو۔" صفدر نے کہا۔  
اور وہ تینوں ہی اس غار کے دلانے کی طرف دوڑے۔ واقعی یہ ایک  
ایسی قدرتی سرنگ تھی جو پہاڑ کے اندر سیدھی چلی گئی تھی اور اس کا  
دوسرا کنارہ بھی کھلا ہوا تھا۔ وہ دوڑتے ہوئے جب دوسرے کنارے  
پر پہنچے تو ان کے حلق سے مسرت کی چیخیں نکل گئیں۔ سامنے پہاڑی میں  
وہ غار نظر آ رہی تھی جس میں اس کے ساتھی چھپے ہوئے تھے۔ جولیا اور  
ناثران غار کے دلانے پر ہی موجود تھے۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ  
اس چوکی سے زیادہ دور نہ گئے تھے۔

غار سے نکل کر وہ دوڑتے ہوئے اس غار کی طرف بڑھ گئے۔ انہوں  
نے باہر نکلتے ہی ماتھ لہرا کر مخصوص اشارے کئے تاکہ کہیں ان کے ساتھی  
ہی انہیں نہ پہچان کر ان پر گولیاں چلا دیں۔ اور پھر وہ صحیح سلامت  
اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچے میں کامیاب ہو گئے۔

"یہ تم کو کیا ہوا۔ جلدی بتاؤ۔" جولیانے حیرت بھرے انداز  
میں پوچھا۔ ٹریپین شکیل اور ٹائیگر بھی اب ہوش میں آ چکے تھے۔ وہ بھی  
حیرت سے انہیں دیکھ رہے تھے۔ اور پھر صفدر نے مختصر طور پر ساری  
کہانی بتا دی۔

"ادھ خدا کا شکر ادا کرو ورنہ تمہاری موت میں کوئی کسر نہ رہی تھی۔



رنج کن کی ایک طرف ہے۔ سیکمٹ سردس کے پہلی کا پڑنیچے اتم پکے ہیں۔  
 سب فوجی ان پہلی کا پڑوں کی طرف بڑھ رہے ہیں اور۔۔۔ جولیانے کہا۔  
 "اوہ جولیان۔۔۔ یہ پہلی کا پڑ یقیناً تنویر لے کر آیا ہوگا۔ اس کا مطلب  
 ہے عمران ٹھیک ہے اس نے درے سے ہی کاشن دیا ہوگا اور۔"  
 صفدر نے خاور کے ماتھے سے گھڑی لے کر خود بات کرتے ہوئے کہا۔  
 "پہلی کا پڑ درے کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اب فوجی حیرت سے اُسے  
 دیکھ رہے ہیں۔ سیکمٹ سردس کے پہلی کا پڑوں سے بہت سے افراد  
 باہر نکل رہے ہیں۔۔۔ وہ سب ایک دوسرے سے باتوں میں مصروف  
 ہیں۔ پہلی کا پڑ درے کے ساتھ پہنچ کر معلق ہو گیا ہے اور۔"  
 جولیان کی آواز سنائی دی۔

"وہ نہیں اسی طرح کمسنڑی کرتی جاؤ۔ عمران ہمیں لازماً ڈھونڈھنے  
 کی کوشش کرے گا اور۔" صفدر نے کہا۔ اور پھر جولیانے  
 واقعی ایسے بولنا شروع کر دیا جیسے کرکٹ میچ کی رنگ کمسنڑی کر رہی ہو۔

"نہیں۔۔۔ ہم دونوں شاید دیکھ لئے جائیں۔ میں صرف صورتِ حاکم  
 کا جائزہ لے کر واپس آ جاؤں گی۔ کیپٹن شکیل تمہارے پاس واپز  
 ٹرانسمیٹر ہے وہ مجھے دے دو۔ میرے والا تو کہیں گر گیا ہے۔ اور خاؤ  
 کے پاس بھی ہے۔ ضرورت پڑے پر آپس میں رابطہ تو کم از کم قائم  
 رہے گا۔" جولیانے کہا اور کیپٹن شکیل نے کلائی کی گھڑی اتار  
 کر جولیان کو دے دی۔ اور جولیان اُسے کلائی میں ڈال کر ٹین گن لئے تیز  
 سے خاور سے باہر نکلی اور پھر ادب کی طرف چڑھتی گئی۔

ناظران اور بلیک زیموڈ ہانے پر بیٹھے اُسے ادب جلتے دیکھتے  
 رہے۔ جولیان واقعی بے حد باہمت تھی۔ ایسی سچوٹن میں جب کہ مرد  
 بھی حوصلہ ہار جاتے تھے۔ جولیانہ صرف حوصلے میں تھی بلکہ پوری  
 بہمت سے ادب چڑھی جا رہی تھی۔ حالانکہ اُسے ابھی طرح معلوم تھا کہ  
 کسی بھی لمحے کسی بھی طرف سے آنے والی گولی اس کی زندگی کا چراغ  
 بجھا سکتی ہے۔ اور پھر ان کے دیکھتے ہی دیکھتے جولیان پر پہاڑی کا  
 بڑا پتھر پڑنے کا چٹان کی ادھ میں آکر ان کی نظروں سے اڑھل ہو گئی۔  
 چند ہی لمحوں بعد خاور کی کلائی پر ضربیں لگیں تو اس نے چونکا کر گھڑی  
 اتاری اور اس کا ونڈ بنڈ مخصوص انداز میں کھینچ لیا۔ اُسے ایسا کرتے  
 دیکھ کر سب اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔

"ہیلو ہیلو۔۔۔ جولیان کالنگ اور۔" جولیان کی ہلکی سی آواز سنائی  
 دی۔

"میں خاور اٹنڈنگ اور۔" خاور نے کہا۔

"ایک پہلی کا پڑ ہمارے ملک کی سرحد سے آ رہا ہے۔ اس کا



نوشاگل سب سے پہلے اچھل کر نیچے اتر آ۔ اور پھر اس کے ساتھی بھی اچھل اچھل کر نیچے اترنے لگے۔ ارد گرد موجود فوجی بھی ان کی طرف دوڑے شاگل ان کی گنیں سیدھی دیکھ کر چونک پڑا۔ دوسرے لمحے وہ زور سے چیخا۔

”میں سیکرٹ سروس کا چیف شاگل ہوں۔ اس ہیلی کاپٹر پر مجرموں نے قبضہ کر لیا تھا۔ کرنل سنڈاری کو انہوں نے گولی مار دی تھی۔ اس لیے ہمیں اسے جیٹ کرنا پڑا۔ مجرموں کے باقی ساتھی کہاں ہیں“ شاگل نے پیچ پیچ کر کہنا شروع کر دیا۔

”ادھ دیری بیٹہ۔ کیپٹن شرما اور کرنل صاحب ہیلی کاپٹر میں تھے۔“ ایک فوجی نے بگڑے ہوئے ہجے میں کہا۔

”کیپٹن شرما۔۔۔ ادھ وہ بھی ہیلی کاپٹر میں تھا۔ لیکن وہ تو ہمیں نظر نہیں آیا۔ شاید مجرموں نے اُسے پہلے مار دیا تھا۔ جلدی بتاؤ۔ باقی مجرم کہاں ہیں۔ جلدی کرو۔“ شاگل نے چیخے ہوئے کہا۔

”میں کیپٹن شرجیل ہوں۔ میں کیپٹن شرما کا نمبر ٹو ہوں۔ لیکن ٹیرم نوچو کی باتیں میں بندھے ہوئے تھے۔ وہ ہیلی کاپٹر میں کہاں سے پہنچ گئے اور تین افراد کو دگر پہاڑی کے پیچھے گرے ہیں۔“ ایک فوجی نے کہا۔ اس کا چہرہ بدمی طرح بگڑا ہوا تھا۔

”باس۔ ایک ہیلی کاپٹر ادھر درے کے پاس آیا ہے۔ یہ کس کا ہے۔“ اچانک شاگل کے اسٹنٹ نے کہا۔ اور شاگل کے ساتھ ساتھ باقی سب بھی چونک پڑے۔

”درے میں ایک مجرم موجود ہے۔ وہ کرنل کا ہیلی کاپٹر لے کر درے میں گیا تھا۔ اس نے سیڑھی مشین بھی تباہ کر دی تھی۔ ہم اُسے

ہیلی کاپٹر جیٹ ہوتے ہی شاگل خوشی سے چرچ پڑا۔  
”باس تین افراد اس میں سے کود گئے ہیں۔“ ساتھ بیٹھے ہوئے پائلٹ نے کہا۔

”نکرنہ کرو نیچے بھی ان کے لئے موت ہی ہے۔ جلد نیچے چلو۔ یہاں تو صورت حال شدید بگڑی ہوئی ہے۔ کرنل سنڈاری بھی ختم ہو گیا ہے۔ میں نے خود اُسے گولی کھا کر ہیلی کاپٹر میں گرے دیکھا تھا۔ شاگل نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ اب اُسے اپنی یقینی کامیابی صاف نظر آ رہی تھی۔

کرنل سنڈاری بھی مر گیا تھا۔ اور مشن بھی اب مکمل طور پر شاگل کے کنٹرول میں آ گیا تھا۔ لیکن اُسے شاید عمران کی دتے میں موجودگی کا علم نہ تھا۔ جیٹ ہونے والا ہیلی کاپٹر پہاڑی سے عکرا کر پاش پاش ہو چکا تھا۔ سیکرٹ سروس کے دونوں ہیلی کاپٹر نیچے چٹانوں پر اتر گئے۔







میں تہیں پیس کہ رکھ دوں گا۔ پیس کہ رکھ دوں گا۔ شاگل اب غصے کی شدت سے داتچی پاگل ہو چکا تھا۔ پہاڑی سے بلند ہونے والا ہیلی کا پٹر اس وقت ادرا آگے موجود ایک پہاڑی کے پیچھے اتر رہا تھا۔ ادرا شاگل سے ادرا تو کچھ نہ ہو سکا وہ بے تماشا اس طرف کو یوں دوڑ پڑا جیسے ہیلی کا پٹر کو جا کر مکا مار کر تباہ کر دے گا۔ دوڑتے ہوئے فوجی جواہی پہلی پہاڑی تک پہنچے تھے اب دوسری پہاڑی کی طرف بڑھ رہے تھے۔ کہ اچانک ایک خوف ناک دھماکہ ہوا۔ اس قدر خوف ناک دھماکہ کہ دوڑتا ہوا شاگل اچھل کر منہ کے بل نیچے گرا۔ دھماکہ اس قدر شدید تھا کہ شاگل کا ذہن ماذن ہو کر رہ گیا۔

”ادہ۔ تم رضا حسین مانگ رہے ہو۔ جلدی پورا سیکو ارڈن لے کر آجاؤ۔ جنگ ہوتی ہے تو ہوتی رہے۔ جلدی کر دو فوراً۔“ امیر جنسی فوراً ادرا۔ شاگل نے پاگلوں کے سے انداز میں حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

”دیریں سوری۔ آپ پہلے ڈیفنس منسٹر صاحب سے بات کریں ادرا اینڈ آل۔“ دوسری طرف سے بھی غصیلے لہجے میں کہا گیا۔ ادرا اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ شاید ایئر مارشل شاگل کے اس انداز میں چیختے سے خا رکھا گیا تھا۔ بہر حال وہ ایئر مارشل تھا۔ شاگل کا پٹر اسی تو نہ تھا۔

”ادہ ادہ احمق۔ ادہ گدھل۔ ادہ اب ڈیفنس منسٹر کی فریڈنکا ادہ آؤ۔ ادہ۔“ شاگل کے منہ سے گالیوں کی بوچھاڑ نکلتی شروع ہو گئی۔

”وہ سر۔ ہیلی کا پٹر دوبارہ بلند ہو رہا ہے۔ وہ پہاڑی سے اٹھ رہا ہے۔“ قریب کھڑے کیپٹن شرجیل نے کہا۔ ”کہاں کہاں۔ کیوں اٹھ رہا ہے۔ کیوں بلند ہو رہا ہے۔ یہ تمہارے آدمی مٹی کے بنے ہوئے ہیں۔ ایک ہیلی کا پٹر بھی مٹ نہیں کر سکتے ادہ۔“ شاگل ایئر مارشل پر آنے والے غصہ بھول کر باہر کو پکے ہوئے کیپٹن شرجیل پر چڑھ دوڑا۔

”سر۔ آپ کے آدمی بھی تو ہیں سر۔“ کیپٹن شرجیل نے دانت پیتے ہوئے کہا۔ ”ادہ تم مجھے کہہ رہے ہو۔ مجھے۔ سیکرٹ سروس کے چیف کو۔“



”نیچے نشیب تو خالی ہے۔ وہ ہیلی کا پٹر سے کودنے والے کہاں گئے۔  
 وہ ہمارے ساتھی کہاں ہیں۔ کیا زندہ بھی ہیں یا نہیں۔“ — عمران نے  
 ان کی بات سنی ان سنی کرتے ہوئے کہا۔

”وہ ادھر دوسری پہاڑی کے پیچھے ہیں ایک چوکی میں۔ میں ان کے  
 تھ تو کھول آیا تھا۔“ — سردار برٹ نے جلدی سے کہا۔  
 ”واپس ادھر چلو۔ خیال رکھنا تو یہ کہیں ہمارا ہیلی کا پٹری نہ ہٹ  
 وجہ لے۔“ — عمران نے تیز بچے میں کہا۔

اور تو میر نے سر ملاتے ہوئے ہیلی کا پٹر کو اوپر کی طرف اٹھا دیا۔  
 ”لیکن ادھر کودنے والے کہاں گئے۔ میرے سامنے وہ کودے  
 تھے۔“ — عمران نے کہا۔

”ہاں۔ میں نے بھی دیکھا تھا۔ اس لئے تو میں شاگل کے آتے ہی  
 وہ روڑ آیا تھا۔ شاگل اگر مجھے دیکھ لیتا تو یقیناً گولی مار دیتا۔ میں فوجیوں  
 کی وجہ سے ادھر چھپ گیا تھا۔ میں نے ہتھامی سرحد کی طرف سے آتے  
 ہوئے ہیلی کا پٹر کو دے کی طرف جلتے دیکھ لیا تھا۔ اس لئے مجھے  
 یقین تھا کہ تم ادھر ہی آؤ گے۔“ — سردار برٹ نے کہا۔

”اُسی لمحے ہیلی کا پٹر پہاڑی سے بلند ہو کر اوپر چڑھ گیا۔ اس پر  
 فائرنگ نہ ہوئی تھی۔ دوڑتے ہوئے فوجی ابھی دور تھے۔  
 ”ادھر اس پہاڑی کی طرف۔ اس پہاڑی کی دوسری طرف وہ  
 چوکی ہے۔“ — سردار برٹ نے کہا۔

اور تو میر نے ہیلی کا پٹر کا رخ ادھر موڑ دیا۔ اُسی لمحے عمران کی کئی  
 پرضر میں لگیں اور عمران نے چونک کر وڈ بٹن کھینچ لیا۔

عمران کی ہدایت پر تو میر ہیلی کا پٹر کو پہاڑی کے پیچھے  
 غوطہ دے کر نشیب میں لے گیا۔ کیونکہ عمران نے پہلے ہیلی کا پٹر سے  
 کودنے والے اپنے تینوں ساتھیوں کو اس پہاڑی کے پیچھے گم دیکھا  
 تھا۔ ادھر نیچے آئے ہی عمران کی نظروں نے ایک چٹان کے پیچھے سے  
 اٹھ کر ہاتھ اُہراتے ہوئے سردار برٹ کو دیکھ لیا۔

”ادھر ادھر نیچے دائیں طرف ہمارا ایک آدمی یہاں موجود ہے۔  
 عمران نے چیخ کر کہا۔ اور تو میر نے بھی سردار برٹ کو دیکھ لیا۔ وہ  
 اُسے پہچانتا تھا۔ لیکن ظاہر ہے عمران نے اُسے اپنا آدمی کہا تھا۔ اس  
 لئے وہ ہیلی کا پٹر اس چٹان کے قریب لے گیا۔ ادھر پھر عمران نے  
 ہاتھ بڑھا کر سردار برٹ کو اندر کھینچ لیا۔

”شکر ہے تم ادھر آئے مجھے یقین تھا۔“ — سردار برٹ نے  
 جانتے ہوئے کہا۔



”ہیلو ہیلو — جولیا کالنگ — ہیلو ہیلو جولیا کالنگ اور“

جولیا کی آواز انداز پر ٹرانسمیٹر سے نکلی۔ اور عمران کے ساتھ ساتھ تویر بھی اچھل پڑا۔ حالانکہ جولیا کی آواز بے حد مدہم تھی اور تویر پانکٹ سیٹ پر بیٹھا اُسے کنٹرول کر رہا تھا۔ لیکن بہر حال آواز جولیا کی ہی تھی۔ اس لئے تویر کے کان اُسے کیسے چپک نہ کرتے۔

”عمران بول رہا ہوں۔ تم ابھی زندہ ہو۔ کمال ہے۔ میں تو قوالی کیلئے تمہارے مزار ڈھونڈھتا پھر رہا تھا اور“ — عمران نے کہا۔

”اور عمران جلدی سے نوکیلی پہاڑی کی طرف آؤ میں پہاڑی کے اوپر موجود ہوں۔ باقی ساتھی نیچے غاریں ہیں۔ تم پہلی کا پٹر میں ہو اور“

”نوکیلی پہاڑی — ٹھیک ہے۔ میں نے دیکھ لی ہے۔ اور تم سے پہلے یقیناً تویر نے دیکھ لی ہوگی۔ نوکیلی جیسے اسے جلدی نظر آجاتی ہیں اور اینڈ آئی“ — عمران نے کہا اور تویر نے افسانہ نہیں پڑا۔ اس نے جلدی سے پہلی کا پٹر کو اس پہاڑی کی طرف موڑ کر نیچے جانا شروع کر دیا۔ اور پھر انہیں ایک چٹان کے پیچھے جولیا کا ہاتھ لہراتا ہوا نظر آگیا۔

”اور“ اس کا مطلب ہے تمہارے ساتھی چوکی سے نکل آتے ہیں چوکی تو پہاڑی کی دوسری طرف ہے“ — سر باروٹ نے سر ملاتے ہوئے کہا۔

”چوکی کی کیا حیثیت ہے۔ میرے ساتھی تھکنے کی پرواہ نہیں کرتے بشرطیکہ زندہ ہوں“ — عمران نے سر ملاتے ہوئے کہا۔

”اُسی لمحے تویر نے اس چٹان کے قریب جا کر پہلی کا پٹر کو اتار دیا۔ اور دوسرے لمحے جولیا چٹان کے پیچھے سے نکل کر بے سحاشا دوڑتی ہوئی پہلی کا پٹر کے پاس پہنچی۔ اور پھر وہ یوں اچھل کر پہلی کا پٹر پر

پڑھی جیسے سمندر میں کئی روز سے بہتا ہوا آدمی اچانک نظر آجانے والے جزیرے پر چڑھتا ہے۔

”ارے کیا اور — گن کر یک — میں تو اُسے بھولی ہی گیا تھا“

عمران نے اچانک کہا۔ اس کی نظریں اس وقت گھڑی پر جمی ہوئی تھیں۔ اور سینکڑوں سوئی پچاسواں منٹ پورا کرنے کے لئے تیار رہا۔ اور اُسے تویر پار کر کے بارہ کے بند سے کی طرف بڑھ رہی تھی۔ اور اُسی لمحے تویر نے پہلی کا پٹر کو اوپر اٹھایا۔ اور پھر ایک خوف ناک دھماکا ہوا۔ انتہائی خوف ناک۔ دھماکا اس قدر شدید تھا کہ فضا میں بلند ہوا پہلی کا پٹر بھی ایک لمحے کے لئے بڑی طرح ڈولا۔ اور اگر تویر اُسے اوپر کی طرف نہ اٹھا

چکا ہوتا تو یقیناً وہ قریبی چٹان سے پوری قوت سے ٹکرا جاتا یہ دھماکا سے پیدا ہونے والی تیز لہروں کا نتیجہ تھا۔ لیکن فضا میں ہونے کی وجہ سے پہلی کا پٹر ڈولا تو ضرور۔ لیکن تویر نے اُسے جلدی کنٹرول کر لیا۔ عمران مسرت بھرے انداز میں گن کر یک کی طرف دیکھ رہا تھا۔ چونکہ اُسے

ہونے والے دھماکے کا علم چند لمحے پہلے ہو گیا تھا۔ اس لئے اس کی نظریں گن کر یک کی طرف ہی تھیں اور اس کی نظروں کے سامنے گن کر یک بنا ہوا کہ فضا میں ریزوں کی صورت میں ٹکرا رہا تھا۔ وہی گن کر یک جس کی تباہی کے لئے سیکرٹ سروس اپنی جانوں پر کھیل گئی تھی۔ وہی گن کر یک جو کافرستان نے انتہائی خفیہ طور پر باخیشیا کے دفاع کو تہس نہس کرنے کے لئے بنایا تھا۔ وہی گن کر یک اس کی

نظروں کے سامنے تباہ ہو رہی تھی۔ وہ جدید ترین گن بھی جسے کافرستان والے ناقابل تسخیر سمجھتے تھے۔ اس وقت پرزوں کی صورت میں فضا



ایم فوس بی مطالبے پر نہ لے آئے۔ اور نئے پرانے سب ہی ختم ہو جائیں۔  
عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اور پھر چند ہی لمحوں میں ہیلی کاپٹر غار کے دہانے کے قریب پہنچ گیا۔ عمران نے پیچھے پڑی ہوئی ایمر جیسی سیڑھی ہیلی کاپٹر اور غار کے دہانے کے درمیان سیٹ کر دی۔ کیونکہ ہیلی کاپٹر کے پردوں کی وجہ سے ہیلی کاپٹر دھانے کے ساتھ نہ لگ سکتا تھا۔ اور پھر غار میں موجود سیکرٹ سروس کے ارکان تیزی سے ہیلی کاپٹر میں منتقل ہوتے گئے۔ زنجیروں کو کندھوں پر لاد کر لایا گیا۔ اور چند ہی لمحوں بعد ہیلی کاپٹر واپس بلند ہوتا جا رہا تھا۔ پوری سیکرٹ سروس کو ساتھ لئے۔

"اب جلدی سے نکل چلو۔" عمران نے ادھر پہنچتے ہی تنویر سے کہا۔ اور تنویر نے تیزی سے ہیلی کاپٹر کو اپنی سرحد کی طرف بڑھا دیا۔  
"ارے ارے دیکھو شاگل کو۔" وہ دانتی یاگل ہو گیا ہے۔  
عمران نے اچانک پیچھے ہٹے کہا۔ اور انہوں نے دیکھا کہ شاگل بگڑا ہوا چہرے واقعی یاگوں کے سے انداز میں ناچ ناچ کر ہوا میں مٹے لہرا رہا تھا۔ ہیلی کاپٹر کافی بلندی سے اس کے اوپر سے ہوتا ہوا بالکیشانی سرحد کی طرف بڑھتا گیا۔

"یاد زندہ صحبت باقی۔" مسٹر شاگل عرف یاگل چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور چند ہی لمحوں میں ہیلی کاپٹر بالکیشانی سرحد میں داخل ہو گیا۔  
"ہاں تو مس جولیا نافذ وارٹر۔ اب پُرائوں کانٹے دست سے

میں بکھری ہوئی تھی۔ یہ غلیم کامیابی تھی۔ صرف عمران کی نہیں پوری سیکرٹ سروس کی۔

"ادہ تو کن کر یک تباہ ہو گیا۔" ویری گڈ۔ جولیا نے دھمکے کی شدت ختم ہوتے ہی مسرت سے چخنے ہوئے کہا۔  
"اسے ختم ہونا ہی تھا۔" مس جولیا نافذ وارٹر۔ باقی ساتھیوں کا بتاؤ۔  
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ادہ نیچے لے چلو نیچے۔ اس پہاڑی کے نیچے۔ وہ غاریں ہیں ان میں کئی زخمی ہیں۔ اور ہاں عمران۔ وہ پردیز تو بڑے کام کا آدمی ہے بڑا بے لگ۔ بہادر۔ ذہین۔ میں باس سے کہوں گی کہ اسے سیکرٹ سروس میں شامل کر لیا جائے۔" جولیا نے کہا۔

"تو بھی تنویر۔ ایک اور رقیب سے ملاقات کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اب وہ رقیب روسیہا ہے یا دوسفیر۔ اس کا فیصلہ خود کر لینا۔  
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ادہ۔ میں تمہیں گولی ماروں گی۔ تم خواہ مخواہ الٹی بات شروع کر دیتے ہو۔" جولیا نے جھینپ کر مصنوعی غصے سے کہا۔

"ظاہر ہے اب پُرائوں کو تو گولی ہی ماری جائے گی۔ نیا جواظر آ گیا۔ داہ بے بے دفائی۔" عمران نے ایک ٹھنڈا سانس لیتے ہوئے کہا۔ اور جولیا ہونٹ پھینچ کر خاموش ہو گئی۔

"یہ پردیز کون ہے۔" تنویر کے لہجے میں ملکی سی تلخی تھی۔  
"جولیا سے پوچھنا۔ وہ دیکھو وہ نیچے غاریں ہاتھ لہراتے نظر آ رہے ہیں۔ فی الحال وہیں چلو جلدی کرو۔ کہیں کافرستان پوری



عمران میرزہ میں خیر و شر کی آویزش پر جتنی تحیر خیز کہانی



# مامار

مصنف  
مظہر کلیم ایبٹ

مامار — باہل کے قدیم کھنڈرات میں واقع شیطانی مرکز جو قدیم کابوس جاوہ کا ہیڈ کوارٹر تھا۔

لارڈ جیکسن — شیطان کا نمائندہ اور کابوس جاوہ کا سربراہ۔ جس نے یہودیوں کے ساتھ مل کر عالم اسلام کے خلاف انتہائی خوفناک سازش کی منصوبہ بندی کرنی۔

مامار — جو ہزاروں لاکھوں شیطانی ذریات اور طاقتوں کا گڑھ تھا۔

وہ لمحہ — جب عمران اپنے ساتھیوں سمیت مامار اور کابوس جاوہ کے خلاف میدان میں نکل آیا۔

وہ لمحہ — جب کابوس جاوہ کی انتہائی طاقتور شیطانی ذریات نے عمران کو ہلاک کرنے کا منصوبہ لے لیا اس پر پے در پے حملے شروع کر دیے۔

وہ لمحہ — جب شیطانی طاقتوں نے جولیا کے ذریعے عمران کو ہلاک کرنے کا منصوبہ بنایا اور جولیا نے اس منصوبے پر عمل بھی کر دیا۔ پھر کیا ہوا —؟

کیا — عمران اور اس کے ساتھی مامار کو تباہ کرنے اور لارڈ جیکسن کو ہلاک کرنے میں کامیاب ہو سکے۔ یا —؟

تحیر و اسرار میں لپٹی ہوئی خیر و شر کی خوفناک کشمکش پر کبھی گئی ایک منفرد انداز کی کہانی

تعارف تو کہ اودے عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔  
”خیر دار میں گولی مار دوں گی۔ خاموش رہو۔“ جو لیلے نے غصیلے  
بچے میں کہا۔ اور عمران مسکرا کر سر رابرٹ کی طرف مڑ گیا۔  
”بہت بہت شکریہ سر رابرٹ۔ آپ نے واقعی دوتی کا حق ادا  
کر دیا ہے۔ میں مس جو لیلے سے سفارش کر دوں گا کہ آپ کو بھی نئی لیسٹ  
میں شامل کر دے۔“ عمران نے کہا۔ اور جو لیلے تو آنکھیں نکال کر ہی رہ  
گئی جب کہ سر رابرٹ ہنس پڑے۔

ختم شد

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان



# شہرہ آفاق مصنف جناب مظہر کلیم ایم اے کی عمران سیریز

ریڈ آرمی	دوم	ریڈ اتھارٹی	اول
ریڈ آرمی نیٹ ورک	اول	ریڈ اتھارٹی	دوم
ریڈ آرمی نیٹ ورک	دوم	لاسلکی	مکمل
ریڈ فلیگ	مکمل	ڈارک آئی	اول
پہل پائریٹ	مکمل	ڈارک آئی	دوم
مکرو چہرے	مکمل	نیک کلرز	مکمل
کراؤن ایجنسی	مکمل	شودرمان	اول
فیبن سوسائٹی	اول	شودرمان	دوم
فیبن سوسائٹی	دوم	سی ایگل	اول
لاسٹ موومنٹ	مکمل	سی ایگل	دوم
سماٹ مشن	مکمل	چیف ایجنٹ	اول
سپر ماسٹر گروپ	مکمل	چیف ایجنٹ	دوم
تھریڈ بال مشن	مکمل	ایگروسان	مکمل
فورٹ ڈیم	مکمل	کاسمک شار	اول
بینگنگ ڈیٹھ	مکمل	کاسمک شار	دوم
فیوگی ٹاسک	مکمل	ریڈ آرمی	اول

یوسف براورز پاک گیٹ ملتان



"کیا ہوا"۔ سب نے چونک کر پوچھا۔

"تم سب اسی طرح باتیں کرتے رہو۔ میں آ رہا ہوں"۔ عمران نے ایک لمحت سنجیدہ ہلچے میں کہا اور اٹھ کر تیزی سے اپنی کار کی طرف دوڑا۔ وہ سب حیرت سے اُسے دیکھ رہے تھے۔

عمران نے کار کی ڈگی کھول کر اس میں سے بیگ نکالا اور پھر اس میں سے ایک طاقت ور دور دراز کی گولی نکال کر وہ اسے اپنے جسم کے پیچھے چھپائے دوڑتا ہوا ایک درخت کی طرف بڑھ گیا۔ دوسرے لمحے وہ کسی بندر کی طرح اس گھنے درخت پر چڑھ گیا۔ اس نے جلدی سے اپنی آنکھوں سے دور بین لگائی اور کار فرستانی علاقے کی طرف دیکھنے لگا۔ تھوڑی دیر تک وہ درخت پر رہا۔ پھر وہ نیچے اتر آیا۔ دور بین اس کے گھٹے میں لٹکی ہوئی تھی۔

"کیا نظر آ گیا تمہیں کچھ ہمیں بھی تو بتاؤ"۔ جولیا اور صفد نے اس کے نیچے اترنے پر کہا۔

"صبر کرو۔ پہلے مجھے تو دیکھنے دو۔ پھر میں رنگ کمٹری کر دوں گا"۔ عمران نے کہا اور دور بین اٹھائے اس طرف کو بڑھ گیا، جھڑ بیک زب سینڈ پکافہ گنگے مصوری میں مصروف تھا۔ عمران اس کے قریب جانے کی بجائے چٹان کے کنارے پر جا کر رک گیا۔ اور اس نے دور بین آنکھوں سے لگا لی۔ وہ کافی دیر تک دیکھتا رہا پھر دور بین گھٹے سے ہٹا کر واپس مڑ آیا۔ بیک زب نے اُسے ایک لمحے کے لئے دیکھا پھر دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔

"کیا دیکھ رہے تھے"۔ سب ممبروں نے عمران کے والد

تے ہی پوچھا۔

"مجھے آسمان پر پتنگ اڑتی نظر آتی تھی۔ میں نے سوچا دیکھو یہ کون آدمی ہے تاکہ اس سے پوچھ سکوں کہ اس قدر تیز ہوا میں پتنگ اڑانے کے لئے اس نے ڈور پر مٹھا کھ کس سے لگوا یا ہے"۔ عمران نے ہنس دے درمی پر آ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"پھر وہ آدمی نظر آیا"۔ جولیا نے ہنٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ "کہاں نظر آیا۔ وہ پتنگ ہی نہ تھی بلکہ ایک کم بخت چیل تھی جو جسے بسے غوطے کھا رہی تھی شاید کسی چٹان پر کوئی جانور مرا پڑا ہو گا"۔

عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"لیکن چیل تو مردے نہیں کھاتی وہ تو گدھ کھاتی ہے"۔ چوہان نے کہا۔

"پھر کوئی زندہ پڑا ہو گا۔ مجھے کیا ضرورت ہے کسی کو زبردستی مائے می۔ ارے وہ کھانا دانا کہاں ہے۔ بھوک سے پیٹ کی آتیش قلی شریف تو ایک طرف سورہ یسین کی تلاوت بھی مکمل کر چکی ہیں"۔ عمران نے ہنس دے ہوئے کہا۔

"اے عمران صاحب کا فرستانی علاقے کی طرف دیکھ رہے تھے۔ اسے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کوئی خاص ہی چکر ہو گا"۔ صفد نے کہا۔

"اور اب مجھے بھی خیال آ رہا ہے کہ یہ اچانک پتنگ اور اس کے لئے اس سپاٹ کا انتخاب بھی عمران نے لاندہ کا کسی خاص مقصد کے لئے کیا ہو گا"۔ جولیا نے قلمہ دیتے ہوئے کہا۔